ان سب کے اسی روز جتنے کر دئے جائیں۔ اُنکے لئے کپڑے اور سامان کیلئے روپیہ سرکار سے دیا جائے۔ باوجود بیحساب داد و دہش کے جنکے تمول وثروت کا یہ حال تھا کہ علاوہ بیشمار خزانجات لباس وعطریات وسامان آرائش ودرہم ودینار کے اُنکے پاس ہزار ہا ریزہ ہائے جواہر ایسے تھے کہ جن میں سے ایک دانہ کی بھی قیمت کوئی جوہری نہیں لگا سکتا تھا۔

وہ بنی فاطمہ جو علم اور اہل علم کے کمال قدردان تھے جنکا کتب خانہ اتنا بڑا تھا کہ ان سے پہلے اتنا بڑا کتبخانہ کسی سلطنت نے بہم نہیں پہنچایا۔ بروایت مقریزی ۱۶ لاکھ سے زیادہ اُس میں کتابیں تھیں۔

وہ بنی فاطمہ جنکی سلطنت دریائے فرات کے کنارہ سے ساحل بحر ظلمات وجزائر خالدات (کنیریز) تک اور بحیرہ روم سے صحرائے اعظم افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی جنکا خطبہ مدتوں یمن و حجاز میں اور عرصہ تک موصل۔ مدائن۔ کوفہ حلہ وغیرہ میں اور کامل ایک سال تک خاص بغداد میں پڑھا گیا۔ جنکے جنگی جہاز تمام بحیرہ روم پر حکمرانی کرتے اور شاہان یورپ اُن سے ڈرتے رہتے۔ جنھوں نے سالہا سال اطالیہ کے جنوبی حصہ قلوریہ وغیرہ کو اپنے گورنر کے ماتحت رکھا اور معقول مدت تک شمالی اطالیہ کی بندرگاہ جنوہ اور کارسیکا اور سارڈونیا کے ساحلی علاقوں پر تصرف رکھا۔ جنکے گورنر مدت مدید تک صمقلیہ اور مالطہ

بقیہ نوٹ صفحہ ... کرنے کا حکم دیا۔ اور علامہ جرجی زیدان نے تمدن اسلامی جلد دوم میں (بحوالہ تاریخ طبری ج ۳ صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ لیڈن) تحریر کیا ہے کہ منصور عباسی نے ایک عمارت قبۃ الخضراء کے نام سے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ملک عراق میں بنائی کہ لوگ وہاں حج کیا کریں اور اُسکے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی وقعت کم کرنی چاہی۔ اور اسی علامہ نے اسی کتاب میں بحوالہ مقدسی صفحہ ۱۲۲ لکھا ہے کہ معتصم نے شہر سامرا آباد کر کے وہاں خانہ کعبہ کی شبیہ رکھوائی تھی جسکے گرد لوگ طواف کیا کرتے تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ منی اور عرفات کے ناموں سے بھی چند مقامون کو نامزد کیا تھا اور اپنے ارکان ودولت اور امرائے دربار کو وہیں پر فرائض حج ادا

...

[illegible]

اگرچہ بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنت کے ہم پلہ تھی مگر خلق کو نفع اور آرام پہنچانے عدل وانصاف پھیلانے اور پابند شریعت ہونے میں اس درجہ کمال پر تھے کہ بنی امیہ یا بنی عباس کا کوئی بادشاہ اُن کا پاسنگ بھی نظر نہیں آتا۔

ان بنی فاطمہ کے حالات ہمنے کتب ذیل سے اخذ کیے ہیں۔

(۱) المختصر فی اخبار البشر۔ یعنی تاریخ ابو الفدا

(۲) العبر یعنی تاریخ ابن خلدون

(۳) تاریخ الکامل۔ ابن اثیر

(۴) وفیات الاعیان یعنی تاریخ ابن خلکان

(۵) المواعظ والاعتبار۔ یعنی تاریخ مقریزی

(۶) حسن المحاضرہ۔ جلال الدین سیوطی

(۷) الروضتین فی اخبار الدولتین مقدسی

(۸) اخبار الاول — اسحاقی

(۹) الدول الاسلامیہ۔ سید احمد زینی دحلان

(۱۰) اخبار الدول وآثار الاول — قرمانی

(۱۱) روضۃ الصفا — میر آخوند

(۱۲) حبیب السیر — غیاث الدین خوندمیر

(۱۳) قلائد الجواہر — علامہ محمد عباس شروانی

(۱۴) جامع التواریخ — مولوی فقیر محمد

ان کتابوں کے علاوہ مولوی سید امیر علی صاحب کی تاریخ اسلام اور قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ کی مجالس المومنین سے بھی بعض مضامین لیے گئے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان بادشاہوں کے کامل حالات میں کسی شیعہ مورخ کی لکھی ہوئی تاریخ نہ کہیں چھپی ہے نہ کہیں سے قلمی دستیاب ہو سکی[1]۔ لہذا جو کچھ بھی لکھا گیا ان ہی سنی تاریخوں سے جنکے مولف فطرتاً مروانیوں اور عباسیوں کے ہواخواہ اور بنی فاطمہ کے مخالف ہوے ہیں۔ تاہم حق حق ہی ہے۔ ان ہی مورخوں کے قلم سے کہیں کہیں کلمۂ حق بھی نکل گیا ہے جس سے ان بادشاہوں کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اور یہی مشتے نمونہ از خروارے سے مبصرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مصر کے شاہان بنی فاطمہ کس درجہ اور پایہ کے بادشاہ گزرے ہیں

احقر ذاکر حسین جعفر

دفتر اتالیق انگریزی دہلی — یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۰۸ھ

[1] البتہ ملا اشرف صاحب بوہرے کی تاریخ ریاض الجنان چھپ گئی ہے جو ہماری نظر سے نہیں گذری بعض جگہ قلائد الجواہر میں اُس کا حوالہ دیکھا گیا مگر افسوس کہ وہ اصل کتاب اس وقت تک دستیاب نہ ہو سکی ۱۲ منہ

تاریخ خلفائے بنی فاطمہ اسماعیلیہ

خاندان نبوت کے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سب سے بڑے صاحبزادے اسماعیل جنکی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت حسین اثرم بن حسن بن علی تھا) ۱۳۳ھ میں بمقام عریض انتقال کر گئے یہ لوگ انکا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے اور گورستان بقیع میں دفن کر دئے گئے آپکو ان سے کمال محبت تھی سخت صدمہ ہوا۔ دفن کرتے وقت کئی مرتبہ اُن کا منہ کھولکر لوگوں کو دکھایا کہ اسماعیل فوت ہو گئے ہیں۔ اور اس میں مصلحت یہ تھی کہ چونکہ آپ اسماعیل سے بیحد محبت کرتے تھے شیعوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اسماعیل کو آپ اپنا جانشین سمجھتے ہیں۔ اور بعد آپکے اسماعیل ہی آپکے خلیفہ اور امام ہونگے حالانکہ بحکم خدا امامت کے واسطے امام موسی کاظم علیہ السلام منصوص تھے۔ پس جب اسماعیل امام جعفر صادقؑ کی حیات ہی میں انتقال کر گئے تو اُن شیعوں نے اُنکی امامت کے خیال کو دل سے دور کر دیا۔ مگر بعض ایسے شیعہ جنکو امام جعفر صادقؑ کے ساتھ کچھ زیادہ خصوصیت نہ تھی آپکے راوی بھی نہ تھے اور دور دراز مقامات میں رہتے تھے اُنکو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہیں جب امام جعفر صادقؑ نے ۱۴۸ھ میں بعمر ۶۸ سال انتقال فرمایا تو شیعہ کے تین گروہ ہو گئے (۱) ایک گروہ کثیر نے جو سب سے زیادہ تھا امام موسی کاظمؑ کی امامت کو مان لیا جنکو امام جعفر صادقؑ نے اسماعیل کی وفات کے بعد اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ (۲) دوسرے گروہ نے جان لیا کہ اسماعیل زندہ نہیں ہیں ضرور مر گئے ہیں مگر اسماعیل کے فرزند محمد جنھوں نے امام جعفر صادقؑ کے کنار عاطفت میں پرورش پائی تھی امام ہیں۔ اسلئے کہ امامت اُنکے والد میں تھی اور بیٹا بمقابلہ بھائی کے امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ (۳) تیسرا گروہ اسماعیل کی حیات کا مقر رہا مگر اس اعتقاد کے لوگ اس زمانہ میں بالکل نہیں پائے جاتے۔ پچھلے دونوں فرقے اسماعیلیہ اور پہلا فرقہ امامیہ کے نام سے مشہور ہے۔

کے بوہروں اور آغا خانی خوجوں کا یہی مذہب ہے۔

محمد بن اسمٰعیل اور اُنکے بعد جو اُن کی نسل سے اسمٰعیلی امام ہوے وہ عباسیوں کے چپکے چپکے اپنی دعوت اور تعلیم پھیلاتے رہے۔ یہانتک کہ محمد بن اسمٰعیل کے پروتے محمد جنکو اُن کی ہر دلعزیزی کے سبب سے حبیب بھی کہتے ہیں امام ہوے وہ بکمال بلند نظر تھے حمص کے پاس سلمیۃ رہتے تھے یہیں سے اپنے مرید بھرتی کرنے اور عقائد اسماعیلیہ کے پھیلانے کی غرض سے اپنے داعی ہر طرف روانہ کیا کرتے تھے۔ اس طرح ان کے فرقہ کی تعلیم بہت جلد یمن۔ یمامہ۔ بحرین۔ سندھ۔ ہند۔ مصر اور شمالی افریقہ میں پھیل گئی۔ ان کا ایک بڑا سرگرم اور ثابت قدم داعی ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن زکریا تھا جو ایک زمانہ میں بصرہ کا محتسب تھا۔ یہ اصل میں شیعہ امامی تھا بعد میں اسمٰعیلی ہوگیا تھا۔ یہ الشیعہ یعنی شیعہ خالص یا ابو عبد اللہ شیعی کے نام سے مشہور ہے کبھی اسکو بنظر تصوف صوفی اور کبھی عقائد شیعہ کی تعلیم دینے کے سبب معلم بھی کہتے ہیں۔

یہ تو ہم بعد میں بتائینگے کہ اس ابو عبد اللہ شیعی نے کس طرح تن تنہا بغیر کسی مال و سامان کے افریقیہ جا کر لوگوں کو مرید و گرویدہ بنا کر افریقیہ فتح کر کے محمد حبیب کے بھتیجے[1] ابو محمد عبید اللہ المہدی باللہ کو ۲۹۶ھ میں افریقیہ کا بادشاہ بنا دیا جنکی اولاد تمام شمالی افریقیہ اور مصر میں ۵۶۷ھ تک ۲۷۱ سال حکومت کرتی رہی۔ پہلے ہم ان کا سلسلہ نسب دکھاتے ہیں۔

مصر کے شاہان بنی فاطمہ کا سلسلہ نسب

جس طرح ایک نئی سلطنت قائم کرنے میں مذہب سب سے زیادہ اثر رکھتا ہے اسی طرح جب سلطنت کی شوکت ثروت اور قوت زیادہ ہوجاتی ہے تو اُس کا اثر بھی مذہب پر ایسا ہی قوی پڑتا ہے۔ اور لوگ الناس علی دین ملوکھم کے مصداق بن جاتے ہیں۔

[1] اکثر مورخین نے حتی کہ ابن خلدون مقریزی اور مولوی امیر علی صاحب نے عبید اللہ المہدی کو محمد حبیب کا بیٹا لکھا ہے مگر نہیں۔ عبید اللہ بیٹے تھے محمد حبیب کے بھائی حسین کے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۱۲ منہ

رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی خاندان نبوت کے استیصال کی کوششیں شروع ہوگئیں تھیں ان کوششوں میں خلیفہ ثانی خلیفہ اول کی خلافت کے بانی عمر خطاب کی یہ پالیسی سب سے زیادہ کارگر ہوئی کہ وہ خاندان نبوت کے جانی دشمنوں بنی امیہ کو صاحب اقتدار بناتے گئے۔ ابوسفیان کے بیٹوں یزید اور معاویہ کو تو آپ نے اپنے عہد خلافت ہی میں شام کا گورنر بنا کر سلطنت بنی امیہ کی بنیاد ڈالدی تھی۔ مرتے وقت خلافت نام کو تو شوری پر چھوڑی مگر درحقیقت انتظام ایسا کر گئے کہ بنی امیہ کے رکن اعلی عثمان ہی خلیفہ ہوں۔ جو علاوہ اسکے کہ خود اولاد امیہ سے تھے بنی امیہ سے اسقدر محبت رکھتے تھے کہ انھوں نے مروان بن حکم جیسے مطرود رسولؐ کو اپنا وزیر اور داماد بنایا تھا۔ اور بنی امیہ کو لکھو کھا روپے اور جاگیریں اور گورنریاں دیدیکر کمال مالک مالدار اور صاحب اقتدار بنا دیا تھا جیسا کہ ہماری تاریخ اسلام جلد سوم میں ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ عثمان کے زمانہ میں بنی امیہ تمام ممالک اسلام پر حاوی اور مستولی ہوگئے تھے اور پھر چند روز کیلئے جناب امیرؑ خلیفہ ہوئے بھی تو بنی امیہ نے آپکا ایسا ناک میں دم کیا کہ آپکی حالت بقول علامہ عباسی ایسی ہوگئی تھی جیسی مریض سل کی ہوا کرتی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بنی امیہ کے سردار معاویہ نے جسنے خلیفہ ثانی اور خلیفہ ثالث کی عنایت سے اقتدار کلی ملک شام میں حاصل کر لیا تھا خارجیوں سے ملکر (جیسا کہ حکیم سنائی نے حدیقہ میں لکھا ہے) جناب امیرؑ کو مسجد کوفہ میں سجدۂ خالق میں شہید کرا دیا پھر کیا تھا معاویہ تمام دنیائے اسلام کا بادشاہ ہوگیا۔ طرہ یہ ہوا کہ ایک تو مذہب واعتقاد وہ جو خلفائے ثلاثہ نے خاندان نبوت کے خلاف رائج کیا تھا اور سلطنت وہ جو خاندان نبوت کی دشمن جان تھی۔ معاویہ نے آسانی سے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ کی مساجد میں منبروں پر خطیب خاندان نبوت پر لعن وتبرا کیا کریں۔ امام حسنؑ کو زہر سے شہید کرا دیا اور تمام ممالک میں حکمنامے جاری کر دیئے کہ طرفداران اولاد بتول اور شیعیان وصی رسول جہاں کہیں ملیں قتل کر دیے جائیں اور انکے گھر بار لوٹ لئے جائیں۔ معاویہ کے بیٹے یزید کے حکم سے سبط رسول

کلمہ پڑھنے والوں نے ذبح کر دیا۔ غرض عمر بن عبد العزیز کے عہد کے سوا تمام بنی امیہ کے عہد حکومت میں اولادِ نبی اور شیعیان علی کی یہی حالت رہی کہ عوام علانیہ اور خواص زہر سے شہید ہوتے رہے۔

۱۳۲ھ سے دور عباسیہ شروع ہوا انکے اول بادشاہ السفاح کے چار سال عہد حکومت میں شیعوں کو بہت امن ملا مگر دوسرے بادشاہ منصور کے وقت سے وہ وہ ظلم سادات اور شیعیان پاک ذات پر ہوئے کہ شیعہ پکار اُٹھے کہ اس سے تو بنی امیہ ہی کا عہد اچھا تھا۔ سادات چن چن کر دیواروں میں چنے جاتے اور قتل کئے جانے لگے عباسیوں کے سوا پانسو برس کے عہد حکومت میں وہ زمانہ بہت غنیمت تھا جبکہ بنی بویہ (جنکی تاریخ پہلے لکھی جا چکی ہے) بغداد پر تسلط پایا تھا مگر اب بھی سنیوں اور عباسی خلفاء کا اسقدر زور تھا کہ شیعہ بادشاہ شیخ مفیدرہ جیسے اپنے جلیل القدر اور متبحر عالم کو کئی دفعہ بغداد سے نکال دینے پر مجبور ہوا تھا۔

بنی امیہ اور بنی عباس کے عہد حکومت میں خاندان رسول کے افراد یعنی سادات نیک نہاد تین قسم کے تھے۔

(۱) اول وہ منصوص امام جو سلطنت و حکومت کا خیال تک دل میں نہ رکھتے تھے تاہم دین خیر الانام کی ترویج میں حتی الامکان علانیہ لا انتہا کوششیں کرتے تھے۔ یہ آخر زہر سے شہید کر دیے جاتے تھے۔ جیسے امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادق علیہم السلام۔

(۲) دوسرے گروہ جو شاہان جور کے مظالم سے تنگ آکر عدل و انصاف اور امن و امان قائم کرنے کی غرض سے تلوار اُٹھانے پر مجبور ہوتے تھے۔ انھیں لڑکر قتل کر دیا جاتا تھا جیسے زید اور نفس زکیہ وغیرہ۔

(۳) تیسرے وہ جو سلاطین جور کے حکم سے مخفی طور پر اپنے عقائد کی تعلیم پھیلا کر لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنا کر عدل و داد کی حکومت پھیلانے کیلئے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی کوشش

کرتے تھے۔ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور اُنکی اولاد اسی قسم میں داخل ہیں۔
چونکہ اسماعیلیوں کے امام محمد بن اسماعیل سے اُنکے پڑپوتے محمد الحبیب تک مکتوم اور اسماعیلیوں کی اصطلاح میں مستور رہے اس سبب سے سوائے اُنکے خاص مریدوں کے اُن کا ٹھیک ٹھیک سلسلۂ نسب کسی کو معلوم نہیں ہوا۔
اُن کے مستور رہنے کے سبب سے اُنکے دشمن عباسیوں اور عباسیوں کے طرفداروں کو یہ کہنے کا بھی بہت خاصا موقع ملگیا کہ ابو محمد عبید اللہ المہدی بانی حکومت خاندان فاطمیہ مصر و افریقیہ اولاد علیؑ و فاطمہ سے نہ تھے۔ بلکہ یہودی یا مجوسی نسل سے تھے۔ اور اسکے ثبوت میں انہوں نے طبعزاد نسب نامے ایجاد کئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ عبید اللہ کا اصل نام سعید ہے اس کا باپ یہودی آہنگر تھا جب وہ مرگیا تو اُسکی ماں نے حسین بن احمد بن عبد اللہ بن میمون قدّاح بن دیصان البونی الاہوازی المجوسی سے شادی کرلی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سعید حسین بن احمد ہی کا بیٹا تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ عبید اللہ کو الیسع حاکم سلجماسہ نے قید کرلیا تھا اور جب ابو عبد اللہ شیعی کی چڑہائی کا حال سنا تھا تو عبید اللہ کو مروا دیا تھا۔ ابو عبد اللہ نے جب سلجماسہ فتح کیا اور قید خانہ میں جاکر عبید اللہ کو مقتول پایا تو اس خوف سے کہ میرا بنا بنایا کام بگڑ نہ جائے اُسکے ایک خادم کو جو وہاں تھا ابو محمد عبید اللہ المہدی امام علوی و فاطمی مشہور کردیا۔ غرض اس قسم کی داستانیں خلفائے عباسیہ اور اُنکے طرفداروں کی مشہور کی ہوئی ہیں۔
بنی عباس اور ان بنی فاطمہ کی دشمنی کا سبب ظاہر ہے۔ مذہب کی مخالفت عباسی کٹّے سنی عمری حنفی اور یہ بنی فاطمہ پکے شیعہ علوی جعفری۔ سب سے زیادہ سلطنت کی رقابت بنی فاطمہ ایسے صاحب اقتدار ہوئے کہ اُنکی سلطنت دریائے فرات سے ساحل بحر ظلمات تک اور بحیرہ روم سے صحرائے اعظم تک پھیل گئی تھی۔ بہت سا ملک عباسیوں کا چھین لیا تھا۔ شام۔ حجاز (مکہ۔ مدینہ) یمن سے عباسیوں کا خطبہ قطع کرکے اپنا خطبہ پڑھوایا تھا۔ نوبت یہانتک پہونچ گئی تھی کہ ایک موقع پر موصل۔ مدائن۔ کوفہ۔ اور واسط تک اور دوسرے موقع پر خاص بغداد میں کامل ایک سال تک ان مصر کے بنی فاطمہ کے

نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بنی فاطمہ کے اس عروج کی حالت کو دیکھ کر عباسی جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے۔ اور یہ چال چلے کہ کسی طرح لوگوں کو ان کی طرف سے نفرت دلائیں۔ اس غرض سے اُنھوں نے اُنکے قدح نسب میں دو دفعہ محضر تیار کرائے ایک دفعہ خلیفہ قادر باللہ عباسی کے عہد میں ۴۰۲ھ میں اور دوسری دفعہ خلیفہ قائم عباسی کے زمانہ میں ۴۴۴ھ میں چنانچہ قادر باللہ عباسی کے عہد میں ایک جلسہ ہوا جس میں خلیفہ صدر انجمن تھا اور سنیوں کے سربرآوردہ مولویوں اور مفتیوں نے جو اس جلسہ کے رکن تھے اس بات کا محضر تیار کیا کہ خاندان عباسیہ کے حریف خلفائے مصر اولاد علی و فاطمہ سے نہیں ہیں اور اس محضر پر علمائے شیعہ شیخ مفید رح۔ سید مرتضی رح۔ سید رضی رح اور ان دونوں کے والد ابو احمد اور نیز ابن البطحاوی علوی اور ابن الازرق علوی۔ کو بھی دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اہلسنت کے مشہور دستخط کرنے والے یہ تھے۔ ابن الاکفانی۔ ابن الخرزی۔ ابو العباس ابیوردی۔ ابو حامد کشفلی۔ قدوری۔ صیمری۔ ابو الفضل نسوی۔ ابو جعفر نسفی وغیرہ۔ اس محضر کی عبارت یہ تھی کہ "ان محمد بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن سعید منتسب الی دیصان بن سعید الذی ینسب الیہ الدیصانیہ وانّ ھذا الناظم بمصر ھو منصور بن نزار الملقب بالحاکم حکم اللہ علیہ بالبوار والدمار بن معد بن عبد الرحمن بن سعید لا اسعدہ اللہ وانّ من تقدّمہ من سلفہ الارجاس علیھم لعنۃ اللہ ولعنۃ اللاعنین ادعیاء خوارج لا نسب لھم فی ولد علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ و ان ما ادعوہ من الانتساب الیہ زور و باطل۔ وانّ ھذا الناجم فی مصر ھو و سلفہ کفار و فساق زنادقۃ ملحدون معطلون وللاسلام جاحدون اباحوا الفروج واحلوا الخمور وسبوا الانبیاء وادعوا الربوبیۃ الخ کتب فی شھر ربیع الآخر سنہ ۴۰۲ھ"

تمام باحیثیت مسلمان مورخوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ خاندانی رشک و حسد کی وجہ سے عباسیوں نے ایسا کیا۔ ابو الفدا۔ ابن خلدون۔ مقریزی۔ ابن اثیر۔ صاحب روضۃ

الصفا، صاحب حبیب السیر وغیرہ سب قبول کرتے ہیں کہ یہ درحقیقت اولادِ علی وفاطمہ سے تھے۔

ابن خلدون نے عباسیوں کے اس الزام کو جھوٹا ثابت کرنے میں حق اُستادی ادا کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ "عبید اللہ المہدی کا نسب اس طرح ہے ابو محمد عبید اللہ المہدی بن محمد الحبیب بن جعفر المصدق بن محمد المکتوم بن اسمٰعیل بن جعفر صادق ؑ۔ یہ ضرور اولادِ علی ؑ سے ہیں اور کچھ اعتبار نہیں ہے قیروان یا اور لوگوں کا یا اُس محضر کا جو بغداد میں قادر باللہ کے زمانہ میں انکے نسب کی طعن میں تیار کیا گیا تھا اور جسپر بڑے بڑے اماموں نے اپنی شہادت ثبت کی تھی۔ کیونکہ معتضد عباسی کے وہ خط جو قیروان میں ابن اغلب کو اور سلجماسہ میں الیسع مدراری کو عبید اللہ المہدی کی گرفتار کرنے کے واسطے لکھے تھے ان کی صحت نسب کے شاہد ہیں۔ اور شعر شریف رضی کا اور بھی زیادہ تصدیق کرنیوالا ہے[1]۔ اور جن لوگوں نے محضر پر گواہی کی ہے اُسکی گواہی صرف

---

[1] وہ شعر سید رضی رح کے ہیں۔ ما مقامی علی الھوان وعندی ÷ مقول صارم وانف حمی ÷ احمل الضیم فی بلاد الاعادی ÷ وبمصر الخلیفة العلوی ÷ من ابوہ ابی ومن جلہ جدی ۔ اذا ضامنی البعید القصی ÷ لف عرقی بعرقہ سیدا الناس ÷ جمیعاً محمد وعلی ÷ ان ذلی بذلک الجو عز ÷ واوامی بذلک الربع ری ۔

سید رضی نے ۱۲ شعر کا یہ قطعہ خلفائے فاطمیہ کی مدح اور اُنکی علو نسب اور عباسیوں کی ہجو میں لکھا تھا جسمیں سے صرف ۵ شعر یہاں لکھے گئے ہیں صاحب انوار الربیع وغیرہ لکھتے ہیں کہ جب یہ شعر مشہور ہوے قادر باللہ عباسی کو ان کی خبر پہنچی تو ایک مجلس منعقد کی اور سید رضی کے والد نقیب ابو احمد حسین طاہر ذو المناقب اور سید رضی کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ کو اور قاضیوں فقیہوں اور نامی آدمیونکو اُسمیں مدعو کیا۔ اور یہ شعر دکھائے ابو احمد نے کہا کہ ہمنے تو نہ کبھی یہ شعر سنے اور نہ کبھی رضی کے لکھے ہوے دیکھے بعید نہیں جو رضی کے کسی دشمن نے اُسکی طرف منسوب کر دئے ہوں۔ قادر باللہ نے کہا کہ اگر یہ شعر رضی کے نہیں ہیں تو شاہان مصر کے قدح نسب میں ایک محضر لکھو اور

سنی سنائی بنا دپر ہے تحقیقی نہیں ہے۔ ان کا نسب انکے دشمنوں گروہ عباسیہ کے نزدیک سوسال پہلے سے منکر تھا۔ پس رعایا بھی اہل دولت کے مذہب وطور میں رنگی گئی۔ اور ایک شہادت ان بنی فاطمہ کے حق میں اور اُنکے دشمنوں کے خلاف میں یہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتیں انکی (بنی فاطمہ کی) مطیع ومنقاد ہوگئیں اور مکہ اور مدینہ میں اُنکے حکم کو مان لینا اور اُنکے سکہ خطبہ کا ظہور پانا یہ اور اُنکے صحت نسب کی پکی دلیل ہے اور وہ لوگ جو انکے نسب کو یہودیت ونصرانیت سے منسوب کرتے ہیں یہ بڑا گناہ کرتے ہیں اور اُن کا یہ فعل لغو اور واہیات ہے"۔

امام علامہ تقی الدین مقریزی صاحب المواعظ والاعتبار اس موقع پر کہتا ہے کہ جو حروف وحکایات ان بادشاہوں کے نسب کی رد وقدح میں بیان کی جاتی ہیں بالکل بے اصل ہیں۔ اُس زمانہ میں سادات بنی فاطمہ وعلوی بہت تھے اور شیعہ اُنکی قدر ومنزلت کرتے تھے۔ اُنکو کیا ضرورت پڑی تھی کہ سادات کو چھوڑ کر ایک یہودی بچے کو اپنا امام بناتے فی الواقع یہ ملوک فاطمیہ سید تھے عباسیوں اور اُنکے ہواخواہوں نے عامہ خلائق کو نفرت دلانے کی غرض سے یہ جھوٹی باتیں مشہور کردی ہیں۔ یہ بنی فاطمہ بنی عباس کے معاصر تھے اور انکی سلطنت دوسو ستر سال تک رہی دیار مغرب مصر شام۔ دیار بکر حرمین شریفین۔ یمن۔ اور عراق میں ان کا سکہ وخطبہ جاری ہوا۔ عباسی فاطمیہ کے مقابلے سے عاجز آگئے۔ اور یہانتک فاطمیہ کا غلبہ ہوا کہ چالیس مرتبہ خطیبوں نے بغداد میں خطبہ اُنکے نام کا پڑھا۔ اور قادر باللہ عباسی نے ۴۰۲ھ میں اُنکی قدح نسب میں محضر تیار کرایا تھا۔ اس وجہ سے بیشتر اہل تاریخ نے خیرخواہان عباسیہ کے اقوال کو اپنی کتابوں میں لکھدیا ہے اور ان کا علوی فاطمی ہونا خاص معتضد عباسی کی تحریر سے ثابت اور

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۔ رضی اُسمیں دستخط کرے پس محضر لکھا گیا تمام حاضرین نے اُسپر دستخط کی شریف ابو احمد اور سید مرتضی کی بھی دستخط کرائی گئی اور ان دونوں کے ہاتھ وہ محضر سید رضی کے پاس دستخط کرنیکے لئے بھیجا گیا ان دونوں صاحبوں نے عباسی خلیفہ کے خوف سے تقیۃً سید رضی کو مجبور کیا اور سید رضی کو مجبوراً تقیۃً اُس محضر پر دستخط بھی کرنی پڑی اور یہ بھی کہنا پڑا کہ یہ شعر میرے نہیں لکھے۔ ۱۲ منہ

مستحق ہے جو اُسنے عبید اللہ المہدی کی گرفتاری کے بارہ میں ابن اغلب والی قیروان اور ابن مدرار والی سلجماسہ کو لکھے تھے۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ابو عبد اللہ وغیرہ نے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کے بعد ایک یہودی لڑکے کو کیسے حوالہ کردی یہ تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص دینی اعتقاد کیلئے ثواب کی امید پر دوسرے کو اپنی ذات پر ترجیح دی“ یعنی ابو عبد اللہ شیعی کو عبید اللہ کے اولاد علی فاطمہ سے ہونے میں کسی طرح کا بھی شک نہ تھا۔

غرض ان بادشاہوں کے سادات بنی فاطمہ ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہہ نہیں ہے۔ مگر اسماعیلی اماموں کے مستور رہنے کی وجہ سے اور اُنکے دشمنوں کے اُن کے غلط نسب نامے مشہور کر دینے سے سبب مورخوں کو اُنکے سلسلہ نسب میں شبہہ رہا ہے۔ کوئی عبید اللہ المہدی کو محمد بن اسماعیل کے پوتے کا پڑوتا بناتا ہے۔ کوئی پوتے کا پوتا۔ کوئی پڑوتا۔ اسی طرح سلسلہ کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ شیعہ علما خواجہ نصیر الدین محقق طوسی اور شہید ثالث نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہما تک کو انکا ٹھیک سلسلہ نسب معلوم نہوا۔ ابن خلدون مقریزی۔ ابو الفدا۔ اور ابن اثیر جیسے مورخین بھی تہ کو نہ پہنچے۔ چونکہ تمام مورخین میں اختلاف ہے اور حالت تذبذب میں ہیں اور چونکہ صاحب خانہ سے زیادہ کوئی گھر کا حال نہیں جانتا لہذا ہم اُس نسب نامے کو صحیح سمجھتے ہیں جو ملا اشرف بن عبد الولی بوہرے اسماعیلی مذہب نے کتاب ریاض الجنان میں لکھا ہے اور جسکی پوری پوری تصدیق ابن خلکان سے بھی ہوتی ہے۔

نسب نامہ شاہان فاطمیہ موافق تاریخ ریاض الجنان و تاریخ ابن خلکان۔

امام جعفر صادق ع

اسماعیل

محمد المکتوم

رضی (عبد اللہ المستور) — حسین

وفی (احمد المستور)

تقی (حسین المستور) — محمد الجیب

عبد اللہ یا عبید اللہ المہدی باللہ

(نوٹ) مسٹر اے۔ ایس۔ ضیاء الدین صاحب بوہرے نے بمبئی شہر سورت سے ۱۱ جنوری ۱۹۱۲؁ء کو اپنے خط میں ہمیں لکھا تھا کہ یہی نسب نامہ ہمارے یہاں (اسماعیلیہ) میں معتبر روایت سے ثابت ہے۔ اسماعیلیہ عبد اللہ۔ احمد اور حسین تینوں اماموں کو المستورین فی ذات اللہ کہتے ہیں کیونکہ وہ عباسیوں کے خوف سے ہمیشہ چھپے رہتے تھے۔ انکی خاص اصطلاح میں محمد اسمٰعیل کے ساتھ مکتوم کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔

اب ذرا مورخین کے اختلاف کو ملاحظہ کیجئے اور اُس مغالطہ کو جو انھیں انکے سلسلہ نسب میں ہوا ہے

ابن اثیر نے انکا نسب تین طرح لکھا ہے۔

(۱) جعفر صادق ع
اسمٰعیل
محمد
میمون القداح
احمد
محمد
احمد — حسین
حسین
عبیداللہ

(۲) جعفر صادق ع
اسمٰعیل
محمد
میمون
عبداللہ
محمد
(یا ابو محمد عبیداللہ)

(۳) جعفر صادق ع
اسمٰعیل
محمد
اسمٰعیل ثانی
احمد
عبیداللہ

وہ نسب نامہ جو بنی عباس نے مصر میں تیار کیا تھا

دیصان الثنوی الاہوازی المجوسی
میمون القداح
عبداللہ
احمد
حسین
سعید۔ جسنے ابو محمد عبیداللہ المہدی اپنا نام رکھا۔

ابن خلدون، مقریزی اور مولوی امیر علی صاحب نے انکا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے۔

امام جعفر صادق ع
اسمٰعیل
محمد
جعفر المصدق
محمد الحبیب
عبیداللہ المہدی

ابن خلکان نے دوسرے طریق سے انکا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے۔

جعفر صادق ع
موسیٰ
علی
محمد
علی
حسن
عبیداللہ المہدی

(نوٹ) کسقدر دور ہیں اہلسنت اور انکے علما اہلبیت نبوت سے۔ یہ نسبنامہ تو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا ہے۔ وہ لفظ مہدی کو دیکھکر عبیداللہ المہدی اور جناب صاحب العصر محمد بن حسن العسکری علیہما السلام میں تمیز نہ کر سکے۔

اسمٰعیلیہ اماموں کی ابتدائی حالت

ملا اشرف صاحب ریاض الجنان لکھتے ہیں کہ "جب اسمٰعیل ؑ بن جعفر صادق ع اپنے والد ماجد کی حیات میں مدینہ میں انتقال کر گئے تو محمد ؑ بن اسمٰعیل نے اپنے جد امجد کے پاس تربیت پائی۔ آپکے بعد مدینہ میں مستر الحال رہتے تھے۔ زبیدہ خاتون

زوجہ ہارون رشید عباسی نے مخفی طور پر محمد کو اطلاع دی کہ ہارون تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ محمد اپنے بھائی علی کے ساتھ فوراً مدینہ سے چلدیئے اور کوفہ میں بحالت روپوشی بسر کرنے لگے۔ اور وہاں عبداللہ بن محمد پیدا ہوئے پھر محمد اپنے اہل و عیال کو لیکر رستے چلے گئے اور اسحق بن عباس فارسی حاکم رے کے پاس رہنے لگے اور یہ اسحق فاطمہ زوجہ محمد یعنی والدہ عبداللہ کا ماموں تھا۔ جب ہارون کو معلوم ہوا کہ محمد اسحق کے پاس چھپے ہوئے ہیں تو انکو اسحق سے طلب کیا۔ اسحق نے مخفی طور پر محمد کو قلعہ نہاوند[1] میں بھیجدیا اور رشید کے حوالہ نہ کیا۔ اور وہاں کے حاکم منصور بن جوشب کو جو اسحق کے دوستوں سے تھا لکھا کہ اُن کی حفاظت و رعایت میں کوشش کرتا رہے۔ ہارون اس نافرمانی سے ناراض اور غضبناک ہوا اور اسحق کو گرفتار کراکر قید شدید میں ڈالدیا۔ اور وہ بیچارہ قید ہی میں مرگیا۔ پھر جب رشید کو خبر پہنچی کہ محمد نہاوند میں ہیں تو محمد بن علی خراسانی کو ڈھائی سو ترکی غلاموں کے ساتھ روانہ کیا کہ محمد کو پکڑ کر حاضر کرے جب خراسانی وہاں پہنچا تو دیکھا کہ محمد محراب مسجد میں ہیں اور اُنکے یمین و یسار دو مرد مہیب بطور نگہبانوں کے کھڑے ہیں۔ ہیبت کے مارے خراسانی کے ہاتھ پانوں پھول گئے محمد سے عرض حال کیا۔ اور سر ادب جھکالیا۔ اور اُنکے ہواخواہوں میں سے ہوگیا۔[2] اسکے بعد محمد نہاوند فرغانہ[3] چلے گئے وہاں کی سکونت اختیار کی اور آخر وہیں انتقال کرگئے اُن کا مزار فرغانہ ہی میں ہے۔ اب اُنکے بیٹے عبداللہ[4] اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور خلفائے بنی عباس کو سادات بنی فاطمہ کے قتل کرنے کا اور بھی زیادہ فکر ہوا۔ عبداللہ چھپکر دیلم[5] چلے گئے اور ایک زن علویہ سے نکاح کرلیا اُس سے احمد بن عبداللہ پیدا ہوئے۔ مامون عباسی کے عہد میں عبداللہ نے مخفی طور پر اکثر لوگوں کو اپنا مطیع و معتقد بنالیا۔ اور اپنے بھائی حسین بن محمد مکتوم کو فرغانہ سے دیلم روانہ ہوتے وقت فرغانہ میں چھوڑا تھا حسین مخفی طور پر لوگوں کو اپنے بھائی عبداللہ کی اطاعت

[1] عراق عجم کا قدیم دارالسلطنت تھا جسکے کھنڈر ابتک طہران کے قریب موجود ہیں ۱۲ [2] نہاوند ایک مشہور شہر ہے اور قلعہ بنی ہمدان اور کوہ الوند کے جنوب میں ۱۲ [3] خواہ یہ معتقدین کی خوش اعتقادی ہو خواہ درحقیقت

کی دعوت کرتے تھے۔ پھر عبداللہ دیلم سے شام کے شہر سلمیہ میں آرہے جو حمص کے قریب واقع ہے اور وہیں اُنکا انتقال ہوگیا۔ اُنکے صاحبزادے احمد اُنکے جانشین ہوئے۔ احمد فاضل متبحر روشن ضمیر تھے انھوں نے مجلس ارشاد مزین کی اور سلمیہ میں نکاح کیا اور اُنکے بیٹے حسین پیدا ہوئے۔ مامون عباسی جب امام رضاؑ کی وفات کے بعد علم قرآن سے بے بہرہ اور علوم فلاسفہ یونان کی طرف راغب ہوگیا تو احمد نے ۵۱ رسالے مشتمل بر علوم وحکم معارف الٰہیہ فلسفہ شرعیہ لکھکر شایع کئے اور مامون کے پاس بھیجے جو رسائل اخوان الصفا کے نام سے مشہور ہیں۔ احمد نے اپنے چھپانے میں بڑا اہتمام کیا اور سوداگروں کے لباس میں کوفہ اور کبھی سلمیہ میں اور کبھی سر من رائے میں رہتے تھے۔ یہانتک کہ سلمیہ میں انتقال کر گئے۔ اور اپنے بیٹے حسین کو اپنا جانشین کر گئے۔ حسین اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اپنے جد بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کو نجف اشرف میں وارد ہوئے اور ابوالقاسم حسن بن فرخ بن حوشب سے جو خدام واصحاب امام حسن عسکری علیہ السلام سے تھے ملے۔ دونوں میں بڑی محبت ہوگئی یہیں علی بن الفضل ہمدانی سے بھی بعد ملاقات محبت زیادہ ہوگئی۔ یہانتک کہ ابوالقاسم[۱] اور علی بن الفضل کو داعی بنا کر دیار یمن کی طرف روانہ کیا تاکہ اُس ملک میں طریق اسماعیلی کو رواج دیں۔ دونوں جاکر اپنے کام میں مشغول ہوئے اور مدعا کو پہنچے۔ پھر حسین مکہ آئے اور حج کر کے دیار مغرب کو روانہ ہوگئے پھر واپس آکر عسکر مکرم یعنی سر من رائے[۲] میں قیام کیا اور وہیں رحلت کر گئے۔ اور مرتے وقت اپنے بھائی محمد کو اپنا وصی کر گئے کیونکہ اُنکے صاحبزادے عبیداللہ بن الحسین ابھی کم سن تھے جب عبیداللہ بالغ اور عاقل ہوئے تو اُنکے چچا محمد نے (جنکو حبیب بھی کہتے ہیں اور جنکو اکثر مورخین نے عبیداللہ المہدی کا والد سمجھا اور لکھا ہے) اُنکو مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ اور وہ عبیداللہ المہدی کے نام سے ملقب ہوئے۔ اسماعیلیہ انھیں کو مہدی موعود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ملک گیری کی نظر سے لوگوں کو اپنا معتقد وگرویدہ بنانیکی نظر

۱؎ ابن خلدون لکھتا ہے کہ یہ ابوالقاسم منصور کے نام سے پہلے اثنا عشری تھا بعد میں اسماعیلی ہوگیا تھا ۱۲

۲؎ سر من رائے جسے سامرّہ بھی کہتے ہیں بغداد کے قریب واقع ہے ۱۲

نے یہ لقب اختیار کیا تھا۔ یہ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے جبکہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔

اسماعیلیہ سلطنت کا طلوع

محمد الحبیب کے والد احمد نے جنکو ابن خلدون نے جعفر المصدق لکھا ہے اور بروایت قلائد الجواہر مولوی امیر علی خود محمد الحبیب نے دو داعی حلوانی اور ابو سفیان بن بکار (جسکو قلائد میں ابو یوسف لکھا ہے) ملک مغرب کی طرف یہ کہکر روانہ کئے تھے کہ وہ زمین بے جوتی پڑی ہے جاؤ اور اُس میں ہل چلاؤ جبتک کہ بیج ڈالنے والا وہاں پہنچے۔ پس اُن میں سے مرماجنہ[1] میں اور دوسرا سوق حمار میں جاکر اُترا اور یہ دونوں مقام بلاد الجزائر کے علاقہ کتامہ میں واقع ہیں۔ اس طرح دعوت اسماعیلیہ مغرب اوسط میں پھیل گئی تھی۔

شیعہ اسماعیلی جب امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے تھے تو محمد الحبیب کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے تھے۔ ایکدفعہ ایک شیعہ بڑا مالدار اور بڑے قبیلہ کا سردار محمد بن فضل نام یمن کے شہر عدن لاعہ سے محمد الحبیب (اور بروایت ابن اثیر محمد کے والد احمد) کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے رستم بن حسین[2] حوشب کوفی اور بروایت قلائد ابو القاسم حسن بن فرخ بن حوشب اور بروایت ابن خلدون ابو القاسم حسین بن فرخ بن حوشب کوفی (کو جو اُنکے اصحاب سے تھا محمد بن فضل کے ساتھ کردیا کہ یمن میں اسماعیلی دعوت پھیلائی اور منادی کردی کہ عنقریب مہدی یمن میں ظہور کرنے والا ہے۔ یہ ۲۶۶ھ میں عدن میں شیعوں کے قبیلہ بنی موسی کے قریب جاکر رہنے لگا۔ بنی موسی اُسکے ساتھ ہوگئے۔ مہدی آل محمد کیلئے دعوت کرنے لگا اور ایک جمعیت اور ہتیار بہم پہنچاکر ۲۷۰ھ تک یمن کے اکثر علاقہ کو مسخر کرلیا۔ یہانتک کہ بنی یعفر سے شہر صنعاء بھی چھین لیا اور تمام یمن۔ یمامہ۔ بحرین۔ سندھ۔ ہند۔ مصر۔ اور مغرب میں داعی پھیلا دیئے۔ عراق کے بھی بہت سے

---

[1] ابن خلدون نے مرغنہ لکھا ہے جو شہر الجزائر کے قریب جنوب مغرب میں واقع ہے اور ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے ۱۲

[2] ابن اثیر نے رستم بن الحسین بن حوشب بن دادان النجار کوفی لکھا ہے جو بعد میں منصور کے نام سے ہوا۔ مقریزی نے ابو القاسم حسین بن فرج بن حوشب لکھا ہے ۱۲

شیعہ اُسکے پاس چلے گئے۔ ظاہر میں تو رضائے آلِ محمد (یعنی آلِ محمد میں سے سب سے برگزیدہ شخص) کی دعوت کرتا تھا مگر باطن میں محمد الحبیب کیلئے کوشش کرتا تھا۔

کچھ دنوں بعد ابو عبداللہ الحسین بن احمد بن محمد بن زکریا شیعی صنعا ئین کا باشندہ جو بصرہ کا محتسب تھا محمد الحبیب سے ملنے آیا تو محمد نے اُس میں قابلیت اور صلاحیت دیکھکر ابن حوشب کے پاس یمن (عدن) بھجدیا کہ اُس سے ہدایت حاصل کرکے ملک مغرب کو چلا جائے اور کتامہ کے علاقہ میں جاکر اسماعیلی دعوت کو رواج دے۔ ابو عبداللہ شیعی ابن حوشب کے پاس آیا عرصہ تک اُسکے ساتھ رہا۔ اُسکی مجالس میں حاضر ہوکر اُسکے علم سے مستفید ہوتا رہا۔

اسی اثنا میں حلوانی اور ابو سفیان کے انتقال کی خبر ابن حوشب کو پہنچی جو قریب قریب ایک ہی زمانہ میں رحلت کر گئے تھے اس وقت ابن حوشب نے شیعی سے کہا کہ مغرب میں جاؤ وہاں ابو سفیان اور حلوانی کھیتی تیار کر گئے ہیں وہاں جاکر تم ہی کام کر سکتے ہو۔ پس ابو عبداللہ یمن کے حاجیوں کے ساتھ مکہ آیا موسم حج میں کتامہ کے لوگ اور اُنکے سردار اُسسے ملے اُن میں ایسے بھی تھے جو حلوانی اور ابن بکار کی صحبت سے مستفید ہو چکے تھے۔ اُنکو آپس میں فضائل اہل بیت بیان کرتے ہوئے سنا۔ ابو عبداللہ نے اُنکے ساتھ جانے کا ارادہ کیا۔ ان لوگوں میں بنی سکتان کا سردار موسی بن حریث اور ابو القاسم وریجومی اور مسعود بن عیسی بن ہلال مساکتی اور موسی بن مکاد بھی تھے۔ انھوں نے جب ابو عبداللہ سے اپنے مذہب کی باتیں سنیں اور اُسکی عبادت و زہد کو دیکھا تو اُسکے گرویدہ ہوگئے۔ اُس سے کمال محبت کرنے لگے اور چلتی دفعہ اُس سے اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ وہ راضی ہو گیا۔ اور اپنے جانے کی اصل وجہ اُن پر ظاہر نہ کی بلکہ چلنے سے پہلے اُنکے قوم قبیلہ اور اُن کا اور اُن کے سلطان کا آپس کا برتاؤ۔ اور یہ کہ بادشاہ کا اُن پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہے بلکہ اُسکی معمولی سی اطاعت کرتے ہیں تمام حالات معلوم کر لئے اور اُسے یقین ہو گیا کہ ان میں میرا کام ضرور بن جائیگا۔ پس وہ اُنکے ساتھ ملک مغرب کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان لوگوں

بُجایہ[1] الاندلس کا باشندہ محمد بن حمدون بن سماک اترا ہوا تھا یہ بھی حلوانی سے مل چکا تھا۔ ابو عبداللہ اسی کے پاس اُترا اُس نے اسکی بڑی آؤ تواضع کی اور قیافہ سے معلوم کرلیا کہ یہ صاحب دولت ہوگا۔ پھر یہ لوگ مع ابن حمدون آگے چلے اور ۱۵ ربیع الاول ۲۸۸ھ کو کتامہ کے شہر میں داخل ہوئے۔

اب ان لوگوں میں اسکے اُتارنے کی بابت جھگڑا ہوا ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں اُتارونگا ابو عبداللہ نے اُنکے پاس اُترنے سے انکار کیا اور کہا کہ بتاؤ فج الاخیار کہاں ہے۔ یہ سنکر سکو تعجب ہوا کیونکہ فج الاخیار کا تو کبھی اُس سے ذکر آیا ہی نہ تھا۔ پوچھا آپ فج الاخیار کو کیونکر جانتے ہیں ابو عبداللہ نے کہا کہ میرے پاس مہدی کا نص موجود ہے جس میں فرمایا ہے کہ تو فج الاخیار میں اُتریگا۔ انصار الاخیار تیرے ساتھ ہونگے اُن کا نام کتمان سے مشتق ہوگا (یعنی بنی کتامہ ہونگے) اور پھر مہدی بھی وہاں ہجرت کریگا۔ غرض وہ لوگ ابو عبداللہ کو بلدہ انکجان کے محلہ فج الاخیار میں لائے اور موسی بن حریث سردار قبیلہ سکتان نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا۔ اور انکجان میں بہت سے کتامہ اُسکے پاس جمع ہو گئے۔ ابو عبداللہ کی اُنکے عالموں سے بھی ملاقات ہوئی اور انکی رغبت اپنی طرف دیکھکر اُسنے اپنے مذہب کا اظہار اور امامت اہلبیت کا اعلان کر دیا۔ اور رضائے آل محمد کی دعوت کرنے لگا۔ اکثر اہل کتامہ اُسکے پیرو ہو گئے وہ اُسکو ابو عبداللہ شیعی یا ابو عبداللہ مشرقی کہا کرتے تھے۔

جب یہ خبر افریقہ کے بادشاہ ابراہیم بن احمد بن اغلب کو پہنچی تو اُسنے ابو عبداللہ کو تہدید و وعید کا پیغام بھیجا۔ ابو عبداللہ نے کڑا جواب دیا۔ وہ بہت جلا۔ سرداران کتامہ کو ابن اغلب کی جنگجو فوج کا اندیشہ ہوا اور اُنکے عمال بلاد موسی بن عیاش حاکم مسیلہ علی بن حفص بن عسلوجہ حاکم سطیف وغیرہ نے اُنکو شیعی کی طرف سے بہکایا۔ اور ابن تمیم حاکم بلزمہ اور امیر یحیی مساکتی اور مہدی بن ابی کمارہ رئیس لہیعہ اور فرج

[1] بلاد الجزائر کا ایک ساحلی شہر ۱۲

اور بیان بن صقلاب رئیس بن سکتان کو جنکے پاس ابو عبداللہ انکجان میں مقیم تھا لکھا
کہ یا تو ابو عبداللہ کو ہمارے حوالہ کر دو یا اپنے شہر سے نکالدو اور اُسے اُسکے انجام کا رسے
ڈراؤ۔ پس ابو عبداللہ کا معاملہ اہل علم کی طرف رجوع کیا گیا اُن سے ابو عبداللہ کے قتل
کے بارہ میں فتوی لیا گیا۔ مگر علمار نے بڑی خوبی کے ساتھ شیعی کے حق و تائید میں فیصلہ
کیا۔ اور اُلٹے شیعی کے مخالف خائب و خاسر حالت میں نکالدئے گئے۔ مگر آخر انھوں نے
تملق و چاپلوسی سے بیان بن صقلاب کو ملا ہی لیا۔ ابو عبداللہ اور اُسکے اصحاب کو یہ
حال معلوم ہوا تو حسن بن ہارون غسانی کو لکھکر بلایا اور وہ اُنکے قریب کے علاقہ
تازروت میں آگیا۔ بنی غسان اور کتامہ کے وہ لوگ جو اُس سے پہلے بیعت کر چکے
تھے نصرت کو جمع ہو گئے اب ابو عبداللہ کی قوت و طاقت بڑھ گئی اور وہ مقابلہ کرنے
کے قابل ہو گیا۔ اسی اثنا میں حسن بن ہارون کا بھائی محمد جو مہدی بن ابو کمارہ سردار
لہیعہ کا دوست تھا حسد کر کے اپنے بھائی حسن سے باغی ہو گیا اُسنے مہدی کو بھی۔
ابو عبداللہ کا کام بگاڑنے میں اپنے سے ملالیا اور بنی لہیعہ اور بنی غسان کے درمیان
فتنہ عظیم برپا ہو گیا۔ ابو عبداللہ اس وقت تک مخفی حالت میں بسر کرتا تھا اب ظاہر ہو گیا
اور حسن بن ہارون کو اپنی جنگوں پر مامور کیا۔ انھیں دنوں میں مہدی بن ابی کمارہ
کے بھائی ابو مدینی نے جو ابو عبداللہ کا دوست تھا۔ مہدی کو مار ڈالا اور خود بنی لہیعہ
کا سردار بن گیا۔ اور اپنے تمام قبیلہ کو لیکر ابو عبداللہ سے آملا۔ اب بنی کتامہ ابو عبداللہ اور
اُسکے اصحاب سے لڑنے کو تازروت پر چڑھ آئے۔ ابو عبداللہ نے اپنے خسر مخلل
بن نوح رئیس لطانہ کے پاس سہل بن فوکاش کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ بنی کتامہ سے
میری صفائی کرا دو۔ اُسنے کوشش کی مگر بنی کتامہ نہ مانے۔ لڑائی ہوئی۔ ابو عبداللہ کے
آدمیوں نے کتامہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اس لڑائی میں ابو عبداللہ کی طرف سے
عروبہ بن یوسف ملوشی نے بڑے جوہر دکھائے۔

اب تو ابو عبداللہ کے پاس تمام غسان یلزمہ لہیعہ جانہ جنکا سردار اسوقت ماکنون بن

ضبارہ تھا) ابوزاکی تمام بن معارک۔ فحل بن نوح اور بہت سے اور سردار آکر جمع ہو گئے
اور اوسکا کام پورا پورا بن گیا۔

فتح بن یحیی سردار مسالمہ جو ابوعبداللہ سے لڑنے بڑھا تھا ابوعبداللہ کی فوج سے بمقام سطیف
شکست کھاکر عجیسہ کی طرف بھاگا۔ بنی مسالمہ نے پناہ مانگی اور ابوعبداللہ کی اطاعت قبول
کی۔ ابوعبداللہ نے ان لوگوں میں سے ہارون بن یونس کو اپنی جنگوں میں سردار مقرر کیا۔

فتح بن یحیی نے عجیسہ میں ابوعبداللہ سے لڑنے کو آدمی جمع کئے اسپر ابوعبداللہ نے چڑھائی
کرکے فتح کا جو ایک قلعہ میں متحصن ہو گیا تھا محاصرہ کر لیا اور پھر قلعہ فتح بھی کر لیا۔ اس لڑائی
کا نتیجہ یہ ہوا کہ عجیسہ۔ زواوہ اور کتامہ کے تمام قبیلے ابوعبداللہ سے آملے اور ابوعبداللہ نے
تازروت کی طرف مراجعت کی۔ اور ہر طرف اپنے داعی روانہ کئے۔ اور لوگ خوشی باخوشی
اُسکے مطیع و منقاد ہوتے گئے۔ اور فتح بن یحیی عجیسہ پر شکست کھاکر امیر ابراہیم بن احمد بن
اغلب کے تونس کی طرف چلا گیا۔ اور اُسے ابوعبداللہ الشیعی سے لڑنے پر برانگیختہ کیا۔

اسکے بعد ابوعبداللہ نے مسالتہ فتح کر لیا یہاں کا والی موسی بن عیاش مارا گیا اور ابوعبداللہ
نے ابو یوسف ماکنون بن ضبارہ جالی کو وہاں کا گورنر بنا دیا۔ موسی بن عیاش کا بیٹا
ابراہیم ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم اغلبی کے پاس تونس چلا گیا (اس وقت عبداللہ
کا باپ ابراہیم صقلیہ گیا ہوا تھا) فتح بن یحیی اس سے پہلے تونس پہنچا ہوا تھا اور
بادشاہ نے اُسکی مدد کا اقرار کر بھی لیا تھا۔ اسوقت ابو العباس نے ایک فوج تیار
کرکے اپنے بیٹے ابوخوال کی ماتحتی میں اُسکے ساتھ کر دی۔ یہ فوج ۲۸۹ھ میں تونس
سے روانہ ہوئی۔ اس فوج نے پہلے کتامہ کی سرکوبی کی۔ پھر تازروت پر چڑھائی کی۔

ابوعبداللہ کی فوج نے بمقام ملوشہ مقابلہ کیا مگر شکست کھاکر قصر تازروت سے انکجان
کی طرف بھاگ گئی۔ ابوخوال نے قصر تازروت کو مسمار کرکے تعاقب کیا اور علاقہ کوامہ
میں گھسا چلا گیا۔ یہاں اُسے شبخون کا اندیشہ ہوا اور ابراہیم بن موسی بن عیاش خبروں
کے تجسس میں مسیلہ کی نواح میں بھیجا گیا۔ یہاں ابوعبداللہ کی ایک دستہ فوج سے
مڈبھیڑ ہو گئی جسنے اُسے مار بھگایا اور چھاونی تک تعاقب کیا۔ ابوخوال ڈر کر علاقہ کتامہ

سے بھاگ گیا اور ابو عبداللہ باطمینان انکجان میں رہنے لگا۔ اور وہاں ایک شہر آباد کرکے اسکا نام دار الہجرت رکھا۔ اب بہت سے لوگ یہ دیکھکر کہ شیعی کی سلطنت ضرور ترقی کرنیوالی ہے اسکی دعوت میں داخل ہوگئے۔ انھیں دنوں میں حسن بن ہارون کا انتقال ہوگیا۔

ابو خوال کے بلاد کتامہ سے واپس جانے پر ابو العباس نے ایک اور لشکر مرتب کرکے ابو خوال ہی کی سرکردگی میں شیعی اور کتامہ سے لڑنے کو روانہ کیا۔ وہ آیا مگر شکست کھاکر بھاگ گیا اور قریب کے علاقہ میں رہکر مدافعت میں کوشش کرتا رہا کہ شیعی آگے نہ بڑھنے پائے۔ مگر اسی سنہ ۲۸۹ھ میں ابراہیم بن احمد بن اغلب کا انتقال ہوگیا اور اسکا بیٹا ابو العباس عبداللہ مستقل بادشاہ ہوا جسے شعبان سنہ ۲۹۰ھ میں اسی کے بیٹے زیادۃ اللہ بن عبداللہ نے خادموں سے ملکر بستر پر ذبح کرادیا۔ اور خود بادشاہ بن گیا۔ بادشاہ ہوتے ہی زیادۃ اللہ نے اپنے بھائی ابو خوال کو بلاکر قتل کرادیا اور رقادہ میں آکر عیش و عشرت منہمک رہنے لگا۔ اس طرح شیعی کو موقع ملگیا اسکی فوج بلاد میں پھیل گئی۔ اسکا زور بہت بڑھ گیا اور اسنے لوگوں میں منادی کرادی کہ مہدی کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔

ابو محمد عبید اللہ المہدی کا مغرب میں پہنچنا

تیسری صدی ہجری قریب الاختتام تھی کہ محمد الحبیب کا انتقال ہوگیا۔ محمد الحبیب نے مرتے وقت عبید اللہ المہدی بن حسین ابن احمد کو جنھیں اکثر مورخین نے غلطی سے محمد الحبیب کا بیٹا ہی خیال کیا ہے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور کہا تھا کہ تم مہدی ہو تمکو میرے بعد بہت دور ہجرت کرنی ہوگی اور بہت تکلیفیں اٹھانی پڑینگی اور جہاں جہاں داعی بھیجے ہوئے تھے سب سے مطلع کیا۔ عبید اللہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو تمام داعیوں کو محمد الحبیب کے انتقال اور اپنی جانشینی سے اطلاع دی۔

ابو عبداللہ جب تمام مغرب میں اتنی کامیابیاں حاصل کرچکا تو اسے کتامہ کے کچھ آدمیوں

ہیں ۔ یہ خبر سارے میں مشتہر ہوگئی اور مکتفی خلیفہ عباسی نے عبید اللہ کو طلب کیا۔ عبید اللہ مخفی طور پر سلمیہ سے عراق میں آگئے اور پھر اپنے بیٹے ابوالقاسم محمد نزار کو جو نوعمر لڑکے تھے اور اپنے خواص و موالی کو ساتھ لیکر مصر کو روانہ ہو گئے۔ عراق سے اِن کا ارادہ یمن جانے کا تھا مگر یہ سنکر کہ ابن حوشب کے انتقال کے بعد علی بن فضل نے وہاں کا کام بگاڑ دیا ہے ملک مغرب میں ابوعبداللہ شیعی کے پاس چلے جانے کا قصد کیا۔ اسلئے سوداگروں کے بھیس میں اول مصر اور پھر اسکندریہ پہنچے۔ مکتفی نے عبید اللہ کا تمام حلیہ لکھکر ایک پروانہ پہلے ہی عیسی نوشری عامل مصر کے نام روانہ کیا تھا کہ عبید اللہ کو ڈھونڈھکر گرفتار کر لو۔ اُسنے تلاش کر کے گرفتار بھی کر لیا مگر یقینی طور پر ثابت نہوا کہ یہی مہدی ہے۔ لہذا چھوڑ دیا۔ عبید اللہ بے تحاشا جلدی جلدی آگے کی طرف روانہ ہوے۔ برقہ کے علاقہ میں بمقام طاحونہ چور ملے اُنھوں نے کچھ مال اور اُنکے بزرگوں کی کتابیں جو علم ملاحم میں تھیں چھین لیں۔ کتابوں کا اِن کو بڑا صدمہ ہوا مگر کہتے ہیں کہ بعد میں جب اُنکے بیٹے ابوالقاسم نے اول دفعہ مصر پر چڑھائی کی تو راستہ میں وہ کتابیں وہیں سے مل گئی تھیں۔ غرض طرابلس میں پہنچکر اُنکے ہمراہی تاجران سے جدا ہونے لگے تو عبید اللہ ابوعبداللہ کے بھائی ابوالعباس کو جو ان کے ساتھ تھا کچھ مال تجارت دیکر اُن تاجروں کے ساتھ روانہ کر دیا کہ کتامہ میں جا کر اپنے بھائی ابوعبداللہ سے جا ملے۔ ان لوگوں کی خبر زیادۃ اللہ کو پہلے ہی لگ چکی تھی اور وہ اُنکی تلاش میں تھا جب قیروان کے قریب سے گزرے تو زیادۃ اللہ نے ابوالعباس کو پکڑوا بلایا۔ حالات تحقیق کیے۔ جب کچھ نہ بتایا تو قید کر دیا۔ اور عامل طرابلس کو لکھا کہ عبید اللہ کو گرفتار کر لے۔ مگر عبید اللہ ہاتھ نہ آئے۔ قسنطینیہ یا بروایت ابن اثیر قسطیلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پھر یہ سوچکر کہ ابوالعباس کی طرح میں بھی قید نہو جاؤں سلجماسہ کو چلے گئے۔ یہاں کا حاکم الیسع بن مدرار جسکو عبید اللہ نے ہدیے اور تحفے پیش کیے اور عبید اللہ کو ایک سوداگر ہی سمجھتا تھا ان سے بہت اچھی طرح پیش آیا۔ مگر جب اُسکے پاس زیادۃ اللہ کا خط

میں ہیں تو الیسع نے عبیداللہ کو قید کرلیا۔

ابوعبداللہ کا افریقیہ پر غلبہ ۲۶۶ھ

ابو خوال کے مارے جانے کے بعد جوان لوگوں کو روکے ہوئے

تھا تمام بنی کتامہ ابوعبداللہ کے پاس جمع ہو گئے اور اُس نے بڑھکر سطیف کا محاصرہ کرلیا۔ مدت کے محاصرہ کے بعد باشندوں کی درخواست پر امان دیدی گئی۔ مگر شہر کو مسمار کردیا گیا۔

اب زیادۃ اللہ نے چالیس ہزار فوج اپنے ایک قرابتدار ابراہیم بن خنیش کے ماتحت کتامہ سے لڑنے کو روانہ کیا۔ ابراہیم نے قسطینیہ پہنچکر قیام کیا۔ کتامہ اپنے قلعوں میں پناہ گزین رہے۔ ابراہیم نے اُن پر چڑھائی کی۔ بلزمہ کے قریب لڑائی ہوئی۔ ابراہیم شکست کھا کر باغایہ کی طرف بھاگا اور پھر قیروان کو چلا گیا۔ اس لڑائی میں ابراہیم کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سا مال غنیمت شیعی کے ہاتھ آیا۔ اس فتح کی خبر شیعی کی طرف سے ایک کتامی نے گوشت بیچنے والے کے بھیس میں مہدی کو سلجماسہ کے قیدخانہ میں پہنچائی۔ اسکے بعد شیعی نے طبنہ کا محاصرہ کرلیا۔ فتح بن یحیی مساکتی مارا گیا۔ باشندوں کو امان دیکر شہر فتح کرلیا۔ اور شہر بلزمہ بھی بعد جنگ فتح ہوگیا۔ اب زیادۃ اللہ کی طرف سے ۱۲ ہزار فوج نے ہارون طبنی عامل باغایہ کی سرکردگی میں اذمول کو فتح کر کے مسمار کردیا اور باشندوں کو جو شیعی کی اطاعت میں تھے قتل کر ڈالا۔ اسکے مقابلہ پر شیعی نے عروبہ بن یوسف کو روانہ کیا جسنے ہارون کو شکست دیکر قتل کر ڈالا۔ پھر تیجست فتح کیا۔ تیجست کی فوج شکست کھاکر قیروان کی طرف بھاگ گئی۔ اس وقت تیجست میں یوسف غسانی گورنر تھا۔ چونکہ شیعی کا وعدہ امان کو پورا کرنا مشہور ہوگیا تھا اس سبب سے لوگ اُسپر اعتماد رکھتے تھے اور بے کھٹکے امان مانگ لیتے تھے اور اس سبب سے اُسکو فتوحات حاصل کرنے میں زیادہ سہولت ہوتی تھی۔ زیادۃ اللہ کو اس طرح کی خبریں کثرت سے پہنچتی تھیں چنانچہ

لہذا وہ قیروان واپس آیا اور لشکر کی سرداری اپنے ایک قرابتدار ابراہیم بن ابی اغلب کو حوالہ کر کے حکم دیا کہ اربس میں مقیم رہے۔

فتح بیجست کے بعد شیعی نے باغایہ پر چڑھائی کی۔ یہاں کا عامل بھاگ گیا شیعی صلح کے ساتھ شہر پر قابض ہوگیا پھر قرطاجنہ اور بروایت ابن اثیر مجانہ پر چڑھ گیا شہر فتح ہوا وہاں کا عامل مارا گیا۔ اب شیعی نے اپنی فوج افریقیہ میں پھیلادی۔ اس فوج نے بربری قبیلوں نفزہ وغیرہ پر حملے کیے اہل تیفاش نے امان مانگی انھیں امان دیکر صواب بن ابی القاسم سکتانی کو ان کا گورنر بنا دیا۔ اتنے میں ابراہیم بن ابی اغلب آپہنچا اور شہر میں داخل ہوگیا۔ اسکے بعد شیعی نے مسکیانہ تبسہ۔ اور قصرین (علاقہ قمودہ میں) صلح کے ساتھ فتح کر کے رقادہ پر چڑہائی کی جو زیادۃ اللہ کے دار الحکومت قیروان کے قریب ہی واقع تھا۔ ابراہیم بن ابی اغلب سد راہ ہوا۔ شیعی انکجان کو واپس آیا۔ اور ابراہیم نے اربس کی طرف مراجعت کی۔ پھر شیعی نے دوبارہ حملہ کر کے قسطیلہ بعد محاصرہ بشرط امان فتح کرلیا۔ اور جو مال زیادۃ اللہ کا وہاں تھا سب لے لیا۔ یہی قفصہ کا حال ہوا۔ پھر باغایہ آیا اور وہاں ابومکدولہ جیلی کے ساتھ ایک فوج چھوڑ کر انکجان کی طرف مراجعت کی۔

ابو عبد اللہ کی واپسی پر ابراہیم بن ابی اغلب باغایہ پر آموجود ہوا۔ شیعی نے ابو مدینی بن فروخ اللہیعی کو ۱۲ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ عروبہ بن یوسف ملوشی اور رجا ابن ابی قنہ کو بھی اُسکے ہمراہ کیا۔ یہ لوگ ابراہیم سے لڑے اور اُسے باغایہ میں داخل نہونے دیا۔ اور فج العرعر تک اُسکا تعاقب کر کے واپس آرہے۔

جمادی الآخر ۲۹۶ھ میں شیعی مقام اربس پر ابراہیم سے لڑنے روانہ ہوا۔ کئی لڑائیوں کے بعد ابراہیم بھاگ نکلا اور اُسنے قیروان میں جا کر دم لیا اُسکے بہت سے آدمی قتل وگرفتار ہوئے اُسکی چھاؤنی لوٹ لی گئی۔ شیعی نے اربس میں داخل ہو کر شہر کو لوٹا۔

زیادۃ اللہ کو رقادہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ مصر کی طرف روانہ ہوگیا اُسکے محل لوٹ لئے گئے خود اُسکی رعایا ۲ دن تک لوٹتی رہی۔ اہل رقادہ پریشان حال قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔

ابراہیم بن ابی اغلب جب قیروان پہنچا تو قصر الامارۃ میں اُترا۔ اور لوگوں کو جمع کر کے اپنی بیعت لینے کا ارادہ کیا اور اُن سے مالی مدد کا اقرار لینا چاہا۔ اُنھوں نے نامنظور کیا اور عامۂ خلائق نے بڑا شور و غل مچایا۔ پس وہ بھی بھاگ کر زیادۃ اللہ کے پاس چلا گیا۔ جو ابھی سبیبہ ہی تک پہنچا تھا۔ ابو عبداللہ انکے سبیبہ کی طرف بھاگنے کی خبر سنکر رقادہ میں آیا۔ عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر اُسکے آگے تھے یہ چلے اور لوگوں کو امان دیتے جاتے تھے پیچھے شیعی بھی آیا۔ اہل رقادہ اور اہل قیروان اُسکے استقبال کو آئے شیعی نے اُن کو امان دی عزت و احترام سے پیش آیا۔ وہ لوگ اس فتح سے بہت خوش ہوئے۔ ابو عبداللہ سے زیادۃ اللہ کی مذمت کی۔ اور اُسکے عیب بیان کیے۔ غرض یکم رجب ۲۹۶ھ کو شیعی فتح و ظفر کے پرچم اوڑاتا ہوا بنی اغلب کے دار الحکومت میں داخل ہوا اور قصر رقادہ میں اترا۔ اپنے بھائی ابو العباس کو قید سے نکالا اور امان کی منادی کرادی۔ بھاگی ہوئی رعایا واپس آگئی۔ ابو عبداللہ کی دانشمندانہ اور رحیمانہ پالیسی نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کرلیا اور وہ برضا و رغبت اُس بادشاہ کا خیر مقدم کرنے کیلئے جسکے نام پر ابو عبداللہ نے ملک پر قبضہ کیا تھا آمادہ ہوگئے۔

رقادہ میں قیام کر کے ابو عبداللہ نے تمام علاقوں میں عامل مقرر کیے۔ شہر کے مکانات بنی کتامہ کے رہنے کو دیدیئے۔ شور و شر مچانے والوں کو قتل کرایا۔ زیادۃ اللہ کے اموال اور ہتھیار جمع کیے اور اُسکی کنیزوں کی حفاظت کا حکم دیا اور اُن میں سے کسی پر نظر نہ ڈالی۔

جمعہ آیا خطیبوں نے دریافت کیا کہ کس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے شیعی نے

لہ زیادۃ اللہ یہاں سے ٹریپولی اور مصر ہوتا ہوا ایشیا میں چلا آیا اور یہاں

کسی کا نام شین نہ کیا۔ سکہ پر ایک طرف بلغت حجۃ اللہ اور دوسری طرف۔
تفرق اعداء اللہ نقش کرایا کسی کا نام نقش نہ کیا۔ ہتھیار پر عدۃ فی سبیل
اللہ اور گھوڑوں کے پٹھوں پر الملک للہ نشان کرایا۔ اپنا روپیہ وہی معمولی رکھا
موٹا جھوٹا کپڑا پہننا اور طعام معمولی و قلیل کھانا۔

مہدی باللہ کا ظہور ۲۹۶ھ

افریقیہ فتح کرکے رمضان ۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ ۲ لاکھ فوج سے عبیداللہ المہدی کی تلاش
میں سلجماسہ کی طرف روانہ ہوا۔ افریقیہ کے انتظام و حکومت کے واسطے اپنے
بڑے بھائی ابوالعباس اور ابوزاکی تمام بن محارک جانی کو رقادہ میں چھوڑا۔ اسکی
روانگی سے تمام مغرب کانپ اٹھا۔ زناتہ اسکے راستہ سے بھاگ گئے اور طاعت
کا پیغام بھیجکر مطیع ہوگئے۔

سلجماسہ کے بادشاہ الیسع کو جب شیعی کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا اور سنا کہ بہت
قریب آگیا ہے تو مہدی سے جو قید خانہ میں تھا بلاکر دریافت کیا کہ اپنا نسب اور تمام حال
صحیح صحیح بیان کردو اور دریافت کیا کہ آیا ابوعبداللہ شیعی نے تمھاری ہی خاطر چڑھائی
کی ہے۔ مہدی نے قسم کھاکر کہا کہ مینے تو ابوعبداللہ شیعی کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ نہ میں اسے
پہچانتا ہوں۔ میں تو ایک مرد تاجر ہوں۔ پس الیسع نے مہدی کو ایک جدا مکان میں
اور انکے بیٹے کو جدا مکان میں اور ہمراہیوں کو جدا جدا مکانوں میں بند کیا۔ اور پھر مہدی
کے بیٹے ابوالقاسم محمد سے یہی دریافت کیا۔ انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔ ان کے ہمراہیوں سے
پوچھا گیا تو ان میں سے بھی ہر ایک نے یہی جواب دیا۔ غرض سب نے تقیہ کیا ایک نے قبول اقرار نہ کیا
اگرچہ انکو مارا بھی گیا۔ ابوعبداللہ کو یہ خبر سخت ناگوار گزری۔ اور الیسع کو نہایت نرمی
اور ملاطفت سے لکھا کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں آپ سے ایک نہایت ضروری کام ہے
اور اس سے اچھے اچھے وعدے بھی کئے۔ الیسع نے خط کو لیکر پھینک دیا اور قاصدوں
کو قتل کرڈالا۔ مہدی کی جان کے خوف سے ابوعبداللہ نے پھر قاصدوں کے
ہاتھ دوسرا خط روانہ کیا وہ قاصد بھی مارے گئے۔ اب ابوعبداللہ بسرعت تمام فوج

دن بھری لڑائی کے بعد رات کو اس نے اور اسکے اصحاب نے راہ فرار اختیار کی۔

یہ رات شیعی اور اُسکے ہمراہیوں نے اس فکر میں کہ دیکھئے مہدی اور اُنکے صاحب زادے پر کیا گذرے بکمال رنج و غم میں گذاری۔ دوسرے دن صبح کو شہر کے باشندے شہر سے نکلکر شیعی کے پاس آئے شیعی اُنکے ساتھ عبید اللہ المہدی اور اُنکے صاحبزادے کے محبس پر آیا دونوں کو نکالا اور لوگوں سے مہدی کی بیعت لی۔ مہدی اور ابوالقاسم کو زندہ پاکر جو خوشی شیعی اور اُسکے ہمراہیوں کو ہوئی بیان سے باہر ہے۔ قریب تھا کہ مارے خوشی کے اُنکی عقلیں جاتی رہیں۔ رؤسائے قبائل کے ساتھ پاپیادہ ہمراہ رکاب چلا ر مارے خوشی کے روتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ہیں تمہارے آقا اور مولا۔ اور یکشنبہ ۷ ذیحجہ ۲۹۶ھ مطابق اگست ۹۰۹ء کو اُنھیں خیمہ گاہ میں لاکر اُتارا اور لوگوں کو الیسع کی تلاش میں روانہ کیا۔ لوگ اُسے پکڑ لائے شیعی نے اُسے قتل کرا دیا۔ اور ابراہیم بن غالب کتامی کو سلجماسہ کا گورنر بنا دیا۔

چالیس دن سلجماسہ میں قیام کر کے ابوعبداللہ نے مہدی اور مہدی کے بیٹے کو ساتھ لیکر افریقیہ کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں انکجان سے گذرے۔ یہاں جو مال تھا وہ سب شیعی نے مہدی کے حوالہ کر دیا۔ آگے چلکر اور ربیع الآخر ۲۹۷ھ میں رقادہ میں اُترے اہل رقادہ و اہل قیروان نے نکلکر ۱۲ ربیع الآخر یوم جمعہ ۲۹۷ھ (مطابق جون ۹۱۰ء) کو مہدی کی بیعت کر لی۔ رقادہ[1] کے ایک قصر میں قیام کیا۔ اس طرح ابوعبداللہ شیعی کی کوشش سے افریقیہ کے بنی اغلب کی ۱۱۲ سال کی۔ تاہرت کے بنی رستم کی ایک سو ساٹھ سال کی اور سلجماسہ کے بنی مدرار کی ایک سو تیس برس کی تین سلطنتیں غارت ہو کر اُنکی جگہ عبید اللہ المہدی کی سلطنت قائم ہو گئی۔

---

[1] رقادہ میں مہدی کے داخل ہونیکی کیفیت مورخین نے اسطرح لکھی ہے کہ آگے مہدی گھوڑے پر سوار پیچھے صاحبزادہ ابوالقاسم محمد تھے اور ابوعبداللہ اور سرداران کتامہ پاپیادہ ہمراہ رکاب تھے یہ وقت اپنی عظمت و شوکت کے لحاظ سے دیکھنے کے قابل تھا ۱۲

ان سادات بنی فاطمہ نے ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک قریب ۲۷۰ سال کے حکومت کی۔ اس خاندان میں ۱۴ بادشاہ بہ تفصیل ذیل ہوئے ہیں:-

نمبر	نام بادشاہ	سنہ پیدائش	سنہ جلوس	سنہ وفات	مدت سلطنت	عمر
۱	ابو محمد عبید اللہ المہدی باللہ	۲۶۰ھ (سلمیہ یا کوفہ)	ربیع الآخر ۲۹۷ھ	۱۵ ربیع الاول ۳۲۲ھ (مہدیہ)	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۶۲ سال
۲	ابو القاسم محمد نزار القائم بامر اللہ بن مہدی	محرم ۲۸۰ھ (سلمیہ)	۱۵ ربیع الاول ۳۲۲ھ	۱۳ شوال ۳۳۴ھ (مہدیہ)	۱۲ سال ۷ ماہ	۵۴ سال ۹ ماہ
۳	ابو الطاہر اسمعیل المنصور باللہ ابن القائم	۳۰۲ھ (قیروان)	۱۳ شوال ۳۳۴ھ	سلخ شوال ۳۴۱ھ (مہدیہ)	۷ سال ۱۶ یوم	۳۹ سال
۴	ابو تمیم معد معز لدین اللہ بن المنصور	۱۱ رمضان ۳۱۹ھ (مہدیہ)	سلخ شوال ۳۴۱ھ	۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ (قاہرہ)	۲۳ سال ۶ ماہ	۴۵ سال ۶ ماہ
۵	ابو منصور نزار العزیز باللہ بن المعز	۱۴ محرم ۳۴۴ھ (مہدیہ)	۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ	۲۸ رمضان ۳۸۶ھ (بلبیس)	۲۱ سال ۵ ماہ	۴۲ سال ۸ ماہ
۶	ابو علی منصور الحاکم بامر اللہ بن العزیز	۲۳ ربیع الاول ۳۷۵ھ (قاہرہ)	۲۸ رمضان ۳۸۶ھ	۲۷ شوال ۴۱۱ھ (قاہرہ)	۲۵ سال ۲۹ روز	۳۶ سال ۷ ماہ
۷	ابو الحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ابن الحاکم	۱۰ رمضان ۳۹۵ھ (قاہرہ)	۴ ذیقعدہ ۴۱۱ھ	۵ شعبان ۴۲۷ھ (قاہرہ)	۱۵ سال ۱۰ ماہ	۳۲ سال
۸	ابو تمیم معد المستنصر بامر اللہ بن الظاہر	۱۷ جمادی الآخر ۴۲۰ھ (قاہرہ)	۱۵ شعبان ۴۲۷ھ	۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ (قاہرہ)	۶۰ سال ۴ ماہ	۶۷ سال
۹	ابو القاسم احمد المستعلی باللہ بن المستنصر	۲۰ شعبان ۴۶۷ھ	۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ	۱۷ صفر ۴۹۵ھ	۷ سال ۲ ماہ	۲۸ سال
۱۰	ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ ابن المستعلی	۱۳ محرم ۴۹۰ھ	۱۷ صفر ۴۹۵ھ	۳ ذیقعدہ ۵۲۴ھ	۲۹ سال ۹ ماہ	۳۴ سال
۱۱	عبد المجید میمون الحافظ لدین اللہ بن محمد بن المستنصر	محرم ۴۶۷ھ	۳ ذیقعدہ ۵۲۴ھ	۵ جمادی الآخر ۵۴۴ھ	۱۹ سال ۷ ماہ	۷۷ سال
۱۲	ابو منصور اسمعیل الظافر بامر اللہ بن الحافظ	۱۵ ربیع الآخر ۵۲۷ھ	۵ جمادی الآخر ۵۴۴ھ	۱۵ محرم ۵۴۹ھ	۴ سال ۷ ماہ	۲۱ سال ۹ ماہ
۱۳	ابو القاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ بن الظافر	۱۲ محرم ۵۴۴ھ	۱۵ محرم ۵۴۹ھ	۱۷ رجب ۵۵۵ھ	۶ سال ۶ ماہ	۱۱ سال ۶ ماہ
۱۴	ابو محمد عبد اللہ العاضد لدین اللہ	۵۴۶ھ	۵۵۵ھ	۵۶۷ھ	۱۱ سال	[illegible]

دن بھر کی لڑائی کے بعد رات کو اُس نے اور اُسکے اصحاب نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ رات شیعی اور اُسکے ہمراہیوں نے اس فکر میں کہ دیکھئے مہدی اور اُنکے صاحب زادے پر کیا گذرے کمال رنج وغم میں گذاری۔ دوسرے دن صبح کو شہر کے باشندے شہر سے نکلکر شیعی کے پاس آئے شیعی اُنکے ساتھ عبیداللہ المہدی اور اُنکے صاحبزادے کے محبس پر آیا دونوں کو نکالا اور لوگوں سے مہدی کی بیعت لی۔ مہدی اور ابوالقاسم کو زندہ پاکر جو خوشی شیعی اور اُسکے ہمراہیوں کو ہوئی بیان سے باہر ہے۔ قریب تھا کہ مارے خوشی کے اُنکی عقلیں جاتی رہیں۔ رؤسائے قبائل کے ساتھ پاپیادہ ہمراہ رکاب چلا۔ مارے خوشی کے روتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ہیں تمہارے آقا اور مولا۔ اور یکشنبہ ۷ ذیحجہ ۲۹۶ھ مطابق اگست ۹۰۹ء کو اُنھیں خیمہ گاہ میں لاکر اوتارا اور لوگوں کو الیسع کی تلاش میں روانہ کیا۔ لوگ اُسے پکڑ لائے شیعی نے اُسے قتل کرادیا۔ اور ابراہیم بن غالب کتامی کو سلجماسہ کا گورنر بنادیا۔

چالیس دن سلجماسہ میں قیام کرکے ابوعبداللہ نے مہدی اور مہدی کے بیٹے کو ساتھ لیکر افریقیہ کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں انکجان سے گذرے۔ یہاں جو مال تھا وہ سب شیعی نے مہدی کے حوالہ کردیا۔ آگے چلکر اور ربیع الآخر ۲۹۷ھ میں رقادہ میں اُترے اہل رقادہ و اہل قیروان نے نکلکر ۱۲ ربیع الآخر یوم جمعہ ۲۹۷ھ (مطابق جون ۹۱۰ء) کو مہدی کی بیعت کرلی۔ رقادہ[1] کے ایک قصر میں قیام کیا۔ اس طرح ابوعبداللہ شیعی کی کوشش سے افریقیہ کے بنی اغلب کی ۱۱۳ سال کی۔ تاہرت کے بنی رستم کی ایک سو ساٹھ سال کی اور سلجماسہ کے بنی مدرار کی ایک سو تیس برس کی تین سلطنتیں غارت ہوکر اُنکی جگہ عبیداللہ المہدی کی سلطنت قائم ہوگئی۔

---

[1] رقادہ میں مہدی کے داخل ہونیکی کیفیت مورخین نے اسطرح لکھی ہے کہ آگے مہدی گھوڑے پر سوار پیچھے صاحبزادہ ابوالقاسم محمد تھے اور ابوعبداللہ اور سرداران کتامہ پاپیادہ ہمراہ رکاب تھے یہ وقت اپنی عظمت وشوکت کے لحاظ سے دیکھنے کے قابل تھا ۱۲

ان سادات بنی فاطمہ نے ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک قریب ۲۷۰ سال کے حکومت کی۔ اس خاندان میں ۱۴ بادشاہ بہ تفصیل ذیل ہوئے ہیں۔

نمبر	نام بادشاہ	سنہ پیدائش	سنہ جلوس	سنہ وفات	مدت سلطنت	عمر
۱	ابو محمد عبید اللہ المہدی باللہ	۲۶۰ھ (سلمیہ یا کوفہ)	ربیع الآخر ۲۹۷ھ	۱۵ ربیع الاول ۳۲۲ھ (مہدیہ)	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۶۲ سال
۲	ابو القاسم محمد نزار القائم بامر اللہ بن مہدی	محرم ۲۸۰ھ (سلمیہ)	۱۵ ربیع الاول ۳۲۲ھ	۱۳ شوال ۳۳۴ھ (مہدیہ)	۱۲ سال ۷ ماہ	۵۴ سال ۹ ماہ
۳	ابو الطاہر اسمٰعیل المنصور باللہ ابن القائم	۳۰۲ھ (قیروان)	۱۳ شوال ۳۳۴ھ	سلخ شوال ۳۴۱ھ (مہدیہ)	۷ سال ۱۷ یوم	۳۹ سال
۴	ابو تمیم معد معز الدین اللہ بن المنصور	۱۱ رمضان ۳۱۹ھ (مہدیہ)	سلخ شوال ۳۴۱ھ	۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ (قاہرہ)	۲۳ سال ۶ ماہ	۴۵ سال ۶ ماہ
۵	ابو منصور نزار العزیز باللہ بن المعز	۱۴ محرم ۳۴۴ھ (مہدیہ)	۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ	۲۸ رمضان ۳۸۶ھ (بلبیس)	۲۱ سال ۵½ ماہ	۴۲ سال ۸½ ماہ
۶	ابو علی منصور الحاکم بامر اللہ بن العزیز	۲۳ ربیع الاول ۳۷۵ھ (قاہرہ)	۲۸ رمضان ۳۸۶ھ	۲۷ شوال ۴۱۱ھ (قاہرہ)	۲۵ سال ۲۹ روز	۳۶ سال ۷ ماہ
۷	ابو الحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ابن الحاکم	۱۰ رمضان ۳۹۵ھ (قاہرہ)	۴ ذیقعدہ ۴۱۱ھ	۱۵ شعبان ۴۲۷ھ (قاہرہ)	۱۵ سال ۱۰ ماہ	۳۲ سال
۸	ابو تمیم معد المستنصر بامر اللہ بن الظاہر	۱۷ جمادی الآخر ۴۲۰ھ (قاہرہ)	۱۵ شعبان ۴۲۷ھ	۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ (قاہرہ)	۶۰ سال ۴ ماہ	۶۷ سال
۹	ابو القاسم احمد المستعلی باللہ بن المستنصر	۲۰ شعبان ۴۶۷ھ	۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ	۱۷ صفر ۴۹۵ھ	۷ سال ۲ ماہ	۲۸ سال
۱۰	ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ ابن المستعلی	۱۳ محرم ۴۹۰ھ	۱۷ صفر ۴۹۵ھ	۳ ذیقعدہ ۵۲۴ھ	۲۹ سال ۸ ماہ	۳۴ سال
۱۱	عبد المجید میمون الحافظ لدین اللہ بن محمد بن المستنصر	محرم ۴۶۷ھ	۳ ذیقعدہ ۵۲۴ھ	۵ جمادی الآخر ۵۴۴ھ	۱۹ سال ۷ ماہ	۷۷ سال
۱۲	ابو منصور اسمٰعیل الظافر بامر اللہ بن الحافظ	۱۵ ربیع الآخر ۵۲۷ھ	۵ جمادی الآخر ۵۴۴ھ	۱۵ محرم ۵۴۹ھ	۴ سال ۷ ماہ	۲۱ سال ۹ ماہ
۱۳	ابو القاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ بن الظافر	۱۲ محرم ۵۴۴ھ	۱۵ محرم ۵۴۹ھ	۱۷ رجب ۵۵۵ھ	۶ سال ۶ ماہ	۱۱ سال ۶ ماہ
	ابو محمد عبد اللہ العاضد لدین اللہ بن ...	۵۴۶ھ	۵۵۵ھ	[illegible]	۱۱ سال ...	[illegible]

ہم ان بادشاہوں کے حالات تفصیلوار بیان کرتے ہیں۔

۲۹۷ھ (۱) عبید اللہ المہدی باللہ ۳۲۲ھ

مختصر حالات تخت نشین ہونے کے بعد پہلا جمعہ آیا تو خطبہ میں اپنا نام داخل کرایا لقب مہدی باللہ امیر المومنین اختیار کیا۔ بعد جمعہ کے ایک شخص نے جو شریف کہلاتا تھا داعیوں کے ساتھ اجلاس کیا لوگ جبراً حاضر کیے گئے اُن کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دی گئی جسنے قبول کیا اُسکے ساتھ احسان کیا گیا جسنے نہ مانا قید کیا گیا۔ ان قیدیوں میں سے تھوڑے تو انکے مذہب میں داخل ہو گئے اور انکار کرنیوالے بہت سے قتل ہوئے۔ اسکے بعد جابجا داعی روانہ کیے گئے۔ زیادۃ اللہ اغلبی کی کنیزوں میں سے کچھ تو مہدی نے آپ لیں اور کچھ اپنے بیٹے کو دیں اور باقی سرداران کتامہ میں تقسیم کر دیں۔ بنی کتامہ کو بڑے بڑے عہدے دیئے گئے اور جاگیریں عطا ہوئیں۔ دیوان کی تدوین ہوئی اور مال تحصیل کیے گئے۔ طرابلس پر ماکنون بن ضبارہ جاتی اور صقلیہ (سسلی) پر حسن بن احمد بن ابی الخنزیر کتامی کو گورنر بنایا گیا۔

عبید اللہ نہایت مستعد اور انتظام امور سلطنت میں نہایت سرگرم تھے تمام امور اپنے قبضہ میں رکھے ابو عبد اللہ اور اُسکے بھائی ابو العباس کوشش کرتے تھے کہ بادشاہ کو مثل کٹھ پتلی کے اپنے ہاتھ میں رکھیں عبید اللہ عرصہ تک درگذر کرتے رہے اور سمجھاتے رہے جب نہ مانا تو ۲۹۸ھ میں دونوں کو قتل کرا دیا۔

ابو عبد اللہ کے مارے جانیکے بعد مہدی نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور برقہ اور اُسکی نواحی پر حباسہ بن یوسف کو اور مغرب اوسط (یعنی مملکت الجزائر) پر اُسکے بھائی عروبہ کو گورنر بنایا۔ اہل تاہرت نے بغاوت کی تو عروبہ نے تاہرت فتح کر کے دواس بن صولات کو تاہرت کا والی بنا دیا۔ مہدی کے صقلیہ کے گورنر نے ۲۹۷ھ اور ۲۹۹ھ میں دو دفعہ اٹلی کے علاقہ قلوریہ (Calabria) پر حملہ کیا اور لوٹ مار کر کے مراجعت

بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا اور پھر اسی سال قلوریہ پر حملہ کر کے طارنت (Taranto) فتح کر کے اورنت (Otranto) کا محاصرہ کرلیا اور وہاں کے مکانات مسمار کر کے مراجعت کی اسکے بعد بھی مسلمان صقلیہ برابر صقلیہ اور قلوریہ میں رومیوں کے مقبوضات میں تخریب اور لوٹ مار کرتے رہے۔ ۳۰۰ھ میں اہل طرابلس نے بغاوت کر کے مہدی کے گورنر ماکنون بن ضبارہ کو نکالدیا مہدی کے بیٹے محمد نے طرابلس فتح کرلیا باشندوں کی خطا معاف کردی اور دوبارہ اپنے گورنر کو مسند نشین کر کے مراجعت کی۔

۳۰۱ھ ۳۰۲ھ اور ۳۰۶ھ میں مصر فتح کرنے کے واسطے فوجیں بھیجی گئیں جنھوں نے ہر دفعہ مصر کا شمالی حصہ فتح کرلیا مگر ہر مرتبہ عباسی خلیفہ کی فوجوں نے مونس خادم کی سرکردگی میں مغربی افواج کو مصر سے نکال دیا گیا ۳۰۳ھ سے ۳۰۶ھ تک ۳ سال میں شہر مہدیہ نہایت مضبوط اور مستحکم تعمیر کرایا۔ ۳۰۲ھ میں مغرب اوسط کے گورنر عروبہ نے بغاوت کی مگر مہدی کی فوج نے شکست دیکر اُسے قتل کردیا۔ ۳۰۵ھ میں مصالہ بن حبوس کی سرکردگی میں لشکر گراں مغرب اقصی (مملکت مراکش) پر بھیجا گیا جسنے ادریسی سلطنت کا خاتمہ کر کے موسی بن ابی العافیہ کو مغرب اقصی کا گورنر بنادیا۔ اسکے بعد مغرب کے زناتیوں نے سرکشی کی اور مصالہ اُن سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ مصالہ کے مارے جانے سے مغرب کے علاقہ میں بنی فاطمہ کی حکومت مخدوش ہوگئی تو ۳۱۵ھ میں ولیعہد ابوالقاسم محمد نے مغرب میں پہنچکر تمام باغیوں کو شکست دیکر اور مطیع و منقاد کر کے مظفر و منصور مراجعت کی۔ مہدی کے آخر زمانہ میں فاس و مغرب کے گورنر ابن ابی العافیہ نے تعاقب کر کے اندلس کے بنی امیہ کا خطبہ جاری کردیا اُسکی سرکوبی کیلئے مہدی نے اپنے سپہ سالار احمد بن بصلین کو روانہ کیا مقدمہ لشکر کا سردار میسور خصی تھا اس فوج نے ابن ابی العافیہ کو شکستیں دیکر صحرا کی طرف بھگا دیا اور مغرب اقصی کو دوبارہ فاطمی سلطنت میں شامل کردیا۔ مہدی نے اپنی سلطنت سرحد مصر سے بحر اوقیانوس اور جزائر خالدات (Canario) تک اور بحیرہ روم سے صحرائے اعظم افریقیہ تک پھیلائی تھی۔ فتح اندلس کی تدبیر کر رہے تھے کہ انتقال ہوگیا۔ سید امیر علی لکھتے ہیں کہ مہدی

وادگستری اور فیاضی کے ساتھ سلطنت کی لوگ اُسکی طرف جھکے ہوے تھے۔ اب ہم عبید اللہ المہدی کے عہد کے بعض واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

صقلیہ کے حالات

عبد الملک بن مروان کے عہد میں حسان بن نعمان غسانی افریقیہ فتح کر کے افریقیہ کا گورنر بنایا گیا اسنے سنہ ۷۶ھ میں تونس میں جہاز سازی کا کارخانہ کھولا یہ سب سے پہلا اسلامی کارخانہ جہاز سازی کا تھا۔ اس کارخانہ میں سات سو جہاز مع جملہ جنگی سامان کے تیار ہوے۔ یہی زبردست بیڑا اسلامی سواحل کو مدت تک دشمنوں کی زد سے بچاتا رہا۔ رومی بیڑا اس سے خوف کھاتا تھا۔ اہل عرب کی بحری عظمت و اقتدار کا سرمایہ افریقیہ ہی کا جنگی بیڑا تھا۔ اسی سے عرصہ تک بحیرہ روم میں انکا رعب وداب قائم رہا۔ اسی بیڑے نے صقلیہ فتح کیا۔ سنہ ۱۱۱ھ میں عبد اللہ بن حبحاب گورنر افریقیہ نے تونس میں ایک اور کارخانہ جہاز سازی کا قائم کیا جس سے اہل عرب کی بحری قوت اور بھی بڑھ گئی اور انھوں نے صقلیہ کا بحری صوبہ سرقوسہ سنہ ۱۲۲ھ میں فتح کر لیا۔ اسی افریقیہ کے بیڑے نے سنہ ۱۹۵ھ میں قورسقہ (corsica) اور سردانیہ (Sardinia) پر حملے کیے اور سنہ ۲۰۶ھ میں فرانس کی بندرگاہ نیس کو لوٹ لیا۔ عبد الرحمن بن حبیب نے جو سنہ ۱۲۷ھ سے سنہ ۱۳۷ھ تک افریقیہ کا گورنر رہا اپنے عہد میں جنوبی صقلیہ پر حملہ کر کے بہت سے حصہ کو باجگزار بنا لیا مگر اس جزیرہ کی کامل فتح کاتب قدرت نے افریقیہ کے شاہان بنی اغلب کے نام لکھی تھی جو سنہ ۱۸۴ھ سے سنہ ۲۹۶ھ تک حکمرانی کرتے رہے۔ ان کے عہد میں سب سے پہلے قاضی اسد بن فرات نے ربیع الاول سنہ ۲۱۲ھ میں صقلیہ پر حملہ کیا اور ماتسہ میں جا اترا رومیوں کے بیڑے کو شکست دیکر مناؤ اور جرجنت فتح کر لیے۔ سنہ ۲۱۶ھ (۸۳۱ء) میں صقلیہ کے دار الحکومت بلرم (پالرمو) نے اطاعت قبول کی۔ سنہ ۲۲۰ھ (۸۳۵ء) میں جبل النار (کوہ اٹنا) کے گردو نواح کے علاقے فتح کیے گئے۔ سنہ ۲۲۲ھ میں رومیوں کا بیڑا شکست دیکر تباہ کر دیا گیا۔ سنہ ۲۲۴ھ میں ایک حصہ صقلیہ کا اور ایک حصہ قلوریہ کا فتح کر لیا اور سنہ ۲۲۶ھ میں قصریانہ (صقلیہ کا شہر) لوٹ کر پھونک دیا گیا۔ سنہ ۲۲۹ھ میں مسینا فتح ہوا مسلمانوں نے مال غنیمت

بیڑا دریائے تائبر پر (جسپر رومیۃ الکبری واقع ہے) چڑھ گیا۔ شنڈی اور نواح رومیۃ الکبری (روما) کو لوٹ لیا گیا اور گیٹا کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر اس وقت عربوں میں پھوٹ پڑ گئی جس سے رومیۃ الکبری فتح ہونے سے رہ گیا۔ سنہ ۲۳۲ھ میں مسلمانوں نے تارنت میں سکونت اختیار کی۔ سنہ ۲۳۴ھ میں رغوس کو مطیع کر لیا۔ سنہ ۲۳۵ھ میں مسلمانوں نے پھر رومیہ پر حملہ کیا مگر بیڑا طوفان سے برباد ہو گیا۔ سنہ ۲۳۹ھ میں قطانیہ اور قلات ابی ثور (کالٹہ و لٹورد) اور چند دیگر مقامات فتح ہوئے اور آیندہ چند سال میں سرقوسہ۔ آبا۔ سطس اور قصر الجدید (کیسل نوود) فتح ہو گئے۔ سنہ ۲۴۴ھ میں بنی اغلب کے صقلیہ کے گورنر عباس نے قصریانہ فتح کر لیا۔ سنہ ۲۴۸ھ میں چند اور قلعے فتح ہوئے۔ سنہ ۲۵۲ھ میں گیٹا کا محاصرہ کیا گیا اور نواح رومیۃ الکبری کو باجگزار بنایا گیا۔ سنہ ۲۵۶ھ میں مالطہ سلطنت اسلام سے ملحق ہوا۔ صقلیہ کی زیادہ تر فتوحات ابراہیم بن احمد اغلبی کے عہد میں ہوئیں جسنے پہلے صقلیہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجکر اور پھر خود جاکر فتوحات حاصل کیں۔ ابراہیم سنہ ۲۶۱ھ میں تخت نشین ہوا اور سنہ ۲۸۹ھ میں صقلیہ میں فوت ہوا۔ اسکے عہد میں سنہ ۲۶۴ھ میں سرقوسہ سنہ ۲۷۸ھ میں طرابنہ (Trapani) بلرم قطانیہ اور سنہ ۲۸۹ھ میں دیمونہ اور مسینی فتح ہوئے۔ قلوریہ کا شہر ریولوٹا گیا۔ پھر دمقش اور طرمین (Termini) فتح ہوئے کسنتہ کا محاصرہ ہوا۔ قلوریہ کا بہت سا علاقہ فتح کر کے رومیۃ الکبری پر چڑھائی کرنے کا ارادہ تھا کہ فوت ہو گیا۔ ابراہیم کی اولاد ابو عبداللہ شیعی کے جھگڑوں میں مبتلا رہی یہانتک کہ سنہ ۲۹۷ھ میں عبید اللہ المہدی نے تخت افریقیہ پر جلوس کیا۔

مہدی نے تخت نشین ہو کر حسن بن احمد بن ابی الخنزیر کو صقلیہ کا گورنر بنا کر روانہ کیا وہ ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۲۹۷ھ کو صقلیہ کے شہر مازرہ میں جا اترا اسنے اسحق بن منہال کو صقلیہ کا قاضی اور اپنے بھائی کو جرجنت کا والی مقرر کیا۔ اور سنہ ۲۹۸ھ میں صقلیہ کے شمالی سمندر کو عبور کر کے اطالیہ کے علاقہ قلوریہ میں شہر دمنش میں جا اترا۔ اور وہاں قتل و غارت کر کے صقلیہ کی طرف مراجعت کی۔ مگر چونکہ صقلیہ کے باشندوں سے سختی کا برتاؤ کیا انہوں نے

معذرت کی۔ مہدی نے اُن کا عذر قبول کیا اور اُسکی جگہ علی بن عمر بلوی کو صقلیہ کا گورنر بناکر روانہ کیا جو آخر ذیحجہ ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچا۔

علی بن عمر نرم مزاج بڈھا تھا۔ اہل صقلیہ اُسکی سیرت سے ناراض ہوے اور اسی سال بغاوت کر کے اُسے گرفتار کر لیا اور احمد بن قہرب کو اپنا والی بنا لیا۔ احمد نے قلوریہ پر حملہ کر کے خوب لوٹا اور بہت سے رومیوں کو اسیر کر کے مراجعت کی۔ سنہ ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کے ساتھ طبرمین کی طرف فوج روانہ کی۔ مطلب یہ تھا کہ طبرمین فتح ہو جاوے تو اپنی اولاد اموال اور غلاموں کو وہاں بھیجدے تاکہ جب اہل صقلیہ کو اپنا مخالف دیکھے تو وہاں جاکر اُن کی مدافعت کرتا رہے۔ علی نے ۲ ماہ تک طبرمین کا محاصرہ رکھا مگر فتح نہوا۔ پھر لشکر نے وہاں ٹھیرنا پسند نہ کیا اور علی سے مخالفت کر کے اُسکے خیمہ اور چھاؤنی کو آگ لگا دی بلکہ اُسکے قتل کے درپے ہو گئے۔ مگر عربوں نے بچا لیا۔

اسکے بعد ابن قہرب نے لوگوں کو مقتدر عباسی کی اطاعت پر اُبھارا اُنھوں نے منظور کیا اور اُسنے مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھدیا۔ اور صقلیہ سے مہدی کے نام کا خطبہ منقطع کر دیا۔ اور ایک فوج سے ساحل افریقیہ پر حملہ کیا۔ اسکا مقابلہ مہدی کے ایک بیڑے سے ہوا جسکا سردار حسن بن احمد بن ابی الخنزیر تھا جو پہلے صقلیہ کا گورنر تھا۔ اور جسے مہدی نے افریقیہ میں واپس بلا لیا تھا۔ باغیوں کی فوج نے مہدی کا بیڑا پھونکدیا اور حسن بن احمد کو قتل کر ڈالا اور اُسکا سر ابن قہرب کے پاس بھیجدیا۔ اسکے بعد صقلیوں کے بیڑے نے صفاقس کو خراب کر کے طرابلس کا رخ کیا۔ مگر وہاں قائم بن مہدی کی موجودگی خبر پاکر اُلٹا پھر گیا۔ مقتدر عباسی نے ابن قہرب کے واسطے سیاہ خلعت اور جھنڈے قسطنطنیہ کی راہ سے روانہ کئے۔

ابن قہرب نے دوبارہ قلوریہ پر فوج بھیجی جو لوٹ مار کر کے واپس آئی اور پھر افریقیہ کی طرف ایک بیڑا روانہ کیا۔ مگر مہدی کے بیڑے نے ابن قہرب کے بیڑے کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اس شکست سے ابن قہرب کا حال بگڑ گیا اور رعیت اُس سے برگشتہ ہو گئی۔

تمام اہل بلاد ابن قرہب سے منحرف ہو گئے۔ اور سب نے مہدی سے گورنر بھیجنے کی درخواست کی اور آخر ۳۰۴ھ میں ابن قرہب کو گرفتار کر لیا اور اسے اور اسکے خواصوں کو پکڑ کر مہدی کے پاس بھیجدیا۔ مہدی نے اُن سب کو حسن بن احمد بن ابی الخنزیر کی قبر پر قتل کرادیا۔ اور صقلیہ پر ابو سعید موسی بن احمد (اور بروایت ابن خلدون علی بن موسی بن احمد) کو سقلیہ کا گورنر بناکر اور بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور بہت سے شیوخ کتامہ اسکے ساتھ کر دیئے۔

اور سبب زیادہ لشکر بھیجنے کا یہ تھا کہ پہلے ابن قرہب مہدی کو لکھ چکا تھا کہ اہل صقلیہ شور پشت ہیں اپنے امیروں سے نہیں دبتے۔ اُن کا مال لوٹ لیتے ہیں اور جبتک زبردست لشکر دبانے والا انکو نہیں دمتبے۔

جب موسی فوج کثیر کے ساتھ بھیجا تو اہل صقلیہ بہت ڈرے اور اہل جرجنت۔ او اہل مدینہ (مازر) جمع ہو کر اُسپر آپڑے۔ لڑائی ہوئی اہل صقلیہ شکست کھا کر بھاگے اُنکے بہت سے رئیس مارے گئے اور بہت سے اسیر ہوئے۔ اہل مدینہ نے امان مانگی سوائے دو آدمیوں کے جو بانی فتنہ تھے سب کو امان دی گئی۔ وہ دونوں مہدی کے پاس روانہ کر دیئے گئے۔ شہر مازر علی بن موسی کے حوالہ کر دیا گیا اور اُسکے دروازے منہدم کر دے گئے۔ اب مہدی کا بھی حکم آگیا کہ سب کی خطائیں معاف کر دو۔ ابن خلدون نے یہ ۳۰۴ھ کا واقعہ لکھا ہے۔

۳۱۳ھ میں سالم بن راشد نے جو اس وقت صقلیہ کا گورنر تھا اپنی فوج مہدی کی فوج کے ساتھ ملاکر جو افریقیہ سے اطالیہ پر حملہ کرنے کو بھیجی گئی تھی ملک انکبردہ (لومبرڈی) پر چڑھائی کی اور غیران اور ابرجہ کو فتح کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسکے بعد لشکر صقلیہ نے پھر کر قلوریہ پر حملہ کیا شہر طارنت کا محاصرہ کر لیا اور رمضان ۳۱۳ھ میں بزور شمشیر فتح کر لیا۔ پھر جاکر ادرنت کا محاصرہ کر لیا۔ ایام محاصرہ میں مسلمان مرض شدید میں مبتلا ہو گئے لہذا وہاں کے مکانات مسمار کر کے مراجعت کی۔ اسکے بعد بھی مسلمان صقلیہ برابر صقلیہ اور قلوریہ میں لوٹ مار کرتے رہے۔

اُن کی سرگرمی اور جانفشانی کو دیکھکر ابوعبداللہ کا بھائی ابوالعباس جسے امید تھی کہ مہدی صرف شطرنج بنا رہیگا اور مثل کٹھ پتلی کے ہمارے ہاتھ میں رہیگا اپنی دال گلتی نہ دیکھکر اور اپنے اقتدار میں خامی پاکر کتامہ کے بعض سرداروں سے سازباز کرکے فاطمی خلیفہ کو معزول کرنا چاہا بلکہ اوسکے قتل کے درپے ہوگیا۔ اُسنے ابوعبداللہ کو بھی جو اب تک وفادار اور نمک حلال رہا تھا اور ابوالعباس کو ان حرکتوں سے منع کرتا تھا بہلا پھسلا کر اس کھوٹے کام میں اپنا ہمراے اور شریک کرلیا۔ مہدی نے ہرطرح کوشش کی کہ دونوں بھائیوں کو رضامند کرلے مگر کوئی فائدہ نہوا۔ وہ کسی طرح نہ مانے۔ اُنھوں نے کتامہ سے کہنا شروع کردیا کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جسکی ہمنے دعوت دی تھی۔ مہدی تو ختم حجت کریگا اور معجزے دکھائیگا۔ اس طرح بہکاکر کتامہ کے بڑے سردار ابوزاکی تمام بن معارک اور اکثر قبائل کتامہ کو اپنی مخالفت میں شریک کرلیا۔ انھیں میں کا ایک شخص ان خفیہ مکوٹوں کی خبر مہدی کو بھی پہنچا دیتا تھا مگر مہدی باللہ تلطف اور نرمی ہی کو کام میں لاتے رہے اور سرداران کتامہ میں سے جو جو اس معاملہ میں شریک تھے اُنکو باہر کے علاقوں کا والی بناکر بھیجدیا اور اس طرح اُن کا جتھا توڑ دیا چنانچہ ابوزاکی تمام کو طرابلس کا گورنر بناکر روانہ کردیا اور پوشیدہ طور پر طرابلس کے پہلے عامل ماکنون بن ضبارہ کو لکھ بھیجا کہ جب ابوزاکی تمسے چارج لینے آئے تو اُسے قتل کرڈالنا۔ اس طرح ابوزاکی طرابلس پہنچا اور مارا گیا۔ زیادۃ اللہ کا مصاحب ابن القدیم باغیوں کی شرکت کی وجہ سے قتل کیا گیا اور اُسکا تمام مال ضبط ہوا۔ اسکے بعد مہدی باللہ نے عروبہ بن یوسف اور اُسکے بھائی حباسہ کو ابوالعباس اور ابوعبداللہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ یہ دونوں رقادہ میں دونوں قصروں کے درمیان اُنکی آمد کے انتظار میں ٹھیر گئے۔ جب ابوالعباس اور ابوعبداللہ اُس مقام پر پہنچے عروبہ نے ابوعبداللہ پر حملہ کیا۔ اُسنے کہا یہ کیا کرتے ہو عروبہ نے کہا تمنے ہمیں جسکی اطاعت کا حکم دیا ہے

اُسی نے ہمیں یہ حکم دیا ہے۔ یہ کہکر عروبہ نے نصف جمادی الآخر ۲۹۸ھ کو ان دونوں کا کام تمام کر دیا۔ مہدی باللہ نے ابو عبداللہ کے جنازہ پر نماز پڑھی اور اُسکے لئے دعائے مغفرت کی اور کہتے تھے کہ اس سے جو کچھ سرزد ہوا ابوالعباس کے بہکانے سے ہوا ہے ان دونوں کے قتل ہونے سے انکے اصحاب نے تلواریں کھینچ لیں۔ اور فتنہ برپا کر دیا مگر مہدی باللہ خود سوار ہوئے اُنکو امان دی اور وہ چپ ہو رہے۔ پھر ایک اور فتنہ کتامہ اور اہل قیروان میں برپا ہوا جس میں خلق کثیر ماری گئی مگر مہدی باللہ نے نکلکر فتنہ کو فرو کر دیا۔

ابو عبداللہ کے مارے جانے کے بعد اکثر اہل کتامہ باغی ہو کر اپنے ملک کو واپس چلے گئے اور ایک لڑکے کو مہدی کا لقب دیکر مسند پر بٹھا دیا اور زعم کیا کہ یہ نبی ہے اسپر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہی ابو عبداللہ شیعی ہے جو مرا نہیں ہے اور اُس لڑکے کے ساتھ لیکر شہر مسیلہ پر چڑہائی کر دی۔ مہدی باللہ نے صاحبزادہ ابوالقاسم کو اُنکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ ابوالقاسم نے اُنکو مسیلہ میں گھیر لیا وہ شکست کھا کر بھاگے وہ لڑکا اور اُسکے بہت سے ہمراہی مارے گئے باقی گرفتار کر کے سمندر کی طرف جلاوطن کر دئے گئے۔

حباسہ اور عروبہ کا تقرر

بادشاہ گر کے مارے جانے کے بعد جب مہدی باللہ کو استقلال حاصل ہو گیا تو ابوالقاسم محمد کو اپنا ولیعہد بنایا اور برقہ اور اُسکے نواحی پر حباسہ بن یوسف کو اور مغرب اوسط یعنی بلاد الجزائر پر اُسکے بھائی عروبہ کو گورنر بنایا۔ عروبہ کو باغایہ میں قیام رکھنے کا حکم دیا۔ اہل تاہرت نے سرکشی کی تو عروبہ نے چڑہائی کر کے تاہرت پر قبضہ کر لیا اور دواس بن صولات اللہیص کو اپنی طرف سے وہاں کا حاکم بنا دیا۔

مصر پر حملے

۸ ذیحجہ ۳۰۱ھ کو ابوالقاسم محمد کو کتامی فوج کے ساتھ اسکندریہ اور مصر فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا گیا اور اُنکی مدد پر ۲ سو جہاز کا بیڑا تعینات ہوا۔ اس بیڑے کا سردار حباسہ بن یوسف مقرر کیا گیا تھا۔ ابوالقاسم نے برقہ کا علاقہ فتح

سباتگین اور مونس خادم کے ساتھ ایک جرار فوج فاطمی افواج کے مقابلہ میں روانہ کر دی جسنے کئی لڑائیوں کے بعد مصر سے فاطمی افواج کو نکال دیا اور اس فوج کو مغرب کی طرف واپس آنا پڑا۔

۳۰۲ھ میں حباسہ نے حملہ کر کے سکندریہ فتح کر لیا اور مصر فتح کرنیکے ارادہ سے آگے بڑھا مونس خادم پھر بغداد سے فوج لیکر آیا۔ جمادی الاول اور جمادی الآخر میں چار مختلف موقعوں پر بھاری لڑائیاں ہوئیں حباسہ کے ۷ ہزار آدمی مارے گئے حباسہ شکست کھا کر واپس آیا تو مہدی باللہ نے اُسے قتل کرا دیا۔

حباسہ کے قتل سے ناراض ہو کر اُسکا بھائی عروبہ باغی ہو گیا۔ قبائل کتامہ اور بربریوں کو جمع کر کے قیروان پر چڑھ آیا۔ مہدی باللہ نے اپنے آزاد کردہ غلام غالب کی سرکردگی میں ایک فوج اُسکی سرکوبی کو روانہ کی جسنے قیروان کے سامنے عروبہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ عروبہ اور اُسکے بنی عم اور بہت سے ہمراہی مارے گئے۔

۳۰۶ھ میں مہدی باللہ نے ابوالقاسم محمد کو فوج دیکر پھر مصر فتح کرنے کے واسطے روانہ (کیا) ابوالقاسم نے جا کر ربیع الآخر ۳۰۷ھ میں سکندریہ فتح کر لیا۔ اور پھر آگے بڑھکر جیزہ۔ اشمونین اور بلاد صعید کا بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ اور اہل مکہ کو طلب اطاعت میں ایک فرمان لکھکر روانہ کیا۔ مگر انھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ مقتدر عباسی نے پھر مونس خادم ہی کو فوج دیکر روانہ کیا جسنے ابوالقاسم کو کئی لڑائیوں میں شکست دی۔ اور ابوالقاسم نے قحط اور وبا سے تنگ آکر افریقیہ کی طرف مراجعت کی۔

اس مرتبہ ابوالقاسم کی مدد پر اسّی جہازوں کا بیڑا بھی بھیجا گیا تھا۔ یہ بیڑا سلیمان خادم اور یعقوب کتامی دو بہادر سرداروں کے ماتحت بھیجا گیا تھا۔ ابوالقاسم کی واپسی پر طرسوس سے ۲۵ جہازوں کا بیڑا اس بیڑے کے مقابلہ کو آیا مقام رشید پر لڑائی ہوئی فاطمی بیڑے نے شکست کھائی عباسی بیڑے نے فاطمی بیڑے کو آگ لگا دی اس بیڑے کے بہت سے آدمی مارے گئے بہت سے اسیر ہوئے ان قیدیوں میں سے کچھ

کے پاس پھونچا۔

بنائے مہدیہ

۳۰۳ھ میں مہدی باللہ نے خارجیوں کے ہاتھ سے بنی فاطمہ کی امن وحفاظت کی غرض سے ایک مضبوط مستحکم شہر بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ انھوں نے اپنے بزرگوں کی کتابوں میں صاحب الحمار (ابویزید خارجی) کے خروج کا حال پڑھا تھا۔ خود شہر کے مقام کی تلاش میں نکلے تونس اور قرطاجنہ سے گذر کر برکصورہ کے متصل اُس مقام پر ٹھیر گئے جو ساحل بحر کے کنارہ جزیرہ نما یا راس کی شکل واقع تھا۔ وہاں اُس شہر کی داغ بیل ڈالدی جسکا نام مھدیہ رکھا اور بعد تعمیر اُسے اپنا دار السلطنت بنایا۔ اس کی بنا کی ابتدا روز شنبہ ۵ ذیقعدہ ۳۰۳ھ ہوئی تھی شوال ۳۰۸ھ میں ۵ سال[۱] میں تیار ہو گیا۔ جب فصیل تیار ہو گئی تو اُسکے اُوپر سے ایک تیر مغرب کی طرف پھنکوایا اور اُسکی انتہا کو دیکھکر کہا کہ صاحب الحمار یہانتک آئیگا اور اُس پر ایک مصلّے تیار کرا دیا۔ بعد میں ایسا ہی ہوا جیسا مہدی باللہ نے کہا تھا۔ مستحکم فصیل میں لوہے کے دروازے لگائے جنمیں سے ایک ایک پٹ کا وزن سو سو قنطار تھا۔ شہر میں جابجا پانی کے حوض اور سنگ مرمر کے محل اور مکانات اور زمین کے نیچے غلہ اور آذوقہ رکھنے کیلئے بڑے بڑے گودام تیار کرائے اور اُن میں آذوقہ بھر دیا۔ ایک کارخانہ جہاز سازی کا تیار کرایا جس میں نو سو جہازوں کا بیڑہ تیار رہ سکے جنگی جہازات بنوا کر بیڑے کو خوب آراستہ کیا شہر تیار ہو گیا تو کہا کہ اب مجھے بنی فاطمہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔

اسکے بعد تونس کی فصیل بنوائی اور اُسکی عمارت کو خوب مستحکم کیا۔

مغربی ممالک پر چڑھائی

۳۰۵ھ میں مہدی باللہ نے مصالہ بن حبوس کو مکناسی پلٹنوں کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کیا جو فاس کے ادریسی بادشاہ یحیی بن ادریس بن عمر سے جا بھڑا یحیی نے لڑائی کے بعد اطاعت قبول کی اُس سے عہد و پیمان لیکر تاج بخشی کی اور پھر موسی بن ابی العافیہ مکناسی کو اُسی کے قبیلہ

[۱] ابن خلکان اور مولوی امیر علی نے مہدیہ کی تیاری ۳۰۰ھ میں ۵ سال میں لکھی ہے ۱۲

[illegible]

مغرب پر چڑھائی کی اور مغرب کے اور علاقے بھی فتح کر لئے۔ موسی نے حاضر خدمت ہو کر یحیی بن ادریس کی طرف سے کان بھرے۔ اسپر مضالہ نے یحیی کو گرفتار کر لیا اور اُسکا مال و متاع ضبط کر کے اصیلا کی طرف جلاوطن کر دیا جہاں وہ سنہ ۳۱۲ھ میں حالت فقر میں انتقال کر گیا۔ مضالہ نے علاقہ فاس بھی موسی ہی کی حکومت میں شامل کر دیا۔

اور اس طرح فارس سے بنی ادریس کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی ادریس بلاد رلیف و غمارہ کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں اپنی ایک چھوٹی سی حکومت قائم کر لی۔ انھیں ادریسیوں میں سے بنی حمود بھی تھے جنھوں نے اندلس میں بنی امیہ کے بعد سنہ ۴۰۷ھ میں اپنی سلطنت قائم کی تھی۔

اسکے بعد مضالہ نے سلجماسہ پر چڑھائی کی کیونکہ یہاں کے امیر نے جو آل مدرار سے تھا سرکشی کی تھی۔ امیر کو قتل کر کے اُسکی جگہ اُسکے ابن حم کو مقرر کیا پھر زناتہ پر چڑھائی کی مگر کئی لڑائیوں کے بعد مضالہ محمد بن حزر زناتی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مضالہ کے قتل ہونے سے مغرب کے علاقہ میں بنی فاطمہ کی حکومت مخدوش ہو گئی تو مہدی باللہ نے اپنے بیٹے ابو القاسم محمد کو کتامہ کی فوج اور شیعہ طرفداروں کے ساتھ استحکام حکومت اور زناتہ وغیرہ سرکش قبائل کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ ابو القاسم کی آمد کی خبر پا کر محمد بن حزر اپنے آدمیوں کے ساتھ ریگستان کی طرف بھاگ گیا اور ابو القاسم نے مزاتہ۔ مطماطہ۔ ہوارہ۔ اور تمام اباضیہ اور صفریہ کے علاقے اور تاہرت کے گرد و نواح (جو مغرب اوسط یعنی بلاد الجزائر کا صدر مقام تھا) بلکہ اس سے پرے تک کا ملک فتح کر لیا۔ پھر رلیف کی طرف مڑ کر لکور کو جو ساحل مغرب اوسط پر واقع ہے فتح کیا اور جراوہ کے حاکم حسن بن ابی العیش ادریسی پر چڑھائی کر کے بہت تنگ کیا یہاں تک کہ اُسنے اطاعت قبول کر لی۔ اور پھر مظفر و منصور مہدیہ کی طرف مراجعت کی۔

واپسی کے وقت راستہ میں اُس مقام سے گذر ہوا جہاں اب مسیلہ بنا ہے وہاں قبیلہ

[illegible]

ہی بنو کملان بعد میں ابویزید خارجی کے ساتھ ہوئے۔

بنو کملان کو فتح القیروان کی طرف روانہ کرنے کے بعد ابو القاسم نے اُس مقام پر شہر مسیلہ کی تعمیر کا حکم دیا اُس کا نام محمدیہ رکھا اور وہاں بہت سے آدمی لیجاکر بسا دیئے۔ اور اپنے ایک سردار علی بن حمدون اندلسی کو مسیلہ اور زاب کا گورنر بنا دیا۔ علی بن حمدون نے مہدی کے حکم سے مسیلہ میں ایک قلعہ مستحکم تعمیر کیا اور اُسے سامان خورش سے بھر لیا۔ بعد میں اس ذخیرہ اور سامان سے ابو القاسم کو ابویزید خارجی کے محاصرہ کے وقت بڑی مدد ملی۔

ابن ابی العافیہ کی بغاوت

عبید اللہ کے عہد کا آخری واقعہ یہ ہے کہ فاس و مغرب کا صوبہ دار اندلس کے بادشاہ بنی امیہ سے ملگیا۔ فاطمیوں کا نام خطبہ سے نکال ڈالا۔ بنی امیہ کا خطبہ جاری کیا اور اقطار مغرب میں بنی امیہ کی دعوت کرنے لگا۔ مہدی باللہ نے اُسکی سرکوبی کیلئے اپنے سپہ سالار احمد بن بصلین مکناسی کو ایک فوج دیکر روانہ کیا اسی فوج کے مقدمہ کا سردار مہدی باللہ کا خصوصی خادم میسور تھا۔ پہلے میسور ہی سے مقابلہ ہوا میسور نے اُسے شکست دیکر بھگا دیا۔ اسکے بعد اپنے مکناسی سپاہ سے اُسے دباتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ احمد بن بصلین ملک مغرب کو مسخر اور دوبارہ فاطمی سلطنت میں شامل کر کے مظفر و منصور مہدی باللہ کی خدمت میں آحاضر ہوا۔

مغرب الاقصیٰ کے فتح ہوجانے پر بھی مہدی باللہ نے بس نہیں کیا۔ بلکہ اندلس فتح کرنے کی تدبیر کر رہے تھے کہ ملک الموت نے تمام آرزوؤں کا خاتمہ کر دیا۔

مہدی باللہ اپنی سلطنت سرحد مصر سے بحر اوقیانوس اور جزائر خالدات تک اور بحیرہ روم سے صحرائے اعظم افریقہ تک پھیلا لی تھی۔

۳۲۲ھ (۲) ابو القاسم محمد القائم بامر اللہ ۳۳۴ھ

مختصر حالات

ابو القاسم کو اپنے والد کے انتقال کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اپنے زمانہ

حکومت میں صید و شکار کیلئے دو دفعہ سے زیادہ گھوڑے پر سوار نہوئے نہ کبھی منبر پر گئے تمام عمر میں صرف ایک دفعہ نماز جنازہ اور ایکدفعہ نماز عید پڑہائی۔

اس اندیشہ سے کہ انتظام میں خلل واقع نہوجائے عرصہ تک مہدی باللہ کی وفات کو چھپائے رکھا۔ بعد عرصہ کے جب لوگوں کو عبیداللہ کی انتقال کی خبر ہوئی تو ابوالقاسم کی بیعت کی۔ ابوالقاسم اپنے عہد حکومت میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ بڑے جنگ آزمودہ اور ماہر سپاہی تھے اکثر جنگوں میں خود فوج لیکر جایا کرتے تھے مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ یہ پہلا فاطمی خلیفہ ہے جسنے بحیرہ روم پر حکومت و اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے ایک زبردست بیڑا جہازوں کا تیار کیا۔

ابن طالوت نامے ایک قریشی نے ابن مہدی ہونیکا دعوی کیا اور آدمی جمع کرکے طرابلس کا محاصرہ کرلیا۔ مگر اُس کا جھوٹ ثابت ہونے پر اُسی کے ہمراہیوں نے اُس کا سر کاٹکر قائم کے پاس بھیجدیا۔ سنہ ۳۲۳ھ میں مغرب الاقصی میں بغاوت پھیل گئی قائم نے خود جاکر بغاوت کو فرو کیا اور احمد بن بکر بن سہل جذامی کو فاس کا گورنر بنایا اور ریف اور غوارہ کے ادریسیوں کو مغلوب کرکے مراجعت کی۔ سنہ ۳۲۴ھ میں احمد بن بکر نے بغاوت کی میسور خواجہ سرا فوج لیکر بھیجا اور اُسے معزول کرکے فاس سے نکالدیا پھر موسی بن ابی العافیہ باغی کے تابعین پر حملہ کیا کئی لڑائیوں کے بعد ثوری بن موسی کو پکڑکر جلاوطن کردیا۔ اور چونکہ اس جنگ میں ریف کے ادریسیوں نے اُسکی مدد کی تھی اس سبب سے قاسم بن محمد ادریسی کو ابن ابی العافیہ کے علاقہ کا اور اُن علاقوں کا جو وہ فتح کرے گورنر بنادیا۔ اس طرح تمام مغرب الاقصی کو مسخر کرکے اور وہاں قائم کا خطبہ جاری کرکے میسور نے قیروان کی طرف مراجعت کی۔ سنہ ۳۲۳ھ میں قائم کے خادم زیدان نے مصر پر حملہ کرکے اسکندریہ فتح کرلیا۔ مگر آخشید والی مصر کی فوج نے آکر اُسے سکندریہ سے نکالدیا۔ سنہ ۳۲۲ھ میں یعقوب بن اسحق کی ماتحتی میں ایک بیڑا بھیجا گیا جسنے جنوبی اطالیہ کو مقام کیتا تک تاخت و تاراج کرڈالا اور مارتا دھاڑتا جنوہ تک جا پہنچا شہر کو فتح کرکے بہت سے اطالوی گرفتار کرلئے یہ شہر بنی فاطمہ کے قبضہ میں مدت تک رہا۔

اکبروہ کا ایک حصہ بھی تقسیم کیا گیا۔ اگر قائم کے اپنے ملک میں ابو یزید خارجی کی بغاوت شروع نہو جاتی جس میں اُسکی تمام دولت اور فوج صرف ہوگئی تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ تمام ملک اطالیہ کو سخر کرلیتا۔ غرض اس بیڑے نے واپسی کے وقت سردانیہ (سارڈینا) پر حملہ کرکے فرنگیوں کو بہت سی شکستیں دیں اور پھر شام کی ساحل پر بمقام فرقیسیا پہنچا وہاں عباسیوں کے جہازوں کو جلا کر اور بہت سا مال غنیمت لیکر مہدیہ کی طرف مراجعت کی۔

۳۲۵ھ میں سالم بن راشد کے رویہ سے ناراض ہوکر اہل جرجنت اور اہل بلرم نے صقلیہ میں بغاوت برپا کردی سالم نے اہل جرجنت کو شکست دیکر بلرم کا محاصرہ کرلیا اور قائم کو خبر کی قائم نے خلیل بن اسحق کو بہت سی فوج دیکر روانہ کردیا۔ مگر بغاوت فرو نہوئی یہانتک کہ ۳۲۷ھ میں اہل صقلیہ نے رومانوس اول شاہ قسطنطنیہ سے مدد مانگی جسنے آدمیوں اور غلہ سے بھرا ہوا بیڑا روانہ کردیا۔ ادہر قائم نے خلیل کی مدد کو بہت سی فوج بھیجدی۔ خلیل نے صقلیہ کے کئی قلعے فتح کرلئے۔ اور ۳۲۹ھ میں مسلمانوں کے بیڑے نے قسطنطنیہ کے بیڑے کو تباہ کرڈالا۔ اور جرجنت کو جو باغیوں کا مرکز تھا فتح کرلیا۔ جب اور قلعوں کے لوگوں نے جرجنت کے فتح ہونے اور باغیوں کی گرفتاری کی خبر سنی۔ تو سب نے اطاعت قبول کرلی اور خلیل تمام جزیرہ میں امن و اطاعت قائم کرنیکے بعد ذیحجہ ۳۲۹ھ میں جرجنت کے باغی سرداروں کو ساتھ لیکر افریقیہ کی طرف روانہ ہوا اور عین منجدہار میں پہنچکر اُنکو ڈبو دیا۔

ایک خارجی ابو یزید نامے معلمی کا پیشہ کرتا تھا ۳۱۶ھ میں اُس نے وعظ کہنا شروع کیا اور بہت سے لوگ اُسکے پیرو ہوگئے۔ مہدی باللہ کے مرتے ہی اُسنے جبل اوراس میں خروج کیا ناصر اموی بادشاہ اندلس کا خطبہ پڑھا یا بربر کے بہت سے قبیلے اُسکے ساتھ ہوگئے۔ اسنے بلاد الجزائر کے بہت سے مقامات فتح کرکے افریقیہ کا رخ کیا قائم کی فوجوں نے اُسکے مقابلہ میں شکستیں کھائیں۔ یہانتک کہ ابو یزید ۳۳۳ھ میں تونس فتح کرکے قیروان تک آگیا اور رقادہ میں آکر قیام کیا اور پھر لڑتا ہوا مہدیہ کے مصلیٰ

تک اپہنچا اور مہدیہ کا محاصرہ کرلیا۔ ابویزید نے چار دفعہ جان توڑ کر حملہ کیا مگر شہر فتح نہوا
آخر صفر ۳۳۴ھ میں اپنے آدمی منتشر ہوجانے کی وجہ سے اپنا تمام اسباب چھوڑ کر قیروان
کی طرف کوچ کرگیا۔ قیروان پہنچکر اُسنے پھر اپنے آدمیوں کو جمع کرلیا اور قتل وغارت کا
بازار گرم کردیا۔ قائم نے اُسکے مقابلہ میں فوجیں بھیجیں اور ۳۳۴ھ تونس باجہ بلطہ
اور مختلف مقامات پر بھاری لڑائیاں ہوئیں جن میں کبھی اسکا پانسہ زبر رہتا تھا کبھی اُسکا
لیکن آخر کو قائم کے سپہ سالار علی بن حمدون نے ابویزید سے قسنطینیہ، تیجست اور
باغایہ چھین لئے اور بہت سے مقامات پر بھاری شکستیں دیں مگر ابویزید نے بڑا زور مارا
اور لشکر جمع کرکے جمادی الآخر ۳۳۴ھ میں سوسہ کا سخت محاصرہ کرلیا سوسہ میں قائم
کی فوج کثیر موجود تھی روز لڑائی ہوتی جن میں کبھی ایک کی فتح ہوتی کبھی دوسرے
کی آخر ابویزید نے منجنیق لگاکر گولہ باری کی جس سے سوسہ کے بہت سے آدمی مارے گئے
سوسہ کا محاصرہ جاری تھا کہ قائم کا شوال ۳۳۴ھ میں انتقال ہوگیا۔

اب ہم قائم کے عہد کے بعض واقعات کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

صقلیہ کی بغاوت ۳۲۵-۲۹ھ

صقلیہ کے گورنر سالم بن راشد کے رویہ سے اہل جرجنت نے ناراض ہوکر اُسکے مقرر کردہ
عامل کو جرجنت سے نکالدیا سالم نے چڑھائی کی۔ اہل جرجنت نے مار بھگایا۔ پھر شعبان ۳۲۵ھ
میں سالم خود فوج لیکر گیا اور اہل جرجنت کو شکست دی۔ اہل جرجنت کی دیکھا دیکھی اہل
بلرم نے بھی بغاوت کی (جو صقلیہ کا دار الحکومت تھا) سالم نے اُنکو شکست دیکر بلرم کا محاصرہ
کرلیا اور اہل صقلیہ کی بغاوت کی خبر قائم کو کی۔ قائم نے خلیل بن اسحق کے ماتحت
اُن کی سرکوبی کو فوج روانہ کردی۔ صقلیہ کے باشندے خلیل سے بہت اچھی طرح ملے
اظہار اطاعت کیا اور کوئی آثار بغاوت کے ظاہر نہیں کئے اور سالم کے ظلم وجور کی
شکایت کی عورتیں اور بچے اُسکے پاس روتے اور فریاد کرتے آئے جنکی حالت کو دیکھکر
خلیل کو اور اُسکے ہمراہیوں کو بہت ترس آیا اور آبدیدہ ہوئے۔ سالم نے یہ حالت دیکھی
تو اہل صقلیہ کو یہ کہکر بھڑکا دیا کہ قائم نے اپنی فوج کے مارے جانے کا انتقام لینے کے

اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ پس خلیل نے بلرم کی لنگر گاہ کے قریب ایک شہر بنا کر اُسے
مضبوط و مستحکم کر لیا اور اُسکا نام خالصہ رکھا۔ یہ دیکھکر اہل جرجنت کو سالم کی بات کا
پورا یقین ہو گیا اور اپنے شہر کو مضبوط کر کے لڑنے کو تیار ہو گئے پس جمادی الاول سنہ ۳۲۶ھ
میں خلیل نے جا کر جرجنت کا محاصرہ کر لیا ۸ ماہ تک محاصرہ رہا اہل جرجنت روز شہر سے نکلکر
لڑتے رہے سردی آگئی تو خلیل نے ماہ ذیحجہ میں خالصہ کی طرف مراجعت کی۔ اب سنہ ۳۲۷ھ
کے شروع میں اہل جرجنت نے اہل مازر اور دیگر قلعوں کے لوگوں کو بھی بغاوت
میں شریک کر لیا جابجا مار شروع کر دی اور رومانوس اول بادشاہ قسطنطنیہ سے
مدد مانگی وہ تو ایسے موقع کی تاک ہی میں تھا اُسنے آدمیوں اور غلہ سے بھرے ہوے
جہازوں کا بیڑا روانہ کر دیا خلیل نے قائم کو اطلاع دی قائم نے فوج کثیر صقلیہ کی طرف
روانہ کر دی خلیل اپنی فوج کو لیکر نکلا اور قلعہ ابو ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ ابلاطنو
کا محاصرہ کر لیا یہانتک کہ سنہ ۳۲۷ھ گزر گیا۔ سنہ ۳۲۸ھ کے شروع میں خلیل نے ابلاطنو سے
کوچ کر کے جرجنت کو گھیر لیا مدت تک حصار رکھنے کے بعد ابو خلف بن ہارون کے
ماتحت محاصرہ جرجنت کو چھوڑ کر خالصہ کی طرف مراجعت کی۔ خلف سنہ ۳۲۹ھ تک جرجنت
کا محاصرہ کئے رہا۔ اس عرصہ میں رومی بیڑے نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے کہ اہل جرجنت
کو مدد پہنچائے مگر قائم کے بیڑے نے ایسا مصروف رکھا کہ جانے ہی نہ دیا۔ آخر یہ ہوا کہ
مسلمانوں کے بیڑے نے قسطنطنیہ کے بیڑے کو تباہ کر ڈالا یہ حالت دیکھکر جرجنت کے
بہت سے باشندے تو بلاد روم کی طرف چلے گئے اور باقیوں نے امان مانگی۔ امان
اس شرط پر دی گئی کہ قلعہ سے نکل آئیں۔ جب وہ قلعہ سے نکل آئے تو شہر بلرم
کی طرف روانہ کر دیا۔ جب اور قلعوں کے لوگوں نے اہل جرجنت کا یہ حشر دیکھا تو
سب نے اطاعت قبول کی۔ اور خلیل تمام جزیرہ میں امن و اطاعت قائم کرنے کے
ذیحجہ سنہ ۳۲۹ھ میں جرجنت کے باغی سرداروں کو ساتھ لیکر افریقیہ کی طرف روانہ ہوا
اور عین منجدھار میں پہنچکر اُن کو غرق کرا دیا۔

ابو یزید خارجی

زناتہ سے تھا توزر (قسطیلہ) کا رہنے والا تھا بلاد سودان میں تجارت کو جایا کرتا تھا - وہیں اسکا بیٹا ابو یزید ایک ہوّاریہ کنیز کے بطن سے پیدا ہوا۔ ابو یزید نے توزر میں نشو ونما پایا اور قرآن پڑھا چونکہ خوارج نکاریہ کی صحبت میں رہتا تھا جنکو صفریہ بھی کہتے ہیں - انھیں کا مذہب اختیار کر لیا صوف پہنا کرتا تھا - پھر تاہرت میں آکر لڑکوں کو پڑھانے لگا -

جب ابو عبداللہ شیعی مہدی کی تلاش میں سلجماسہ گیا تو ابو یزید مقام تقیوس کو چلا گیا کچھ زمین خرید کر وہاں سکونت اختیار کی - اور لڑکوں کو پڑھاتا رہا - اپنے اہل مذہب کی بڑی تعریف و تحسین کرتا بہت بڑھا چڑھاتا - دوسرے مذہب والوں کی مذمت کرتا اُن کی تکفیر کرتا اُن کا مال دخون اور سلطان پر خروج کرنا مباح بتاتا - سنہ ۳۱۶ھ میں آکے وعظ کہنا شروع کیا - اور بہت سے لوگ اُسکے پیرو ہو گئے -

مہدی کی وفات کے بعد اُسنے جبل اوراس میں خروج کیا اور شیخ المومنین لقب اختیار کیا اور ناصر اموی بادشاہ اندلس کے نام کا خطبہ پڑھدیا - بربر کے بہت سے قبیلے اُسکے ساتھ ہو گئے - عامل باغایہ نے اُسپر چڑھائی کی ابو یزید نے بربر جماعت کی مدد سے اُسے شکست دیکر بھگا دیا اور باغایہ کا محاصرہ کر لیا اہل باغایہ نے اُسے مار کر بھگا دیا - مگر ابو یزید نے بنی واسی کو جو زناتہ سے تھے اور علاقہ قسنطینیہ میں رہتے تھے لکھا کہ باغایہ کا محاصرہ کرلیں انھوں نے سنہ ۳۳۳ھ میں باغایہ کا محاصرہ کر لیا - خود ابو یزید نے تبسہ اور مرماجنہ کو بصلح فتح کر لیا - اہل مرماجنہ میں سے ایک شخص نے ایک خوبصورت سفید گدہا اُسکو نذر کیا - ابو یزید اُسی پر سوار ہوتا تھا اسی وجہ سے صاحب الحمار کے نام سے مشہور ہے - بدصورت پستہ قد اور کُبڑا تھا - چھوٹا سا صوف کا جُبہ پہنا کرتا تھا جسکی آستینیں تنگ ہوتی تھیں - کتامیوں کی فوج جو اربس میں تھی منتشر ہو گئی تو ابو یزید نے اربس پر قبضہ کر لیا - شہر کو لوٹ کر آگ لگادی جن لوگوں نے جامع مسجد میں پناہ لی اُنکو مسجد ہی میں قتل کیا - اسکے بعد ایک فوج بھیجکر سبیبہ فتح کر لیا - اور اُسکے عامل کو قتل کر ڈالا - قائم کو یہ خبر پہنچی تو کہا کہ یہ امر ابو یزید کے

کی طرف روانہ کی۔ اور اپنے خادم میسور خواجہ سرا کو ابو یزید سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور ایک دوسری فوج اپنے خادم بشری کے ساتھ باجہ کی طرف بھیجی۔ ابو یزید نے بشری کو شکست دیکر تونس کی طرف بھگا دیا۔ اور بشری کی فوج میں سے بہت سے سردار مارے گئے۔ ابو یزید نے باجہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹکر آگ لگا دی۔ بچوں کو قتل اور عورتوں کو اسیر کر لیا۔ اور گرد و نواح کے قبائل کو اپنی اطاعت کیواسطے لکھا۔ بربر کے بہت سے قبیلے اُس کے پاس جمع ہو گیے۔

اب ابو یزید نے بہت سے خیمے جھنڈے اور ہتھیار تیار کرا لئے۔ بشری نے تونس سے ایک فوج ابو یزید پر روانہ کی۔ ابو یزید نے بھی مقابلہ پر فوج بھیجی۔ بشری کی فوج نے شکست دی اور بہت سامان غنیمت لیکر تونس کی طرف مراجعت کی۔ اسکے بعد اہل تونس نے بغاوت کر کے بشری کو نکالدیا اور ابو یزید نے باشندوں کو امان دیکر شہر تونس پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے سردار رحمون کو وہاں کا گورنر بنا کر قیروان کی طرف بڑھا۔ قائم نے پھر بشری کو ابو یزید کے مقابلہ پر روانہ کیا اور بشری کے ہراول نے ابو یزید کے ہراول کو شکست دی۔ ابو یزید کے ۴ ہزار آدمی کام آئے۔ اور ۵ سو پکڑے گئے۔ قیدی مہدیہ میں لائے گئے۔ عامہ نے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔

اس کے بعد ابو یزید نے کتامہ پر چڑھائی کی اور اُنکو شکست دیکر قیروان تک تعاقب کیا اور ۲ لاکھ فوج کے ساتھ رقادہ کے مشرق میں آ اُترا۔ اس وقت رقادہ کا حاکم خلیل بن اسحاق اس انتظار میں تھا کہ میسور فوج لئے ہوئے مدد کو آتا ہوگا۔ مگر وہ نہ آیا۔ مجبور باہر نکل کر ابو یزید کا مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر قیروان کی طرف چلا آیا۔ ابو یزید نے رقادہ میں داخل ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اور ایوب زویلی کو ایک فوج دیکر قیروان کی طرف روانہ کیا۔ اُس نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان فتح کر کے شہر کو لوٹ لیا۔ خلیل کو امان دی۔ مگر ابو یزید نے خلیل کو قتل کرا دیا۔ شیوخ قیروان اُس سے ملنے آئے تو اُسنے امان دی اور لوٹ سے ہاتھ روک لیا۔

اسکے بعد میسور ابو یزید سے لڑنے چلا۔ امیر ابو کملان بھی اُسکے ساتھ تھا۔ ابو کملان کے ساتھی ابو یزید سے ملگئے اور ابو کملان کو بھی اپنا شریک بنا لیا۔ قائم نے میسور کو اس امر کی اطلاع دی تو میسور

[illegible]

کرالیا۔ اور ممالک محروسہ میں فتحنامے ارسال کیئے۔

قائم کو مہدیہ میں میسور کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ محصور ہو جانے کے واسطے تیار ہو گیئے اور ربیع الآخر سنہ ۳۳۳ھ میں مہدیہ کے گرد خندق کھدوالی۔

ابو یزید نے میسور کی خیمہ گاہ میں ۷۰ دن تک قیام کیا۔ اس عرصہ میں وہ گرد و نواح میں فوجی دستے بھیجکر لوٹ مار مچاتا رہا۔ اور ایک دستہ نے سوسہ کو لڑکر فتح کرلیا۔ وہاں کا جان و مال مباح کر دیا۔ مردوں کو قتل عورتوں کو اسیر کیا بہت سی عورتوں کے فرج اور پیٹ چیر ڈالے اور پھر شہر میں آگ لگادی۔ غرض افریقیہ میں کوئی جگہ آباد نہ رہی۔ گھروں پر چھتیں تک باقی نہ چھوڑیں۔ بچے کچھے آدمی بحالت خراب و خستہ قیروان چلے آئے اور اُن میں سے اکثر بھوک پیاس سے ہلاک ہو گیئے۔

یہ حالت دیکھکر قائم نے کتامہ اور دیگر قبائل کے رئیسوں کو اور زیری بن منّاد امیر صنہاجہ کو لکھا کہ مہدیہ میں چلے آئیں اور خارجی سے جنگ کریں۔ وہ تیار ہو گئے۔ ابو یزید کو یہ خبر پہنچی تو مہدیہ سے پانچ فرسخ پر آ اُترا اور گرد و نواح میں لوٹ مار مچادی۔ جو ملا اُسے قتل کر دیا۔ لوگ بھاگ بھاگ مہدیہ میں آکر جمع ہو گیئے۔ جب بنی کتامہ اور اصحاب قائم کو یہ خبر پہنچی کہ ابو یزید نے مختلف علاقوں میں لوٹ مار مچانے کے لئے اپنی فوج پھیلادی ہے اور اپنے پاس تھوڑی فوج رکھی ہے تو ۲۲ جمادی الاول کو اُسپر چھاپہ مارنے کی غرض سے نکلے مگر اسوقت ابو یزید کا بیٹا فضل قیروان سے اُسکی مدد کو آپہنچا اور فضل اور ابو یزید دونوں کتامہ پر چڑھ گیئے۔ کتامہ مصلحتًا بغیر لڑے بھاگ گیئے اور ابو یزید مہدیہ تک اُن کا تعاقب کرکے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد ابو یزید نے مہدیہ پر حملہ کر دیا۔ اور مقام مصلّے تک آپہنچا۔ شدت کی لڑائی ہوئی آخر کتامہ نے مار کر بھگا دیا۔ اتنے میں خبر آئی کہ زیری بن منّاد اپنی فوج لیئے چلا آتا ہے۔ لہذا ابو یزید نے باب الفتح کی طرف سے گزرنا چاہا کہ پیچھے سے زیری اور بنی کتامہ دونوں پر حملہ کر دے۔ یہاں وہ اہل اریاض میں پھنس گیا جنکے پنجہ سے بمشکل نکلکر اپنی چھاؤنی میں آیا اور اُسکے گرد خندق کھدوالی۔ اور پھر مہدیہ کی ناکہ بندی

[illegible]

سے ہنگام میں گھر گیا۔ بمشکل خلاصی پائی اور قیروان سے فوج منگا کر آخر رجب میں پھر حملہ کیا مگر شکست کھائی اور اُسکے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ پھر آخر شوال میں چوتھا حملہ مہدیہ پر کیا مگر ناکام اُلٹا پھرنا پڑا۔ پانچویں دفعہ مہدیہ کا ایسا سخت اور شدید محاصرہ کیا کہ اہل مہدیہ چوپائے اور مُردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ قائم نے وہ گودام اناج کے کھولدیئے جو مہدی باللہ نے ذخیرہ کر رکھے تھے۔ اور تقسیم کر دئے۔ اسی اثنار میں بنی کتامہ نے جمع ہو کر قسنطینیہ میں چھاؤنی ڈالی۔ ابویزید نے ان کی طرف ورنجومہ وغیرہ کے لوگ روانہ کر دئے جنہوں نے بنی کتامہ کو شکست دی

اب ابویزید کی گردش کے دن آئے۔ بربری اُس سے منحرف ہو گئے۔ اسکے دو بڑے سبب تھے ایک تو یہ کہ وہ اُسکو علانیہ محرمات شرعیہ کا حامل و عامل دیکھتے تھے اور دوسرے یہ کہ جبتک لوٹ مار کا مال ملتا رہا وہ برابر ابویزید کے پاس آتے رہے جب افریقیہ میں کچھ لوٹنے کو نہ رہا اُنہوں نے اُس کے پاس آنا چھوڑ دیا۔ اور اُسکے پاس سوائے اہل اوراس اور بنی کملان کے کوئی نہ رہا۔ قائم نے یہ دیکھکر کہ ابویزید کا لشکر متفرق ہو گیا اپنی فوج اُس سے لڑنے کو نکالی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۳۳۳ھ کو سخت لڑائی ہوئی۔ شام کو لڑائی بند ہوئی۔ دوسرے دن صبح کو ابویزید کی طرف سے کوئی لڑنے نہ نکلا۔ قائم نے اپنی فوج سے ہلہ کر دیا۔ ابویزید نے خندق سے نکلکر جنگ کی سخت لڑائی ہوئی۔ ابویزید کا ایک بڑا نامی سردار اور اُسکے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ ابویزید کو کمال صدمہ ہوا اور اپنی خندق میں گھس گیا۔ دوبارہ پھر جنگ جاری کی مگر اس وقت ایسی آندھی چلی اور ایسا اندھیرا ہوا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ قائم کی فوج نے شکست کھائی اور اُسکے بہت سے آدمی مارے گئے اور پھر مہدیہ کا محاصرہ اپنی پہلی حالت پر آ گیا۔ اور مہدیہ کے بہت سے باشندے بمقام صقلیہ طرابلس مصر اور روم کی طرف چلے گئے۔ آخر ذیقعدہ میں ابویزید کے پاس پھر بہت سے آدمی جمع ہو گئے تو اُسنے ہلہ کر دیا۔ اسوقت کتامیوں نے دو سو سوار منتخب کئے اور مثل نفس واحد کے حملہ کر کے ابویزید کے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے اور بہت سے گرفتار کر لئے۔ اور لڑتے ہوئے ابویزید تک جا پہنچے مگر اُسکے اصحاب اسے بچا لے گئے۔ اہل مہدیہ بہت خوش ہوئے اور قیدیوں کو رسیوں میں باندھکر مہدیہ میں لائے۔ اب ۳۳۴ھ شروع ہو گیا اور ابویزید مہدیہ کا محاصرہ کئے بیٹھا

آملا۔ اور قائم کے اصحاب کو لیکر یہ گروہ ابو یزید سے لڑنے نکلا اور اُسے شکست دی۔ ابو یزید کے
آدمی متفرق ہوگئے اور اُس کے ساتھ سوائے ہوارہ اور اوراس اور بنی کملان کے کوئی نہ رہا۔
اُسے ان ہی تینوں قبیلوں پر بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اب ابو یزید کے ہمراہی سرداروں نے آپس
میں مشورہ کیا کہ قیروان جاکر ہر طرف سے بربریوں کو جمع کریں اور پھر ایک بھاری جمعیت لیکر
ابو یزید کے پاس آجائیں۔ کیونکہ اگر قائم کو ہمارے آدمیوں کے متفرق ہوجانے کی خبر ہوگی تو
وہ ضرور ہمارا قصد کریگا۔ پس وہ بغیر ابو یزید سے مشورہ لئے سوار ہوئے اور چلدئے۔ اُنکے ساتھ
بہت سی فوج بھی چلی گئی۔ ابو یزید نے آدمی بھیجکر اُنہیں بُلایا بھی مگر اُنہوں نے ایک نہ سُنی۔
اب ابو یزید کے پاس صرف تیس آدمی رہگئے تھے مجبور وہ بھی صفر ۳۳۴ھ میں انہیں لیکر مہدیہ
سے قیروان کی طرف کوچ کرگیا اور کُل سامان چھاؤنی میں چھوڑ گیا۔

۶ صفر ۳۳۴ھ کو قیروان پہنچا۔ مصلّے میں اُترا مگر سوائے حاکم شہر کے کوئی اُسکے استقبال کو نہ آیا۔
بچے اُسے دیکھکر ہنستے اور ہنسی اُڑاتے تھے۔ قائم کو ابو یزید کے کوچ کرجانے کی خبر ہوئی تو
لوگوں کو اُسکی چھاؤنی کی طرف بھیجا۔ اُنہوں نے خیمے۔ کھانے کی چیزیں اور تمام سامان جو ابو یزید
چھوڑ گیا تھا سب منگوا لیا۔ اس طرح فاقہ کشی کے بعد اُنکا حال درست ہوگیا۔ نرخ بھی سستا ہوگیا
اور بعد سختی حصار کے اُنہوں نے آرام پایا۔

اب قائم نے جابجا شہروں میں اپنے عامل روانہ کئے جنہوں نے ابو یزید کے عاملوں کو نکالدیا۔
قیروان کے لوگوں نے ابو یزید کی فوج کی کمی کو دیکھکر ارادہ کیا کہ ابو یزید کو گرفتار کرلیں مگر
اُسکی ہیبت سے ایسا نہ کرسکے۔ تاہم اُنہوں نے قائم کو لکھکر امان مانگی۔ قائم نے کچھ جواب نہ دیا
ابو یزید کو یہ خبر پہنچی تو عامل قیروان پر سخت ناراض ہوا اور اُس سے کہا کہ کھانے پینے عیش
وعشرت میں پڑا ہے کچھ خبر بھی ہے فوج لیکر جہاد کو نکل۔ اُسنے ایسا ہی کیا۔ لوگوں سے کمال نرمی
وملاطفت سے گفتگو کی اور قائم کی طرف سے اُنہیں خوف دلایا۔ وہ نکلکر اُسکے ساتھ ہوگئے۔
یہ سُنکر مضافات کے لوگ بھی ہر طرف سے اُسکے پاس آکر جمع ہوگئے۔

شہروں اور قلعوں کے لوگوں نے جب مہدیہ سے ابو یزید کے لشکر کے متفرق ہوجانے کا حال سنا

نے سرکشی کرکے اسکے کچھ آدمیوں کو پکڑ کر قائم کے پاس بھیجدیا تھا۔ قائم نے اہل سوسہ کا شکریہ ادا کیا اور ۷ جہاز غلّہ کے اُنہیں روانہ کردئے تھے۔ پس جب ابو یزید کی فوج پھر جمع ہوگئی تو شہر و لی کی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ "قتل کرو۔ قید کرو۔ لوٹو۔ جلاؤ۔ برباد کرو"۔ چنانچہ اُسکی فوج نے تونس میں بزور شمشیر داخل ہوکر ۲۰ صفر ۳۳۴ھ کو تمام شہر کو لوٹ لیا۔ مردوں کو قتل اور عورتوں بچّوں کو اسیر کیا۔ مسجدوں کو منہدم کرڈالا بہت سے لوگ تلوار کے خوف سے سمندر کی طرف چلے گئے اور غرق ہوگئے۔ اسپر قائم نے ایک فوج تونس کی طرف روانہ کی۔ سخت لڑائی ہوئی۔ قائم کی فوج شکست کھاکر رات کے وقت جبل الرصاص اور پھر اصطفورہ کی طرف چلی گئی ابو یزید کی فوج نے تعاقب کرکے جالیا۔ اس وقت قائم کی فوج خوب جمکر لڑی۔ ابو یزید کی فوج بھاگ نکلی اور بہت سی کھیت ہوئی۔ قائم کی فوج مارتی ہوئی آگے بڑھی یہانتک کہ ۸ ربیع الاول ۳۳۴ھ کو تونس میں داخل ہوگئی۔ ابو یزید کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور بہت سے نکالدئے اور بہت کچھ کھانے پینے کا سامان ہاتھ آیا۔

ابو یزید کو جب یہ خبر پہنچی تو اُسنے اپنے بیٹے ایوب کو بہت سی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ایوب تونس کی طرف آیا قریب کے علاقہ میں قتل و غارت کرتا ہوا آیا جو بچا اور بزور شمشیر شہر میں داخل ہوکر قائم کے آدمیوں کو قتل کیا اور شہر میں آگ لگادی اور اتنی قتل و بربادی کی کہ بیان سے باہر ہے۔

انہی دنوں میں ایک رات کو کچھ بربریوں نے ہجوم کرکے ایک قیروانی کا مال اور تین کواری بیٹیاں چھین لیں۔ صبح کو جب لوگ نماز صبح کے لیے جمع ہوئے تو شخص مذکور جامع مسجد میں کھڑا ہوا اور چیخ چیخ کر اپنا رات کا حادثہ لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ بہت سے لوگ اُسکے ساتھ ہوکر ابو یزید کے پاس آئے اور بہت بُرا بھلا کہا۔ اُس نے معذرت کی اور ملاطفت اور دلجوئی سے پیش آیا۔ اور لڑکیوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ جب اُسکے پاس سے یہ لوگ واپس آرہے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک شخص مقتول پڑا ہے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ فضل بن ابو یزید نے اُسے قتل کیا ہے اور اُسکی بیوی کو جو بہت حسین ہے چھین لیا ہے۔ یہ لوگ اُس مقتول کو جامع مسجد میں لائے

جب اُسکے پاس بن ہوتے۔ اُسنے بہت ملامت کی اور کہا کہ ایسی ایسی حرکتیں ہو رہی ہیں آپ انکا کچھ انتظام نہ کر سکے حالانکہ قائم ہم سے قریب ہے۔ اتنے میں اہل قیروان جمع ہو کر اُسنے بہت معذرت کی اور آیندہ کے لئے عہد کیا کہ قتل یا غارت یا کسی کی عورت چھیننے کی آیندہ کوئی صورت واقع نہونے پائیگی۔ اتنے میں اہل تونس کے قیدی اُسکے پاس لائے گئے ان لوگوں نے دوڑ کر ان کو رہا کر دیا۔

جب یہاں یہ حالت گزر رہی تھی قائم نے اپنے سردار علی بن حمدون کو حکم بھیجا کہ لشکر اور مسیلہ سے جتنے آدمی مل سکیں جمع کر۔ اُس نے سطیف اور مسیلہ وغیرہ سے جتنے آدمی مل سکے جمع کئے اور اُسکے پاس خلق کثیر جمع ہو گئی۔ بعض بنی بر اس بھی ساتھ ہو گئے۔ اس جمعیت کو لیکر اُس نے مہدیہ کا قصد کیا۔ ابو یزید کا بیٹا ایوب اس وقت باجہ میں تھا۔ یہ خبر سُنکر وہ علی بن حمدون کی طرف روانہ ہوا علی کو اُسکی روانگی کی خبر بھی نہ ہوئی۔ یکایک آنکر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ علی بن حمدون کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آیا۔ اسکے بعد ایوب نے سواروں کا ایک رسالہ مہدی کی اُس فوج کی طرف بھیجا جو تونس کو گئی تھی۔ دونوں میں جنگ عظیم ہوئی۔ بہت سے آدمی مارے گئے۔ قائم کی فوج نے اول تو شکست کھائی مگر پھر اُلٹے پھر پھر کر دوبارہ سہ بارہ حملہ کیا اور مرنا ٹھان کر ایک جان ہو کر ایسا شدید حملہ کیا کہ ایوب کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگی۔ اور اُنکے بہت سے آدمی کھیت رہے۔ بہت سے قید ہوئے۔ اور بہت سامان غنیمت قائم کی فوج کے ہاتھ آیا۔ ایوب اور اُس کے اصحاب قیروان کی طرف بھاگ گئے۔ یہ ۵ ربیع الاول ۳۳۴ھ کا واقعہ ہے۔

ابو یزید کو یہ خبر سنکر کمال صدمہ ہوا اور اُس نے قیروان سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا مگر اُسکے اصحاب نے یہ کہکر روک لیا کہ جلدی اچھی نہیں۔ لہذا اُس نے پھر لشکر عظیم جمع کیا اور اُسکا بیٹا ایوب پھر علی بن حمدون سے لڑنے چلا۔ مقام بلطہ پر کئی لڑائیاں ہوئیں جن میں کبھی اس کا پانسہ زبر رہتا تھا کبھی اُس کا۔ آخر یہ ہوا کہ علی نے شہر کی حراست پر ایک معتمد مقرر کیا ہوا تھا اور اُس کے ایک دروازہ پر ایک شخص احمد نام مامور تھا۔ ایوب نے روپیہ دیکر احمد کو ملا لیا اور اُسکے دروازہ پر جا کر لڑائی کا رنگ جما دیا

دلوادی اور وہ تین سو سوار اور چار سو پیادوں کے ساتھ بلاد کتامہ کی طرف چلا گیا۔ اور قبائل کتامہ و نفزہ و مزانہ وغیرہ کو لکھا وہ سب شہر قسنطینیہ پر آ کر جمع ہو گئے۔ اب علی نے ایک فوج ہوارہ پر جو ابو یزید کی طرفدار تھی بھیجکر اُن کا مال لوٹ لیا۔ ابو یزید کو ہوارہ پر بڑا بھروسہ تھا۔ اپنے طرفداروں کی یہ گت ہوتی دیکھکر اُس نے اُنکی طرف لشکر عظیم پے در پے بھیجنا شروع کر دیا۔ کئی لڑائیاں ہوئیں سب میں علی ابن حمدون نے فتح پائی۔

اِس کے بعد علی بن حمدون نے ابو یزید سے تیجست اور باغایہ بھی چھین لیا۔ شکست پر شکست کھا کر ابو یزید نے بڑا زور مارا اور لشکر جمع کر کے جمادی الآخر ۳۳۴ھ میں سوسہ کا سخت محاصرہ کر لیا۔ اس وقت سوسہ میں قائم کا لشکر کثیر موجود تھا۔ روز لڑائی ہوتی جس میں کسی ایک کی فتح ہوتی کبھی دوسرے کی۔ آخر ابو یزید نے منجنیق اور دبابے لگا کر گولہ باری کی جس سے بہت سے اہل سوسہ مارے گئے۔ سوسہ کا محاصرہ جاری ہی تھا کہ قائم نے اپنے بیٹے ابو الطاہر اسمٰعیل کو اپنا جانشین کر کے ماہ شوال ۳۳۴ھ میں انتقال کیا۔

۳۳۴ھ (۳) ابو الطاہر اسمٰعیل المنصور باللہ ۳۴۱ھ

مختصر حالات

جبتک ابو یزید کے خرخشہ سے چھٹکارا نہیں ہوا اسمٰعیل منصور نے اپنے والد کی وفات کو چھپائے رکھا تاکہ ابو یزید کو خبر نہو جائے جو سوسہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا۔ نہ خلیفہ کا لقب اختیار کیا نہ سکہ خطبہ میں کوئی تبدیلی کی اور نہ جھنڈوں کو بدلا۔ فرمانوں اور احکامات میں اپنے دستخط میں امیر اسمٰعیل ولیعہد لکھتے رہے۔

اسمٰعیل کو مورخین نے نہایت شجاع۔ بہادر عقیل مستعد مستقل مزاج۔ خوش خُلق۔ ادیب لبیب۔ شاعر۔ مقرر بلیغ اور نہایت منتظم لکھا ہے۔ بغیر سوچے فی البدیہہ خطبہ کا اختراع کرتے اور مثل روانی دریا کے خطبہ دیتے چلے جاتے۔ ایسی حالت میں بادشاہ ہوا تاکہ تمام ملک میں غدر مچا ہوا تھا مہدیہ اور ساحل بحر کے چند قلعہ بند شہروں کے سوا کچھ قبضہ میں نہ رہا سلطنت کا سنبھالنا اور دوبارہ اپنے تمام آبائی مُلک پر قابض ہو جانا اسمٰعیل کی

[illegible] ثبوت ہے۔

بادشاہ ہوتے ہی مہدیہ سے جہازوں کا بیڑا آدمیوں اور سامان و رسد سے بھرا ہوا اہل سوسہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس بیڑے کی فوج نے سوسہ کی فوج کے ساتھ ملکر ایسی جنگ کی کہ ابویزید بحواس ہوکر ایسا بھاگا کہ اُسی دن قیروان میں آکر دم لیا۔ اہل قیروان نے اُسے اندر نہ گھسنے دیا بلکہ اُس کے عامل کو بھی گھیر لیا جو چُپکے سے بھاگ کر ابویزید کے پاس چلا آیا۔ قیروان سے دھکّے کھاکر آخر شوال سنہ ۳۳۴ھ میں سبیبہ میں پہنچکر قیام کیا۔

۲۴ شوال کو اسمٰعیل قیروان میں داخل ہوئے ابویزید کی عورتوں اور بچوں کو مہدیہ بھیجدیا اُن کو حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا اور اُن کا روزینہ مقرر کردیا۔ اور کچھ فوج ابویزید کی تلاش میں روانہ کی۔ ابویزید نے یہ خبر پاکر کچھ فوج علانیہ لڑنے کو سامنے کی اور کچھ گھات میں بٹھادی۔ لڑائی ہوئی۔ ابویزید کی فوج شکست کھاکر بھاگی۔ منصوری فوج نے تعاقب کیا۔ اس وقت ابویزید کی گھات والی فوج نے شکست دیکر منصوری فوج کو بھگادیا۔ اس کامیابی سے ابویزید کی قوت اور جمعیت پھر بڑھگئی۔ اور قیروان پر حملہ آور ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ منصوری فوج مہدیہ اور سوسہ کی طرف بھاگ گئی مگر بادشاہ صرف بیس آدمیوں کے ساتھ جمے رہے۔ ابویزید بادشاہ کی طرف بڑھا وہ تلوار سنبھالکر دیکھتے رہے قریب آیا تو بادشاہ نے بہ نفس نفیس حملہ کیا قریب تھا کہ ماریں مگر ابویزید دُم دباکر بھاگا۔ بادشاہ نے تعاقب کیا۔ جو سامنے آیا اُسے قتل کیا اور بھاگی ہوئی فوج کو آدمی بھیجکر بُلالیا۔ بھاگی ہوئی فوج واپس آگئی تو ظہر تک ایسے گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ بیشمار آدمی مارے گئے۔ علیؑ اور حسینؑ کا پوتا خود لڑ رہا تھا۔ اُسکی اُس دن کی بہادری نے لوگوں کو دنگ کردیا۔ آخر ابویزید نے بادشاہ کو صلح کی درخواست بھیجی۔ بھاری بھاری قسمیں کھاکر لکھا کہ اگر حضور میری عورتوں اور بچوں کو واپس بھیجدینگے اور ہمیں امان دیدینگے تو میں اور میرے ہمراہی حضور کی اطاعت قبول کرلیں گے۔ بادشاہ نے اُس کی عورتوں بچوں کو عمدہ لباس سے آراستہ کرکے اور بہت کچھ انعام و اکرام دیکر اُسکے پاس بھجوادیا۔ لیکن اُس بے ایمان نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور پھر لڑائی کا رنگ جمادیا مگر سخت گھمسان کی لڑائی

شہر آباد کرکے اسکا نام منصوریہ رکھا اور وہاں کی سکونت اختیار کی۔

ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں مہدیہ میں مزام صقلی کو اپنا نائب چھوڑکر بادشاہ ابویزید کی طرف روانہ ہوئے۔ ابویزید نے جبل بنی برزال کے خارجیوں میں پہنچکر بہت سے آدمی جمع کرلیئے بادشاہ کی آمد کی خبر سنکر بھاگتا پھرا۔ آخر غمرت میں بادشاہ نے اُسے جالیا۔ جنگ ہوئی۔ ابویزید شکست کھاکر جبل سالات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے تعاقب کیا۔ ابویزید جابجا بھاگتا پھرا۔ یہانتک کہ بادشاہ بیمار ہوگئے اور پلٹ کر قریہ غمرت میں آاُترے یہاں زیری بن مناد صنہاجی حاضر ہوکر شرفیاب ملازمت ہوا۔ ابویزید نے موقع پایا اور پلٹ کر مسیلہ کا محاصرہ کرلیا۔ بادشاہ اچھے ہوگئے تو ۲ رجب ۳۳۵ھ کو ابویزید کی طرف روانہ ہوئے۔ ابویزید بادشاہ کی آمد کی خبر سنکر مسیلہ کا محاصرہ چھوڑکر جبال کتامہ میں متحصن ہوگیا۔ بادشاہ وہیں پہنچے۔ لڑائی ہوئی اور ابویزید کو اپنے اہل وعیال چھوڑکر بھاگنا پڑا۔ جاتے ہوئے کسی سوار نے تیر مارکر اُسے گرادیا مگر اُسکے ہمراہی اُسے بچالیگئے۔ آخر کئی لڑائیوں کے بعد وہ قلعہ کتامہ میں متحصن ہوگیا۔ بادشاہ نے محاصرہ کرلیا۔ ۲۵ محرم ۳۳۵ھ کو ابویزید نے جان توڑکر حملہ کیا شاہی فوج نے شکست دی اور ابویزید زخمی حالت میں بادشاہ کے پاس پکڑکر لایا گیا اُسے دیکھکر بادشاہ سجدۂ خالق میں گرپڑے مگر ابویزید کو قتل نہ کرایا وہ اپنے زخموں سے خود ہی سلخ محرم ۳۳۶ھ کو مرگیا۔ اُسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسکی کھال اُتار کر بھُس بھردو اور ایک پنجرے میں بند کرکے دو بندر چھوڑدے کہ اُس سے کھیلیں اور تمام بلاد میں فتح کے بشارت نامے روانہ کیے۔ صاحب حقائق الاخبار لکھتے ہیں کہ ابویزید ملحد تھا خدا نے اُسکے شر سے اہل مغرب کو نجات دلادی بقول مولوی امیر علی اس نے وہ وہ خوفناک ظلم کئے تھے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اسکے بعد بادشاہ نے قیروان ومہدیہ کی طرف کوچ کیا۔

... کی بغاوت ... کے زمانہ میں مغرب کے عامل حمید بن یصلیتن نے بغاوت کرکے منصور

کی ... اور اندلس کے بنی امیہ کا خطبہ پڑھدیا اور آخر تاہرت کا محاصرہ کرلیا۔ صفر ۳۳۶ھ میں بادشاہ نے خود فوجکشی کرکے حمید کو مار بھگایا اور یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کا اور زیری بن مناد کو صنہاجہ کا گورنر بناکر قبیلۂ لواتہ پر چڑھائی کی۔ وہ بھاگ گئے بادشاہ نے چند روز وادی مِیناس میں قیام کرکے مراجعت کی اور جمادی ۳۳۶ھ میں منصوریہ میں داخل ہوئے۔

ابویزید کے بعد اُسکے بیٹے فضل نے معبد بن حزر اور بربریوں کو ملاکر بغاوت کی۔ باغایہ کا محاصرہ کرلیا مگر اُسی کے ایک ہمراہی باطیط نامی نے اُسکا سر کاٹکر منصور کے پاس بھیجدیا (۳۳۶ھ)

معبد ۳۴۱ھ تک لوٹ مار کرتا پھرا آخر اسی سال وہ اور اُسکا بیٹا ایک لڑائی میں پکڑکر منصور کے پاس لایا گیا بادشاہ نے اُنھیں قتل کرادیا۔

ابویزید کی جنگوں کی مصروفیت میں بادشاہ کو صقلیہ کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ابو عطاف جو سالم کے بعد صقلیہ کا گورنر مقرر ہوا تھا نرم مزاج تھا۔ اس سبب سے رومی کفار نے سر اُٹھایا اور وہ روپیہ مسلمانوں کو دینا بند کردیا جسپر صلح قرار پائی تھی۔ اِدھر صقلیہ کے مسلمانوں ہی کے ایک زبردست خاندان نے جو بنی طبری کے نام سے مشہور تھا بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بناکر ابو عطاف سے سرکشی کی۔ ابو عطاف بلرم کے قلعہ میں پناہ گزین ہوگیا اور منصور سے مدد طلب کی۔ بادشاہ نے ابو الغنائم حسن بن علی بن ابو الحسن کلبی کو جو ابویزید کی جنگوں میں کارہائے نمایاں کرچکا تھا صقلیہ کا گورنر بناکر اور ایک فوج دیکر روانہ کردیا اور اُسنے ۳۳۹ھ میں بمقام مازر پہنچکر لنگر ڈالدیا اور حسن تدبیر سے بنی طبری کو گرفتار کرکے اُنکا تمام مال چھین لیا۔ اب اُسکے پاس جمعیت کثیر جمع ہوگئی۔ لوگ اُسکی حکومت پر متفق ہوگئے۔ رومیوں کا سردار سردغوس یہ حال دیکھکر بہت ڈرا اور اُسنے ۳ سال کا نہ دیا ہوا جزیہ داخل کردیا مگر روم کے بادشاہ نے سمندر کی راہ سے ایک بطریق کو بہت سی فوج دیکر صقلیہ کی طرف روانہ کردیا۔ یہ بطریق اطالیہ کے جنوب میں بمقام اورنت اُٹھیرا۔ سردغوس نے بھی اپنی بہت سی فوج اُسکے ساتھ ملادی

ایک بڑا جہازوں کا روانہ کر دیا جس میں علاوہ بحریوں کے ۷ ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادے تھے حسن اس فوج کے ساتھ اپنی جمعیت کثیر کو ملا کر خشکی اور تری دونوں طرف سے مسینی پر چڑھ گیا اور جنوبی اطالیہ میں جنگ کا رنگ جما دیا۔ قلوریہ کے کئی علاقے ختم کرنے کے بعد یوم عرفہ ۳۴۰ھ کو مسلمانوں کا سردغوس اور رومی بیڑے سے مقابلہ ہوا سخت لڑائی کے بعد رومیوں نے شکست کھائی۔ رومی بہت مارے گئے۔ اُن کا تمام مال و اسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا اور اُنکے سر صقلیہ اور افریقیہ کے شہروں میں تشہیر کیے گئے۔ اب ۳۴۱ھ شروع ہو گیا اور مسلمانوں کی فتوحات جاری رہیں۔ یہ حالت دیکھکر قسطنطین بادشاہ روم نے کچھ مدت کے لئے صلح کر لی حسن نے شہر ریو کی طرف مراجعت کی اور وسط شہر میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی اور رومیوں سے شرط کی کہ مسلمانوں کو اُس میں نماز پڑھنے اور اذان دینے سے نہ روکیں۔ مسجد میں کوئی نصرانی داخل نہو۔ جو مسلمان قیدی خواہ وہ اسلام پر قائم ہو خواہ مرتد ہو گیا ہو اُس میں داخل ہو جائے وہ امن میں رہے۔ اور اگر عیسائی اُس میں سے ایک اینٹ بھی نکالینگے تو اُن کے صقلیہ اور افریقیہ کے تمام گرجا مسمار کر دئے جائینگے رومیوں نے جبراً قہراً ان شرائط کو منظور کیا۔ اسکے بعد حسن صقلیہ میں گورنری کرتا رہا یہانتک کہ شوال ۳۴۱ھ میں منصور کا انتقال ہو گیا اور معز لدین اللہ خلیفہ ہوئے اس وقت حسن اپنے بیٹے احمد کو صقلیہ کی گورنری پر چھوڑ کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اب ہم بعض واقعات کو تفصیل سے لکھتے ہیں۔

ابو یزید کا مارا جانا

قائم کے انتقال کے وقت ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا اور اہل سوسہ محاصرہ توڑنے میں زور مار رہے تھے۔ اسمٰعیل نے بادشاہ ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رشیق کاتب اور یعقوب بن اسحٰق کی ماتحتی میں مہدیہ سے جہازوں کا بیڑا سامان و رسد اور سپاہیوں سے بھر کر سوسہ کی طرف روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جبتک میرا حکم نہ پہنچے جنگ شروع نہ کرنا۔ اور دوسرے دن خود بھی اُن کے پیچھے سوسہ جانے کے ارادہ سے روانہ ہو گئے اور کسی کو اپنے ارادہ پر

... جب اراکین سلطنت کو معلوم ہوا کہ بادشاہ سوسہ کی طرف جارہے ہیں تو اُنہوں نے بادشاہ کو صلاح دی کہ حضور کا تشریف لیجانا مناسب نہیں ہے لہذا واپس چلے آئے اور دونوں سرداروں کو لکھدیا کہ جنگ میں سخت کوشش کریں اور سرداروں نے سوسہ پہنچکر سوسہ کی فوج کو ساتھ لیکر ایسی جنگ کی کہ ابویزید بیحواس ہوکر بھاگا۔ جو بربری پیچھے رہے اُنکو شاہی فوج نے تلوار کے گھاٹ اُتار دیا جو بچے وہ بھوک پیاس کی بھینٹ چڑھے۔ ابویزید کی چھاؤنی کو آگ لگادی گئی۔

ابویزید شکست کھاکر ایسا بھاگا کہ اُسی دن قیروان پہنچا مگر وہاں کے باشندوں نے اُسے شہر میں گھُسنے نہ دیا اور اس کے عامل کے مکان کو گھیر کر دروازہ توڑنے کی کوشش کی مگر اُسنے یہ ترکیب کی کہ اوپر چڑھکر محاصرین پر دیناروں کا مینہ برسادیا۔ وہ تو دینار چننے میں رہے۔ عامل بسرعت کمال چُپکے سے نکل کر ابویزید کے پاس چلا آیا۔ قیروان سے دھکے کھاکر آخر شوال ۳۳۴ھ میں ابویزید نے قیروان سے دودن کی راہ پر سبیبہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں مع اپنے اعوان وانصار کے ڈیرے ڈالدئے۔

۲۴ر شوال کو بادشاہ قیروان میں داخل ہوئے۔ باشندوں کو امان دی اور ابویزید کی عورتوں اور بچّوں کو مہدیہ میں بھیجکر حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ اور اُنکا روزینہ مقرر کردیا۔ اور ابویزید کا حال دریافت کرنے کے واسطے ایک دستہ فوج روانہ کی۔ ابویزید نے بھی کچھ فوج منصور کے حالات دریافت کرنے کے واسطے روانہ کی تھی۔ شاہی فوج کو آتا دیکھکر کچھ لوگ گھات میں بیٹھ گئے۔ باقیوں نے مقابلہ کیا اور شکست کھاکر بھاگے۔ شاہی فوج نے تعاقب کیا۔ گھات والے بیخبری میں ٹوٹ پڑے شاہی فوج شکست کھاکر واپس آئی۔ اس کامیابی سے ابویزید کی قوت پھر بڑھ گئی اور پھر بہت سی جمعیت اُسکے پاس اکٹھی ہوگئی۔ اس جمعیت کو ساتھ لیکر وہ اُلٹا قیروان آیا اور جنگ کا رنگ جمادیا۔ بادشاہ نے اپنی چھاؤنی کے گرد خندق کھدوالی تھی

[illegible] شاہی آدمی بھاگ
اور مہدیہ اور سوسہ کی طرف مُنہ اُٹھا دیا۔ بادشاہ صرف بیس آدمیوں کے ساتھ جمے
رہے۔ یہ حالت دیکھکر ابو یزید بادشاہ کی طرف بڑھا۔ آپ اپنی تلوار سنبھالکر دیکھتے
رہے۔ قریب آیا تو بادشاہ نے بنفس نفیس حملہ کیا اور قریب تھا کہ اُسے قتل کر ڈالیں
ابو یزید یہ دیکھکر دُم دبا کر بھاگا۔ بادشاہ نے تعاقب کیا۔ جو سامنے آیا اُسے قتل کیا۔
اور اپنی بھاگی ہوئی فوج کے بُلانے کے لئے آدمی بھیجے۔ بھاگی ہوئی فوج واپس
آگئی تو ظہر تک ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ ایام گزشتہ میں نہ ہوئی تھی۔ طرفین کے
بہت سے آدمی مارے گئے۔ اُس روز لوگ منصور کی شجاعت دیکھکر سکتہ میں
رہ گئے۔ علیؑ اور حسینؑ کے پوتے کی بہادری نے لوگوں کو دنگ کر دیا۔ ناچار ابو یزید
نے یہ دیکھکر کہ قیروان فتح نہیں ہو سکتا آخر ذیقعدہ ۳۳۴ھ میں کوچ کا نقارہ
بجا دیا مگر پھر ہمّت کرکے واپس آیا۔ اس وقت بادشاہ نے ابو یزید کا سر لانے والے
کے واسطے ۱ ہزار دینار انعام مقرر کر دیا۔ لڑائی ہوئی کبھی ایک کا پانسہ زبر رہتا تھا کبھی
دوسرے کا۔ اسی اثنا میں ابو یزید نے کچھ فوجی دستے مہدیہ اور سوسہ کی طرف بھی
روانہ کر دئے کہ اُن علاقوں میں لوٹ مار مچائیں۔ اور بادشاہ کو اپنی عورتوں بچّوں
کی واپسی کے بارے میں جنہیں قیروان میں چھوڑ گیا تھا پیغام بھیجا اور بڑی بھاری قسم
کھائی کہ جب میرے اہل و عیال میرے پاس پہنچ جائینگے اور حضور ہمیں امان دیدینگے
تو میں اور میرے اصحاب حضور کی اطاعت قبول کر لینگے۔ بادشاہ نے اتمام حجّت
کیا اُسکے عیال و اطفال کو عمدہ لباس سے آراستہ کرکے اور بہت کچھ انعام و اکرام
دیکر عزت و حرمت کے ساتھ ابو یزید کے پاس بھجوا دیا۔ جب وہ اُس کے پاس
پہنچ گئے تو ابو یزید نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور پھر جنگ کرنے لگا۔ ۵ محرم کو سخت
لڑائی ہوئی۔ شاہی فوج نے شکست دی۔ بہت سے بربری مارے گئے۔ ۱۵ محرم کو
پھر لڑائی ہوئی۔ بادشاہ اپنی فوج کے قلب میں تھے۔ ابو یزید نے حملہ کرکے میمنہ کو
بھگا دیا اور قلب پر حملہ کیا۔ بادشاہ فوج لیکر بڑھے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی

فوج نے ایکدل اور ایک جان ہو کر ایسا حملہ کیا کہ ابو یزید نے اپنا تمام مال و اسباب
چھوڑ کر یکدم فرار کیا۔ اور اُسکے بہت سے اصحاب مارے گئے۔ قیروان کے بچوں
کے ہاتھ جو اُنکے سر آئے وہ دس ہزار تھے۔ مقام فتح پر بادشاہ نے ایک شہر آباد کر کے
اُسکا نام منصوریہ رکھا اور اُسکو اپنا جائے سکونت قرار دیا۔

ابو یزید مُنہ اُٹھائے چلا جاتا تھا کہ باغایہ کے قریب پہنچا۔ باشندوں نے شہر میں داخل
نہونے دیا۔ اُسنے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں بادشاہ مرام صقلی
کو مہدیہ میں چھوڑ کر ابو یزید کی طرف روانہ ہوئے۔ جب باغایہ کے قریب پہنچے تو
ابو یزید بھاگ گیا۔ بادشاہ نے تعاقب کیا جس قلعہ کا ابو یزید قصد کرتا اُس سے پہلے
وہاں جا پہنچتے۔ یہانتک کہ طبنہ پہنچکر قیام کیا۔ یہاں بادشاہ کے پاس محمد بن حزر
زناتی امیر مغراوہ نے جو ابو یزید کے طرفداروں سے تھا اور مغرب اوسط میں اُس سے
عہد موافقت کیے ہوئے تھا اپنے سفیر بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر امان طلب کی۔
بادشاہ نے امان دیکر حکم دیا کہ ابو یزید کی تلاش کرتا رہے۔

اب ابو یزید کی سُنو۔ وہ بھاگتا بھاگتا جبل بنی برزال میں پہنچا۔ یہاں کے لوگ بھی
اُسی کے مذہب کے نکاریہ خارجی تھے۔ بہت سے اُسکے پاس جمع ہو گئے۔ یہاں اُسے
خبر پہنچی کہ بادشاہ تعاقب کیے چلے آتے ہیں۔ ناچار دلمہ کی طرف آیا۔ اور پھر غمرت
کی طرف مڑا۔ بادشاہ وہیں پہنچے۔ جنگ ہوئی۔ ابو یزید شکست کھا کر جبل سالات
کی طرف بھاگا۔ بادشاہ بھی پیچھا دبائے چلے گئے۔ جنگل۔ بیابان۔ پہاڑ۔ وادی اور
دلدل کسی کی کچھ پروا نہ کی۔ یہانتک کہ ایسے ریگستانی علاقہ میں پہنچے کہ ایک چوپائے
کا چارہ ڈیڑھ دینار میں اور پانی کی ایک مشک ایک دینار میں ملتی تھی۔ راہبروں
نے بادشاہ کو خبر دی کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں کبھی کسی لشکر کا گزر نہیں ہوا۔ اس کے
آگے بلاد سودان کا ویرانہ ہے جس میں کوئی عمارت نہیں ہے۔ ابو یزید نے تلوار
سے مارے جانے کی نسبت بھوک پیاس سے مرجانے کو ترجیح دی ہے۔ پس بادشاہ
پلٹ کر بلاد صنہاجہ میں قریہ غمرت میں آ اُترے۔ یہاں زیری بن مناد صنہاجی

شرفیاب ملازمت ہوا۔ بادشاہ اس سے بڑی عزت و اکرام سے پیش آئے۔ یہیں محمد بن
خزر کا عریضہ پہنچا جس میں لکھا تھا کہ اس وقت ابو یزید علاقہ مغاذہ میں ہے۔ مگر بادشاہ
کو ایک مرض شدید کے سبب سے جو لاحق ہو گیا تھا زیادہ عرصہ تک غمرت میں قیام
کرنا پڑا۔ ابو یزید نے یہ موقع غنیمت سمجھکر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں بادشاہ
اچھے ہو گئے اور ۲۰ رجب ۳۳۵ھ کو ابو یزید کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ کی آمد
کی خبر سُنکر ابو یزید مسیلہ کا محاصرہ چھوڑ کر اس ارادہ سے مغاذہ کی طرف آیا کہ سوڈان
کو چلا جائے مگر اُسکے ہمراہیوں بنو کملان اور بنو ہوارہ نے منظور نہ کیا اور اُسے لیکر
جبال کتامہ و عجیسہ وغیرہ پر چڑھ گئے۔ اور وہاں متحصن ہو کر بہت سے آدمی جمع
کر لئے۔ بادشاہ وہیں پہنچے اور ۱۰ شعبان کو وہاں کے میدان میں جا اُترے۔
لڑائی ہوئی۔ ابو یزید اپنی چھاؤنی اور عیال و اطفال کو چھوڑ کر بھاگتا تھا کہ کسی سوار
نے اُسے نیزہ مار کر گرا دیا مگر اُسکے ساتھی حمایت کو دوڑے اور اُسکے بچا لیجانے
میں دس ہزار سے زیادہ مارے گئے مگر بچا لے گئے۔ یکم رمضان ۳۳۵ھ کو بادشاہ
اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ایسے موقع پر جا لیا کہ میدان جنگ نہایت تنگ
تھا۔ فریقین میں سے کوئی بھاگ نہ سکتا تھا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر
ابو یزید اور اُسکے ساتھی شکست کھا کر اپنا تمام مال و اسباب چھوڑ کر پہاڑ پر
چڑھ گئے اور وہاں سے پتھر مارنے لگے۔ بادشاہ کی فوج وہیں پہنچی اور دست بدست
لڑائی ہونے لگی بڑا کشت و خون ہوا اور کئی لڑائیوں کے بعد فتح کر لیا اور آگ
لگا دی۔ چونکہ ابو یزید اپنی کامیابی کے وقت ذرا بھی رحم سے کام نہیں لیتا تھا لہذا
جب اُسے شکست ہوئی تو اُسکے ساتھ بھی رحم نہیں کیا گیا۔ ہر طرف اُسکے اصحاب
قتل کئے گئے مگر اُسکے اہل و عیال کو جمع کر کے قصر میں رکھا گیا۔ جب رات کا اندھیرا
ہوا بادشاہ نے حکم دیا کہ قصر کی چار دیواری پر آگیں روشن کر دو تاکہ ابو یزید کا حال
معلوم ہوتا رہے۔ ایسا نہو کہ صبح ہوتے ہوتے وہ بھاگ جائے۔ صبح ہوئی۔ محرم کی

فوج مارتی ہوئی ابو یزید تک جا پہنچی جسے تین آدمی بوجہ زخمی ہونے کے اُٹھائے لیے
چلے جاتے تھے۔ وہ اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور شاہی آدمی اُسے اُٹھاکر بادشاہ کے
پاس لے آئے۔ دیکھتے ہی بادشاہ سجدۂ خالق میں گر پڑے مگر ابو یزید کو قتل نہ کرایا
وہ خود ہی اپنے زخموں سے جاں بر نہو سکا اور سلخ محرم ۳۳۶ھ کو مر گیا۔ اُسوقت
بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسکی کھال اُتار کر بھُس بھر دو اور ایک پنجرے میں بند
کر کے دو بندر چھُڑوادئے کہ اُس سے کھیلا کریں۔ اور تمام بلاد میں فتح کے بشارت نامے
روانہ کئے۔

صاحب حقائق الاخبار لکھتے ہیں کہ ابو یزید ملحد تھا خدا نے اُسکے شر سے اہل مغرب کو
نجات دیلادی۔ مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ ابو یزید اور اُسکے تابعین نے ایسے ایسے
خوفناک ظلم کئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اسکے بعد بادشاہ نے قیروان و مہدیہ کی طرف کوچ کیا۔

ملک مغرب کی بغاوت

ابو یزید کی بغاوت کے زمانہ میں مغرب کے عامل حمید بن یصلیتن نے بغاوت
کر کے منصور کی اطاعت چھوڑ دی اور اندلس کے بنی امیہ کا خطبہ پڑھدیا اور آخر
تاہرت کا محاصرہ کرلیا۔ بادشاہ ابو یزید کی مہم سے فارغ ہو کر صفر ۳۳۶ھ میں فوج
لیکر روانہ ہوئے۔ سوق حمزہ میں پہنچکر کچھ دنوں قیام کیا۔ زیری بن مناد ہر طرف
سے صنہاجہ کو جمع کر کے بادشاہ کے ساتھ ہوا۔ تاہرت پر پہنچے حمید کو مار بھگایا۔
اور یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کا اور زیری بن مناد کو صنہاجیوں اور اُن کے
علاقہ کا گورنر بنا کر قبیلۂ لواتہ سے لڑنے چلے۔ وہ بھاگ گئے۔ بادشاہ نے وادی متینا میں
قیام کیا۔ وہاں تین پہاڑ تھے ہر ایک پر ایک ایک قصر ہموار پتھر کا بنا ہوا تھا۔
ان میں سے ایک کی پیشانی پر ایک بڑے پتھر پر ایک کتبہ تھا۔ لکھا تھا کہ "میں
سلیمان السردغوس ہوں۔ یہاں کے باشندوں نے بادشاہ سے مخالفت کی تھی۔
بادشاہ نے مجھے اُنکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مجھے خدانے فتح دی۔ اس فتح کی یادگار میں

... کی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے زیری بن مناد کو خلعت دیکر قیروان کی طرف مراجعت کی اور جمادی ۳۳۶ھ میں منصوریہ میں داخل ہوئے۔

صقلیہ کے حالات

راشد بن سالم کے بعد ابو عطاف صقلیہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ ایک تو ابو عطاف کے عجز و ضعف کی وجہ سے دوسرے ابو یزید کے جھگڑے میں مبتلا ہونے کے سبب سے صقلیہ کی طرف بادشاہ کے توجہ نہ کر سکنے کے باعث رومی کفار نے مسلمانوں کو دبا لیا تھا اور وہ روپیہ دینا بند کر دیا تھا جس پر صلح قرار پائی تھی۔ ساتھ ہی صقلیہ کے مسلمانوں کے ایک زبردست خاندان نے جو بنی طیری کے نام سے مشہور تھا بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بنا کر ابو عطاف سے سرکشی کی تھی۔ اہل بلرم بھی اُن سے مل گئے تھے۔ یہانتک کہ یوم عید الفطر ۳۳۵ھ کو اُنھوں نے حملہ کر کے ابو عطاف کے چند پیادوں کو مار ڈالا اور ابو عطاف نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی۔ باغیوں نے اُسکے جھنڈوں اور نقاروں پر قبضہ کر لیا اور اپنے اپنے گھروں کو چلدیئے۔ ابو عطاف نے یہ سب کیفیت بادشاہ کو لکھ بھیجی اور مدد طلب کی۔ بادشاہ نے ابو الغنائم حسن بن علی بن ابو الحسن کلبی کو جو بادشاہ کے مقربین مخصوصین سے تھا اور ابو یزید کی جنگوں میں کارہائے نمایاں کر چکا تھا صقلیہ کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا۔

حسن نے ۳۳۶ھ[1] میں بمقام مازر پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی رات ہوئی تو ایک گروہ اہل افریقیہ اور کتامہ وغیرہ چھپکر حسن کے پاس آیا اور کہا کہ ہم ابن طیری اور اُسکے طرفداروں کے خوف سے دن کو حاضر نہو سکے تھے اور حسن کے تقرر کی خبر سُنکر علی بن طیری اور محمد بن عبدون وغیرہ پہلے ہی بادشاہ کے پاس افریقیہ روانہ ہو گئے تھے اور اپنے بیٹوں سے کہہ گئے تھے کہ حسن آئے تو اُسے شہر میں نہ گھسنے دینا اور اُسکے جہازوں کے قریب نہ جانا جبتک ہماری تحریر تمکو نہ پہنچے اور یہ نہ معلوم ہو جائے کہ بادشاہ ہم سے کس طرح پیش آتا ہے۔ انکا بادشاہ کے پاس جانے کا

[1] ابن خلدون اور مولوی ... نے اپنی تاریخ میں ... ۳۳۹ھ ... لکھا ہے

منشاء یہ تھا کہ بادشاہ سے کہکر حسن کے بدلے کسی اور کو صقلیہ کی گورنری پر مامور کرائیں۔

حسن کے مازر میں اُترنے کے کچھ دنوں بعد ابن الطبری کے اصحاب یہ دیکھنے آئے کہ حسن کے ساتھ کون کون اور کتنے آدمی ہیں۔ یہ دیکھکر کہ تھوڑے ہی آدمی ہیں اُنکے مُنہ میں پانی بھر آیا اور اُس سے چال کی چلے حسن بھی سمجھ گیا اُسنے بھی چال کی۔ جب وہ شہر کو جانے لگے تو حسن نے اُن سے وعدہ کرلیا کہ جب تک آپ لوگ واپس آئینگے میں لنگرگاہ کے قریب ہی قیام رکھونگا۔ کیونکہ اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ یہیں تشریف رکھیں شہر کے امراء و رؤسا استقبال کو آکر آپ کو اپنے ساتھ شہر میں لیجائیں گے اور دل میں یہ ارادہ کرلیا تھا کہ لوگوں کو جمع کر کے حسن پر آ پڑینگے تھوڑے سے آدمی ہیں انکا مار لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مگر حسن تو ابو یزید کی چالیں بھگتے ہوئے تھا وہ کب انکی راگ پٹی میں آنے والا تھا۔ وہ تو شہر کو روانہ ہوئے پیچھے سے حسن بھی چل کھڑا ہوا اور قبل اسکے کہ وہ اپنے آدمیوں کو جمع کرتے شہر میں جا داخل ہوا۔ اُس وقت جو لوگ خواہان عافیت تھے حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے حسن اُن سے اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ تمام ایسے لوگ جو ابن الطبری سے منحرف تھے حسن سے مل گئے اور اسمٰعیل بن طبری کو سوائے اسکے کچھ نہ بن آیا کہ خود بھی سلام کو حاضر ہوا حسن تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ گھر آکر یہ چال چلا کہ ایک مرد صقلی کو حکم دیا کہ حسن کے ایک غلام کی جو شجاعت میں نامی تھا ضیافت کرے اور جب وہ گھر میں داخل ہو تو غل مچادے کہ حسن کا غلام میری بیوی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔ اُس مرد نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ غلام گھر میں داخل ہوا تو مرد صقلی غل مچاتا فریاد کرتا بازار میں نکل آیا کہ یہ شخص میرے گھر میں گھس آیا اور میری موجودگی میں میری بیوی کو چھین لیا۔ اسپر شہر والے جمع ہوگئے۔ ابن طبری نے اس آگ کو اور بھی بھڑکایا اور یہ کہکر لوگوں کو ڈرایا کہ دیکھو یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں یہ میں اُنکی حرکتیں۔ اور ابھی گمان ہے کہ حسن اپنے غلام کو سزا نہیں دیگا تو

لوگ اس سے برگشتہ ہو جائیں گے ہمیں ور علانیہ حسن کے پاس جا کر فریاد کریں پس
شہر کے لوگ اس مدعی کو لیکر حسن کے پاس آئے۔ حسن نے اُسے اپنے پاس بٹھلایا۔
کُل حال سُنا اور پھر خدا کی قسم دیکر پوچھا کہ آیا تو یہ سب سچ کہہ رہا ہے؟ اُس نے
قسم کھالی۔ حسن نے اُس غلام کو قتل کرادیا۔ اُس کے قتل ہو جانے سے اہل شہر
بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہمیں اطمینان ہوا کہ ہمارا شہر آباد ہوگا اور ہمیں
عدل و انصاف کے احکام جاری ہونگے۔ اس طرح ابن الطیبری کی چال اُلٹی
پڑی۔ پھر بھی حسن ڈرتا ڈرتا بسر کرتا تھا۔ کچھ دنوں بعد بادشاہ نے حسن کو لکھا کہ
میں نے علی بن طیبری۔ محمد بن عبدون اور محمد بن جنا اور اُن کے ہمراہیوں کو گرفتار
کرلیا ہے تم اسمٰعیل بن طیبری۔ رجا بن جنا اور محمد اور اُن کے طرفداروں کو گرفتار
کرلو۔ چونکہ اُنکو یکلخت اور علانیہ گرفتار کرلینا آسان کام نہ تھا اس سبب سے حسن نے
ایک دن ابن الطیبری کو کہلا بھیجا کہ تم نے ہم کو اپنے باغ کی سیر کرانے کا وعدہ کیا تھا۔
آؤ ہمیں لیچلو۔ اور ساتھ ہی ابن الطیبری کی طرف سے اُسکے طرفدار امیروں کو کہلا بھیجا
کہ تم لوگ حاضر ہو جاؤ کہ امیر کو باغ کی سیر کرانے لیچلیں۔ جب یہ لوگ حاضر ہوگئے
تو حسن نے اُن کو اتنا باتوں میں لگایا کہ رات ہوگئی۔ اُس وقت حسن نے کہا
اب تو رات ہوگئی چلو یہ لوگ ہمارے مہمان رہیں گے اور اُن لوگوں کی طرف سے
اُنکے ہمراہیوں کو جو باہر انتظار کر رہے تھے کہلا بھیجا کہ آج رات ہم امیر کی دعوت
میں ہیں کل گھر آئینگے۔ پس وہ لوگ چلے گئے۔ اب حسن نے اُن سرداروں کو گرفتار
کرلیا اور اُن کا سب مال چھین لیا۔ لوگوں نے حسن کی حکومت پر اتفاق کرلیا۔ اُسکی
جمعیت بہت بڑھ گئی۔ اور لوگوں کے دل قوی ہوگئے۔ رومیوں کے صقلیہ کے
سردار سروغوص نے یہ حال دیکھکر مارے خوف کے ۳ سال کا نہ دیا ہوا جزیہ داخل
کردیا۔ مگر روم کے بادشاہ نے سمندر کی راہ سے ایک بطریق کو بہت سی فوج دیکر
صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ شہر اورنت میں (جو اٹلی کے جنوب میں ہے) اُترا
سروغوص نے بھی اپنی فوج اس فوج کے ساتھ ملادی۔ حسن نے ملوشلہ کو اس ...

کی اطلاع دی۔ بادشاہ نے اپنے خادم قرح کے ماتحت ایک بیڑا جہازوں کا روانہ کردیا جس میں علاوہ بحریوں کے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادے تھے حسن اس فوج کے ساتھ اپنی جمعیت کثیر کو ملاکر خشکی تری دونوں طرف سے مسینی پہنچا اور ریو پر (جو اٹلی کے جنوب میں ہے) حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اور خود جراجہ (اور بروایت ابن خلدون (براجہ) پر جا اُترا۔ اور اُسکا محاصرہ کرکے ملک قلوریہ (جنوبی اٹلی) میں جابجا فوجی دستے روانہ کردئے۔ جراجہ کے محاصرہ میں اتنی سختی کی کہ باشندے پیاس کی شدت سے قریب بہلاکت پہنچ گئے۔ شہر فتح ہونے ہی کو تھا کہ اتنے میں حسن کو خبر پہنچی کہ رومی چڑھائی کئے چلے آتے ہیں۔ پس کچھ مال لیکر اہل جراجہ سے صلح کرلی اور رومیوں سے لڑنے چلا مگر رومی بغیر لڑے شہر بارہ کی طرف بھاگ گئے اور حسن نے قلعۂ قسانہ پر پڑاؤ ڈالدیا۔ اور فوجی دستے ارض قلوریہ میں لوٹ مار کرنے کے لئے پھیلادئے۔ قسانہ کے باشندوں نے ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد کچھ مال دیکر صلح کرلی۔ اب جاڑا آگیا اور حسن نے مسینی کی طرف مراجعت کی اور اس بیڑے نے جاڑا یہیں گزارا۔ پھر بادشاہ کا حکم پہنچا کہ قلوریہ پر دھاوا کرو۔ پس حسن آبنائے کو عبور کرکے جراجہ کی طرف جا اُترا یوم عرفہ سنہ ۳۴۰ھ کو مسلمانوں کا سردغوس اور رومی بیڑے کی فوج سے مقابلہ ہوا سخت لڑائی کے بعد رومیوں نے شکست کھائی۔ رات تک مسلمان اُنکے سر پر سوار رہے اور خوب قتل کیا۔ اُنکا تمام مال واسباب ہتھیار اور چوپائے لوٹ لئے۔ اُنکے سر صقلیہ اور افریقیہ کے شہروں میں تشہیر کئے گئے۔ اب سنہ ۳۴۱ھ شروع ہوگیا حسن نے شہر جراجہ کا محاصرہ کرلیا اور ایک دستہ فوج بھیجکر شہر بطر قوقہ کو لوٹ لیا۔ اسپر قسطنطین بادشاہ روم نے کچھ مدت کے لئے صلح کی درخواست کی حسن نے صلح کرکے ریو کی طرف مراجعت کی۔ اور شہر کے وسط میں بہت بڑی مسجد تعمیر کی۔ اُسکے ایک رکن میں ماذنہ بنایا رومیوں سے شرط کرلی تھی کہ اُسکی تعمیر اور اُس میں نماز پڑھنے اور اذان دینے سے مسلمانوں کو نہ روکیں۔ مسجد میں کوئی نصرانی داخل نہو اور جو مسلمان قیدی اُس میں داخل ہوجائے خواہ وہ اسلام پر قائم ہو خواہ

مرتد ہو گیا ہو وہ امان میں رہے اور اگر وہ اس مسجد کا ایک پتھر بھی نکالینگے تو اُن کے صقلیہ اور افریقیہ کے تمام گرجا مسمار کر دیے جائینگے۔ رومیوں نے جبراً قہراً ان شرطوں کو منظور کر لیا تھا۔ اس کے بعد حسن برابر صقلیہ کا گورنر رہا۔ یہانتک کہ شوال سنہ ۳۴۱ھ میں بادشاہ منصور کا انتقال ہو گیا اور معز لدین اللہ بادشاہ ہوئے۔ اس وقت حسن اپنے بیٹے احمد کو صقلیہ کی گورنری پر چھوڑ کر معز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعد میں فرج نے بھی مال غنیمت لیکر سنہ ۳۴۲ھ میں مہدیہ کی طرف مراجعت کی۔

منصور باللہ کی وفات

رجب سنہ ۳۴۱ھ میں بادشاہ سفاقس تونس اور پھر قابس کو گئے اور اہل جزیرہ جربہ کی طرف جو منحرف ہو گئے تھے پیغام اطاعت بھیجا تھا۔ اُنہوں نے اطاعت قبول کی۔ منصور اُنکے سفیروں کو ساتھ لیے ہوئے منصوریہ واپس آئے۔ اس سفر میں اُن کا ایک مہینہ گزر گیا۔ یہاں آکر اپنے صاحبزادہ ابو تمیم معد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اب ماہ رمضان آگیا۔ شہر جلولا کی طرف سیر کو گئے جہاں پھل بہت ہوتے ہیں اور ترنج ایسا بڑا کہ ایک اونٹ چار ترنج سے زیادہ نہیں اُٹھا سکتا۔ کچھ ترنج لیکر قصر منصوریہ کو واپس آئے۔ اُنکی ایک حرم تھی جسے بہت چاہتے تھے وہ ترنجوں کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور بادشاہ سے فرمائش کی کہ میں یہ ترنج درخت میں لگے ہوئے دیکھنے چاہتی ہوں۔ منصور اُس حرم کو اور خواصوں کو ساتھ لیکر پھر جلولا آئے اور چند دن وہاں رہکر منصوریہ کو واپس ہوئے۔ راستہ میں سخت ہوا چلی۔ مینہ برسا اور برف کثرت سے پڑی۔ سردی اور برف سے تمام راستہ تکلیف اُٹھاتے آئے۔ ساتھیوں میں سے بہت سے سردی کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔ خود منصور کو مرض شدید لاحق ہو گیا۔ منصوریہ پہنچکر حمام میں داخل ہونا چاہا اُنکو طبیب اسحٰق بن سلیمان اسرائیلی نے منع کیا مگر بادشاہ نہ مانے اور حمام میں داخل ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حرارت غریزی فنا ہو گئی اور برابر جاگتے رہنے کا مرض پیدا ہو گیا۔ اسحٰق نے علاج کیا مگر جاگنے کا مرض بدستور قائم رہا۔ بادشاہ نے تنگ آکر اپنے مصاحبوں سے کہا

ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نوجوان حکیم ابراہیم نامی ہے جس کا مطب حال ہی میں مشہور ہوا ہے۔ پس ابراہیم کو بلایا گیا اُس نے خواب آور دوائیں دیں اور کہا کہ انہیں شیشہ میں ڈالکر آگ پر رکھیں اور حضور انکی بو سونگھیں۔ ایسا ہی کیا گیا۔ بادشاہ سو گئے (مگر ایسے سوئے کہ پھر نہ اُٹھے) ابراہیم خوش خوش باہر آیا اور بادشاہ سوتے رہے۔ اسکے بعد اسحٰق حضور کو دیکھنے آیا معلوم ہوا کہ خواب راحت میں ہیں۔ اسحاق نے کہا کہ اگر خواب آور دوا کا استعمال کیا گیا ہے تو حضور نے انتقال کیا۔ پاس جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں حضور انتقال کر گئے ہیں۔ یہ سلخ شوال کا واقعہ ہے۔ اپنے قصر مہدیہ میں دفن کئے گئے۔

لوگوں نے ابراہیم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اسحاق نے کہا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے جو حکیموں نے لکھا ہے وہی علاج اُس نے کیا ہے۔ ہاں اُسنے جہالت البتہ کی۔ کہ اصل مرض کو نہ جانا اور نہ تم نے اُسے جتایا۔ بات یہ ہے کہ میں بادشاہ کے معالجہ میں حرارت غریزی کی تقویت پر نظر رکھتا تھا جس سے نیند آتی ہے۔ اور جب ایسی چیزوں کا استعمال کیا گیا جو حرارت غریزی کو بجھاتی ہیں تو میں نے جان لیا کہ بادشاہ نے ضرور انتقال کیا۔

(۴) ابو تمیم معد المعز لدین اللہ

مختصر حالات بنی فاطمہ کے مخالف مورخین نے بھی اس بادشاہ کو دانا۔ مستعد۔ شجاع۔ بہادر۔ سخی۔ منصف۔ فاضل کامل۔ کریم الاخلاق۔ سائنس و فلسفہ میں ماہر اور علوم و فنون کا بڑا مربی۔ صاحب رائے امور ملک و قوانین ملت سے خوب آگاہ لکھا ہے۔ علم نجوم و ہیئت کا بہت شوق تھا ان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ علم کی قدر دانی کے لحاظ سے بعض مورخین نے انکو مغرب کا مامون لکھا ہے۔ انکے عہد حکومت میں شمالی افریقہ نے کمال ہی اعلٰے درجہ کی ترقی و تہذیب اور خوشحالی حاصل کی۔ لوگ خوشحال و فراغبالی سے بسر کرتے تھے۔ انہوں نے ملک کے اندرونی فساد اور ہنگامے سختی اور مستعدی سے فرو کئے۔ انتظام اعلےٰ اصول کی بنیاد پر قائم کیا تمام محکموں کے واسطے قواعد و ضوابط مرتب کئے۔ صوبوں کی ضلعوں پر تقسیم کر کے ہر ضلع پر ایک

کو بہت کچھ فروغ دیا۔ ابن خلدون کہتا ہے "چونکہ نرم مزاج اور رحمدل تھا اور خدا نے ایک عجیب وغریب شعور ولیاقت اُسے عطا کی تھی۔ وہ سردار بھی جو اُسکے آباؤ اجداد کے خون کے پیاسے تھے اگرچہ اُس سے دلی محبت نہ کرتے ہوں تاہم اُسکے دوست ضرور بنگئے وہ اُن سے بکمال خلق ومہربانی سے پیش آتا تھا اور اس طرح اُسنے اُنکو دشمن سے اپنا حامی و مددگار بنالیا"۔ ان کے والد ان کو اپنی حیات میں اپنا ولیعہد بنا گئے تھے۔ اور انکی وفات کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد سلطنت کے مشہور واقعات یہ ہیں

(۱) جبل اوراس اور باغایہ کی بغاوتوں کو فرو کیا (۲) اندلس کے اموی خلیفہ ناصر لدین اللہ نے ایک ایسا بڑا تجارتی جہاز بنوایا تھا کہ اُس وقت تک دنیا کی کسی سلطنت نے ایسا بڑا جہاز تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے ۳۴۴ھ میں اس جہاز کو بحر روم کے ساحلی شہروں پر تجارت کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ اسے راستہ میں صقلیہ کا ایک جہاز مل گیا جس پر گورنر صقلیہ کا قاصد کچھ خاص خطوط لیکر معز لدین اللہ کی خدمت میں جارہا تھا۔ اندلسی جہاز نے اس جہاز کو لوٹ لیا معز کے نام کے خط اور تمام مال واسباب لیکر چلتا بنا۔ معز کو یہ خبر پہنچی تو ایک زبردست بیڑا تیار کرکے حسن بن علی حاکم صقلیہ کی سرکردگی میں اندلس پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کردیا۔ اس بیڑے نے مریہ کی بندرگاہ میں گھس کر تمام جہازوں کو جو وہاں تھے پھونک دیا اور اُس بڑے جہاز کو جس نے لوٹا تھا اور سکندریہ ہوکر بہت کچھ مال واسباب لیکر واپس آگیا تھا گرفتار کرلیا اور خشکی میں اُتر کر قتل وغارت کا بازار گرم کردیا اور بہت کچھ مال غنیمت لیکر مراجعت کی۔ اسکے جواب میں ۳۴۵ھ میں ناصر اموی نے اپنے امیر البحر غالب کے ماتحت ۷۰ جہازوں کا بیڑا روانہ کیا۔ جو افریقیہ کی بعض بندرگاہوں میں لوٹ مار کرکے واپس چلا گیا۔ مگر اسکے بعد یہ اموی اور علوی بادشاہ[۵] آپس میں لڑکر اپنی قوت کو ضائع کرتے رہے یہ دونوں بادشاہ ایسے زبردست تھے کہ اگر ان میں اتحاد ہوتا تو یورپ کا فتح کرلینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔

(۳) ۳۴۵ھ میں مغرب الاوسط کے گورنر یعلی بن محمد یفرنی نے معز سے بغاوت کرکے

۵؎ طلیعہ وہ پیشہ ور فوج جو لڑائی کے وقت فوج کا کام دیں ۱۲

[illegible]

خطبہ جاری کر دیا۔ اس پر فاطمی خلیفہ نے اپنے وزیر اور کمانڈر انچیف ابو الحسن جوہر بن عبداللہ صقلی کو ان علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ جوہر نے مغرب الاوسط میں پہنچکر یحیٰی باغی کو قتل کر ڈالا اور ۳۴۷ھ میں ساحل بحر اوقیانوس تک تمام مغرب الاقصےٰ کو فتح کرکے تمام علاقوں سے عمال بنی امیہ کو نکالدیا۔ اس طرح ۳۴۸ھ کے ختم ہوتے ہوتے حدود مصر سے ساحل بحر اوقیانوس تک پھر تمام ممالک پر خلفائے بنی فاطمہ کا قبضہ ہو گیا۔

(۴) حکم بن ہشام بادشاہ اندلس نے اپنی بعض رعایا سے ناخوش ہوکر جلاوطن کر دیا تھا ان لوگوں نے ۲۱۲ھ میں اپنے سردار ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی کی سرکردگی میں جزیرہ قریطش رومیوں سے چھین لیا اور ابو حفص کی اولاد ۳۵۰ھ تک یہاں حکومت کرتی رہی۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۳۵۱ھ میں رومیوں نے ایک بھاری فوج قریطش فتح کرنے کے واسطے روانہ کی۔ مسلمانان قریطش نے معز سے مدد مانگی۔ معز نے مدد بھیجی۔ رومیوں سے لڑائی ہوئی مسلمانوں نے فتح پائی اور بہت سے رومی گرفتار کر لئے۔ مگر اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد رومیوں نے جزیرہ قریطش پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اسکی کسر مسلمانوں نے اس طرح نکال لی کہ ۳۵۱ھ سے ۳۵۴ھ تک صقلیہ کے جو قلعے اب تک رومیوں کے قبضے میں تھے وہ بھی اُن سے چھین لئے اور رومیوں کی سلطنت اس جزیرے سے بالکل ہی نیست و نابود کر دی۔ حسن بن علی کلبی کا خاندان خلفائے بنی فاطمہ کی سرپرستی میں سو برس سے زیادہ حکومت کرتا رہا۔ صقلیہ کو جو عروج ان کلبی امیروں کے عہد میں ہوا ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہر طرف مسجدیں۔ کالج اور مدرسے بنائے گئے۔ علوم و فنون کو فروغ دیا گیا۔ لوگ خوشحال اور نہال رہے۔ ہر طرف چہل پہل ہی نظر آتی تھی۔ پلیرم کا طبی دار العلوم بغداد اور قرطبہ کے دار العلوموں کی ہمسری کرتا تھا۔ جنوبی اٹلی میں سلرنو کا مدرسہ بھی بہت مشہور تھا۔

(۵) ۳۵۹ھ میں پوپ یوحنا دہم نے اٹلی کی فوج جمع کرکے اور بادشاہ قسطنطنیہ سے مدد منگاکر جنوبی اٹلی سے مسلمانوں کو نکالدینے کی غرض سے چڑھائی کی مگر اسکی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ (۶) ۳۵۷ھ میں کافور اخشیدی کی وفات کے بعد ارکین سلطنت نے ایک گیارہ برس

کے لڑکے کو بادشاہ بنا دیا اور خود ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ ابھی لوگ قحط و وبا کی مصیبتیں
جھیل چکے تھے ابھی یہ آفت آئی۔ برداشت نہ کر سکے آخر اُنکے معزز اور مقتدر لوگوں نے
معز کو لکھا کہ حضور تشریف لا کر ہمیں ان آفتوں سے نجات دیکر امن وانتظام قائم کر دیں
ہم مصر حضور کے حوالہ کر دینگے۔ بادشاہ نے اس درخواست کو منظور کیا اور ابو الحسن جوہر
کو ایک لاکھ سے زیادہ سوار اور ۱۲ سو سے زیادہ مال کے صندوق دیکر مصر کی طرف روانہ
کر دیا۔ جوہر امن وامان کے ساتھ ملک مصر میں داخل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ مقام جیزہ پر
نو عمر آخشیدی بادشاہ کی فوج اور طرفداروں نے روکا اور مقابلہ کیا مگر وہ ۱۱ر شعبان
سنہ ۳۵۸ھ کو شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ آخشیدی بادشاہ پکڑا گیا اور جوہر دار السلطنت
میں داخل ہو گیا اور مصر قدیم سے لگا ہوا ایک دوسرا شہر قاہرہ آباد کر کے دار الحکومت
بنایا۔ مصر سے عباسیوں کا سکہ خطبہ موقوف کر کے معز لدین اللہ کے نام کا سکہ خطبہ جاری
کیا۔ اذان میں جملہ حی علیٰ خیر العمل داخل کرایا۔ نماز میں بسم اللہ بآواز بلند اور نماز جمعہ
میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کی تلاوت ہونے لگی اور خطبہ کے بعد اللّٰھم صل علیٰ
محمد المصطفیٰ وعلیٰ علی المرتضیٰ وعلیٰ فاطمة البتول وعلی الحسن والحسین سبطی
الرسول الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا وصل علی الائمة الطاھرین
آباء امیر المؤمنین پڑھا جانے لگا اور اہلبیت کے فضائل بیان ہونے لگے۔ اسکے بعد جوہر
نے جامع ازہر تعمیر کی جو اسوقت اہل اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ (۷) سنہ ۳۶۲ھ
میں بادشاہ یوسف بلکین بن زیری کو افریقیہ اور تمام ممالک مغرب میں اپنا نائب بنا کر مصر کی
طرف روانہ ہوئے اور ۵ر رمضان کو قاہرہ میں داخل ہوئے۔ اور سنہ ۳۶۴ھ میں عید غدیر
بڑی شان وشوکت سے منائی۔ مصر میں عید غدیر منائے جانے کا یہ پہلا موقع تھا۔ (۸)
مصر فتح کر کے جوہر نے محرم سنہ ۳۵۹ھ میں دمشق دار الحکومت شام کو فتح کر کے شام سے عباسیوں
کا خطبہ منقطع کر کے فاطمی بادشاہ کا خطبہ جاری کر دیا اور پھر شام کے اور بھی علاقے فتح
کر لیے (۹) سنہ ۳۶۰ھ سے سنہ ۳۶۳ھ تک احساء کے قرمطی شام کے مختلف شہروں میں

میں آگئے تھے۔ بادشاہ نے اُنکے مقابلہ پر فوج بھیجی۔ قرمطیوں نے شکست کھائی اور بہت سے قتل کردئے گئے اور ناچار اُنہوں نے اپنے ملک احسار کی طرف مراجعت کی شعبان سنہ ۳۶۴ھ میں ایک ترک سردار اپتگین تمام دمشق پر قابض ہوگیا جس نے پھر عباسیوں کا خطبہ پڑھدیا بادشاہ اُسکی سرکوبی کو روانہ ہوئے مگر بمقام بلبیس پہنچکر انتقال کرگئے (۱۰) سنہ ۳۶۳ھ میں مکہ اور مدینہ دونوں میں معز کے نام کا خطبہ مستقل طور پر جاری ہوگیا (۱۱) معز کے مصر روانہ ہونے کے بعد مغرب اوسط کے بعض علاقوں میں بغاوتیں ہوئیں مگر بادشاہ کے نائب یوسف بلکین نے بہت جلد اُن کو فرو کردیا۔

۱۵ ربیع الآخر سنہ ۳۶۵ھ کو ساڑھے پینتالیس سال کی عمر میں اس نیک سیرت بادشاہ نے بمقام بلبیس انتقال کیا۔ صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ معز نے ایسی عدالت اور سخاوت کے ساتھ سلطنت کی کہ اس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتا۔ ۱۵ ہزار اونٹ اور دس ہزار خچر زر سے لدے ہوئے افریقیہ سے قاہرہ لیکر آئے تھے۔ خزانچی کو حکم دے رکھا تھا کہ ہر روز چند صندوق پُر زر دربار میں لاکر رکھے۔ محتاجوں کو اجازت تھی کہ اُن میں سے ایک ایک مٹھی بھر کر لیجائیں۔ صندوق تو اب تک موجود ہیں مگر وہ بخشش اور کرم اب کہاں! مقریزی لکھتا ہے کہ معز کا خطبہ تمام ممالک مغرب۔ مصر۔ شام۔ حجاز اور بعض اعمال عراق میں پڑھا گیا۔ ابو الفرج یعقوب بن یوسف بن کلس اس کا وزیر باتدبیر تھا۔ ابو حنیفہ نعمان بن محمد بن منصور قیروانی جو عالم جلیل القدر تھے قاضی القضاۃ تھے۔ اب ہم معز لدین اللہ کے عہد حکومت کے واقعات کسی قدر تشریح سے بیان کرتے ہیں۔

ملک مغرب کے سرکشوں کا مطیع ہوجانا

بادشاہ سنہ ۳۴۲ھ میں جبل اوراس کی طرف روانہ ہوئے (جو اُن منافقوں کا ملجا رہتا جو بادشاہوں سے نفاق کرتے تھے) اور وہاں اپنی فوج کو پھیلادیا ہوارہ میں سے دو قبیلوں بنی کملان اور ملیلہ نے جنہوں نے پہلے بادشاہوں کی اطاعت نہ کی تھی بشرط امان اطاعت قبول کی۔ بادشاہ نے امان دی اور اُنکے ساتھ کمال احسان

احسان کیا اور آپ [illegible]

باغایہ کو مطیع و منقاد کرنے کی غرض سے چھوڑ کر قیروان کی طرف مراجعت کی۔ قیصر نے فوج لیکر اس تمام علاقہ میں دورہ کیا۔ لوگوں سے اچھا سلوک کیا اور جو بربری متفرق تھے اُن کو جمع کرکے قیروان لے آیا۔ بادشاہ اُن سے اچھی طرح پیش آئے اور اُنکو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ بعد محمد بن خزر امیر مغراوہ بطور وفد کے آیا۔ بادشاہ اُس سے بڑی آؤ تواضع سے پیش آئے اور اُسے قیروان میں اپنے پاس رکھا۔ یہانتک کہ وہ ۳۴۸ھ میں مر گیا۔ ۳۴۹ھ میں زیری بن مناد امیر صنہاجہ کو بادشاہ نے اپنے پاس طلب کیا۔ وہ شہر اشیر سے حاضر خدمت ہوا۔ اُسے خلعت گرانمایہ اور انعام و اکرام دیکر اُسکی حکومت پر واپس بھیجدیا۔

اندلس کے بنی امیہ سے لڑائی

معز علوی اور ناصر اموی بادشاہ اندلس کے درمیان بہت سی بحری اور بری پر زور لڑائیاں ہوئیں جنکی وجہ سے فتح مصر میں تاخیر ہوگئی۔ ان لڑائیوں کا سبب یہ ہوا کہ اندلس کے بادشاہ ناصر لدین اللہ اموی کو جہازوں کی تیاری اور ممالک دور و دراز کی خبریں معلوم کرنے کا بیحد شوق تھا۔ اسی کے ساتھ وہ اندلس کی دستکاریوں کو دنیا کے بازاروں میں رواج دینا چاہتا تھا اس غرض سے اُس نے ۳۴۴ھ میں ایک اتنا بڑا جہاز بنوایا کہ پہلے کبھی نہیں بنا تھا اور اس وقت کی اسلامی اور غیر اسلامی کسی حکومت کے پاس اتنا بڑا اور عمدہ ساخت کا جہاز نہ تھا۔ اس جہاز کو عمدہ سامانوں اور مال تجارت سے بھر کر بحیرۂ روم کی تمام ساحلی بندرگاہوں کی طرف روانہ کیا تاکہ ہر جگہ سے تجارتی سامان کا مبادلہ کرے اور اپنے نمونے وہاں دیکر اُن مقامات کے نمونے خود لے آئے۔ اتفاق سے اس جہاز کو راستہ میں جزیرہ صقلیہ کا ایک جہاز مل گیا جسمیں حاکم جزیرہ کا قاصد کچھ خاص خطوط لیکر معز علوی کی خدمت میں جا رہا تھا۔ اندلسی جہاز نے اس جہاز کو لوٹ لیا۔ معز کے نام کے خط اور تمام سامان ضبط کر کے چلدیا۔ معز کو یہ خبر پہنچی تو ایک زبردست بیڑا تیار کر کے

کی لشکرگاہ میں گھس گیا جتنے اندلسی جہاز وہاں تھے سب کو پھونکدیا۔ اور اُس بڑے بحمیل جہاز کو گرفتار کرلیا۔ یہ جہاز ابھی اسکندریہ سے بہت کچھ مال ومتاع لادکر واپس آیا تھا اُس میں اعلےٰ درجہ کی گانے والی کنیزیں بھی لائی گئی تھیں۔ پھر اس بیڑے کی کچھ فوج نے خشکی میں اُتر کر قتل وغارت کا بازار گرم کردیا اور بہت سامان غنیمت لیکر صحیح وسالم مہدیہ کی طرف مراجعت کی۔ ناصر اموی کو یہ خبر ہوئی تو ایک بیڑا امیر البحر غالب کی ماتحتی میں ساحل افریقیہ کی طرف روانہ کردیا مگر یہ بیڑا افریقیہ کی بحری سپاہ کو ہوشیار پاکر کچھ نہ کرسکا اس لیے سنہ ۳۴۵ھ میں اسی غالب کے ماتحت ناصر اموی نے ایک اور بیڑا ۷۰ جہازوں کا ارسال کیا۔ اس بیڑے نے افریقی بندرگاہ خزر کو آگ لگاکر سخت نقصان پہنچایا اور سوسہ اور نواحی طبرنہ میں لوٹ مار مچاکر واپس چلا گیا۔ اس وقت سے یہ دونوں مسلمان بادشاہ بجائے اسکے کہ اپنی فوج ملاکر یورپ کو فتح کرتے ایک دوسرے سے لڑنے میں اپنی طاقت کو ضایع کرنے لگے۔

اندلس کے جہازوں کی خوبی اور چستی کو دیکھکر معز نے بھی اپنے جہازوں میں ترمیم واصلاح کرکے انہیں عمدہ بنالیا۔ اور اب وہ بحیرۂ روم میں نہایت اچھی طرح بحری شوکت قائم کرنے کے قابل ہوگئے۔

اس وقت تک بادشاہ کی حکومت ایفکان سے جو تین منزل تاہرت سے پرے ہے اُس زمانہ تک جو مصر کے متصل ہے وسیع ہوگئی تھی۔

ایفکان اور تاہرت پر یعلی بن محمد۔ اشیر اور اُسکے متعلقات پر زیری بن مناد مسیلہ اور اُسکے مضافات پر جعفر بن علی الاندلسی۔ باغایہ اور اُسکے متعلقات پر قیصر الصقلی۔ فاس پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی اور صقلیہ پر احمد بن حسن کلبی بادشاہ کی طرف سے حکومت کررہے تھے۔ سلجماسہ پر محمد بن واسول مکناسی نے بادشاہی ٹھاٹھ جما رکھا تھا۔ اور مغرب الاقصےٰ اور مغرب الاوسط کے بہت سے حصّوں میں اندلس کے امویوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

مغرب اوسط اور مغرب اقصےٰ کی فتوحات

۳۴۷ھ میں خبر

اور مغرب اقصےٰ میں ناصر اموی کا پورا پورا تسلط ہو گیا ہے۔ وہاں کے حاکموں نے اموی کے نام کا خطبہ جاری کر دیا ہے۔ لہذا بادشاہ نے اپنے وزیر اور قائد القواد (جنرل انچیف) ابو الحسن جوہر بن عبداللہ صقلی کو جو کاتب الرومی کے نام سے مشہور ہے ان مغربی علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ جعفر بن علی صاحب مسیلہ اور زیری بن مناد صاحب اشیر بھی جوہر کے ساتھ ہو لئے۔ جمادی الآخر ۳۴۷ھ میں جوہر نے یعلی کو قتل کر کے اس کے بیٹے یدو کو گرفتار کر لیا پھر فاس پر چڑھائی کی۔ یہاں کے حاکم احمد بن بکر جذامی نے شہر کے دروازے بند کر لئے ایک مدت جوہر شہر کے باہر لڑتا رہا مگر شہر فتح نہ ہوا۔ اسی اثناء میں علاقہ سوس اقصےٰ کے امراء فاطمیہ (ادریسیوں) نے ہدیے جوہر کے پاس بھیجے اور جوہر کو سجلماسہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جوہر سجلماسہ پر چڑھ گیا اور فتح کر کے وہاں کے حاکم شاکر للہ محمد بن فتح کو جس نے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا ہوا اور اپنا سکہ و خطبہ جاری کر دیا تھا اور جسے حکومت کرتے ہوئے ۱۶ سال ہو گئے تھے اور جو مکناسہ کے قبیلہ بنی واسول سے تھا گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بنی عم میں سے ابن المعتز کو اس کی جگہ سجلماسہ کا گورنر بنا دیا۔ اس کے بعد جوہر نے پلٹ کر پھر فاس کا محاصرہ کر لیا اور ماہ رمضان ۳۴۸ھ میں ایک رات کو زیری بن مناد فصیل توڑ کر شہر کے اندر گھس گیا اور احمد بن بکر کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد جوہر نے اپنی طرف سے فاس کا ایک گورنر مقرر کیا اور ملک مغرب کا دورہ کر کے تمام علاقوں سے عمال بنی امیہ کو نکال دیا اور فتح کرتا ہوا ساحل بحر اوقیانوس اور جزائر خالدات تک جا پہنچا۔ اور انہی سمندر کی طرح طرح کی خوبصورت مچھلیاں پانی کے اٹھائی حوضوں میں ڈالکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیں۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ میں بحر اوقیانوس تک کے سکان پر قبضہ کر لیا ہے کہ جس کے آگے آبادی نہیں ہے۔

غرض جوہر مغرب اوسط اور مغرب اقصےٰ کے تمام علاقوں کو دوبارہ علوی سلطنت میں شامل کر کے فتح و ظفر کے پرچم اڑاتا ہوا قیروان کو پھرا اور تاہرت کا علاقہ زیری بن مناد کی حکومت

کرنے کی خوشی منانے پہلے ہی سے ہجوم کئے استقبال کو آکھڑے ہوئے تھے۔

اس طرح ۳۴۸ھ کے ختم ہوتے ہوتے جوہر کی کوششوں سے حدود مصر سے ساحل بحر ظلمات تک پھر تمام ممالک پر فاطمی بادشاہ کا تسلط ہو گیا اور سوائے سبتہ کے جو اب بھی اندلس کے بنی امیہ کے قبضہ میں رہا کوئی شہر ایسا باقی نہ رہا جہاں خلیفہ معز کا خطبہ پڑھا جاتا ہو۔

۳۴۹ھ میں بادشاہ نے اپنے آزاد کردہ صقلی غلاموں قیصر اور مظفر کو جنہوں نے اس قدر اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ سلطنت پر حاوی ہو گئے تھے پکڑ کر قتل کرا دیا۔

۳۵۸ھ میں ابو خزر زناتی نے بربریوں اور نکاریہ کی ایک بڑی جمعیت اکٹھی کر کے علاقہ باغایہ میں خروج کیا۔ مگر یہ باغانہ کے قریب باغایہ کے گورنر سے جنگ کر رہا تھا کہ اتنے میں بادشاہ خود جا پہنچے۔ بادشاہ کی آمد کی خبر سنکر وہ مع اپنی جمعیت کے فرار کر گیا۔ اور ایک دشوار گزار مقام میں پناہ گزیں ہو گیا۔ بادشاہ نے زیری بن مناد کو اسکی تلاش کا حکم دیکر منصوریہ کی طرف مراجعت کی۔ زیری نے ابو خزر کو بہت دور تک تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ لگا مگر ربیع الآخر ۳۵۹ھ میں ابو خزر خود ہی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اسکی جاں بخشی کی اور اسکا بھاری وظیفہ مقرر کر دیا۔

۳۶۰ھ میں ایک شخص محمد بن حسین بن خزر زناتی نے زناتہ اور بربر کے بہت سے لوگوں کو ملا کر افریقیہ میں بادشاہ پر خروج کیا۔ یہ شخص بڑا جبار۔ متکبر اور ظالم تھا۔ شراب پیتا تھا۔ ایک دن یوسف بلکین بن زیری اسکے مارنے کے ارادہ سے بیخبری میں اسکی مجلس شراب میں جا موجود ہوا۔ محمد نے اسے دیکھتے ہی خودکشی کر لی۔ اس مجلس میں جو امرائے زناتہ موجود تھے اُن میں سے ۱۷ تو قتل کر دئے گئے اور باقی گرفتار کر لئے گئے۔ اس کامیابی سے بادشاہ اس قدر خوش ہوئے کہ تین دن تک خوشی منائی گئی۔

صقلیہ میں فتوحات

اب تک صقلیہ میں رومیوں کے پاس چند مضبوط قلعے تھے جہاں سے وہ مسلمانوں پر یورشیں کرتے رہتے تھے۔ پس صقلیہ کا گورنر احمد بن حسن ان قلعوں کو فتح کرنے کے لئے

مستعدی سے آمادہ ہوگیا اور اُس نے ذیقعدہ ۳۵۱ھ میں ساڑھے سات مہینے کے سخت محاصرہ کے بعد صقلیہ میں قلعہ طبرمین رومیوں سے چھین لیا۔ اور یہاں سے ۱۰۰۰ رومی قیدی مُعز کے پاس روانہ کر دئے۔ مسلمانوں نے طبرمین کی سکونت اختیار کی اور اسکا نام بادشاہ کے نام پر مُعزیہ رکھا۔

۳۵۲ھ میں احمد بن حسن نے اپنے ایک سردار حسن بن عمار کو قلعہ رمطہ کا محاصرہ کرنیکے لئے روانہ کیا۔ رومیوں نے اپنے قسطنطنیہ کے بادشاہ سے مدد مانگی۔ اُس نے خشکی اور تری دونوں طرف سے چالیس ہزار سے زیادہ فوج اپنے سپہ سالار منویل کی ماتحتی میں روانہ کر دی۔ یہ خبر سنکر احمد بن حسن نے مُعز سے مدد مانگی اور خود بیڑے کی درستی۔ جہازوں کے زیادہ کرنے اور خشکی اور تری دونوں طرف سے لڑنے کے لئے فوج جمع کرنے میں مصروف ہوا۔ مُعز نے احمد کے والد حسن بن علی کی سرکردگی میں فوج کو بہت کچھ نقد وجنس دیکر روانہ کر دیا۔ یہ فوج ماہ رمضان ۳۵۲ھ میں صقلیہ جا پہنچی۔ حسن نے ان میں سے کچھ دستے محاصرین رمطہ کی مدد کو روانہ کر دئے۔ ماہ شوال میں رومیوں کی کمک بھی شہر مسینی کے نواح میں آ اُتری اس سے پہلے رومیوں کی اتنی فوج کبھی صقلیہ میں داخل نہوئی تھی۔ رومی رمطہ کی طرف بڑھے حسن بن عمار کو جب رومیوں کے قریب آجانے کی خبر پہنچی تو فوج کا ایک حصہ رمطہ میں چھوڑا اور حکم دیا کہ کسی کو شہر والوں میں سے نکلنے نہ دیں اور خود مقابلہ ٹھان کر ایک حصہ فوج کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ کو آیا۔ رومیوں نے آکر مسلمانوں کو گھیر لیا۔ ادھر اہل رمطہ نے کوشش کی کہ باہر نکل کر مسلمانوں پر جا پڑیں مگر محاصرین نے انکو روکے رکھا۔ اب رومیوں نے اپنی کثرت پر گھمنڈ کرکے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ سخت لڑائی کے بعد رومی مسلمانوں کو مارتے اور دباتے ہوئے اُنکے خیموں تک آگئے اور اُنکو اپنی فتح کا کامل یقین ہوگیا۔ اس وقت حسن نے اپنی جان سے ہاتھ دھو کر مرنے کو شکست پر ترجیح دی۔ اپنی فوج کو للکار کر رومیوں سے لڑنے پر اُبھارا اور اُدھر روم کے افسران فوج نے اپنے رومیوں

بہادر نے حملہ کرکے اُسکے گھوڑے کو مار گرایا۔ سپہ سالار روم کے سپاہیوں نے دوڑ کر
اُسے اپنے حلقہ میں لے لیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر مینوئل اور اُسکے سرداروں کا ایک
گروہ مارا گیا۔ صبح سے عصر تک لڑائی ہوتی رہی اور پھر مسلمان ہر طرف سے رومیوں کو
قتل کرتے رہے۔ چنانچہ دس ہزار سے زیادہ کفار مارے گئے۔ اور آخر شکست کھاکر تلوار کے
خوف سے ایسا بھاگے کہ بہت سے خندق میں گر کر ہلاک ہوگئے۔ مسلمانوں نے اُنکے گھوڑے
ہتھیار اور ہر طرح کا مال و متاع لوٹ لیا۔ مال غنیمت میں ایک ہندی تلوار بھی تھی جسپر لکھا تھا
کہ یہ ہندی تلوار ہے جس کا وزن ایک سو ستر مثقال ہے۔ مدتوں رسول اللہ صلعم کے
سامنے اس سے جنگ کی گئی ہے۔ پس یہ تلوار بھی قیدیوں اور سروں کے ساتھ معزلدین اللہ
کی خدمت میں روانہ کی گئی۔ بچے ہوئے رومیوں نے قلوریہ کے شہر ریو میں جاکر دم لیا۔
رومی کمک کی شکست کی خبر سنکر اہل رمطہ کے جی چھوٹ گئے اور آذوقہ بھی اُنکے پاس
ختم ہوگیا۔ اسی حالت میں مسلمانوں نے اُن پر حملہ کردیا۔ رات تک لڑائی رہی۔ رات کو بھی لڑتے
رہے۔ یہانتک کہ مسلمان سیڑھیاں لگاکر اندر اُتر گئے اور شہر بزور شمشیر فتح ہوگیا۔ باشندے
قتل کیئے گئے۔ عورتیں بچے اسیر کرلیئے گئے اور تمام شہر لوٹ لیا گیا۔ بیحد مال غنیمت ہاتھ آیا۔
بچے بچائے رومی اکٹھے ہوئے اور اُن رومیوں کو جو صقلیہ اور ریو میں تھے ساتھ لیکر جہازوں
میں سوار ہوکر روانہ ہوگئے۔ مگر امیر احمد بن حسن نے اپنے جہازوں سے ان کا تعاقب کیا اور
اُنکو جا لیا۔ بعض مسلمان سمندر میں تیر کر اُن کے جہازوں پر چڑھ گئے۔ بہت سے رومیوں
کو قتل کیا اور اُن کے جہازوں میں آگ لگادی۔ اور اُن کے بیڑے کو غرق کردیا۔ معدودے چند
بچکر خراب خستہ حالت میں قسطنطنیہ پہنچے۔ یہ واقعہ جو ۳۵۴ھ میں ہوا واقعۂ اعجاز کے نام
سے مشہور ہے اُس میں رومیوں کے ایک ہزار سردار پکڑے گئے اور یہ قیدی اور مال غنیمت
صقلیہ کے دارالحکومت بلرم میں لائے گئے۔

اسکے بعد احمد بن حسن نے رومیوں کے شہروں کی طرف فوجی دستے روانہ کرکے قتل و
غارت کا بازار گرم کردیا یہانتک کہ رومیوں نے جزیہ دینا منظور کرکے صلح کرلی اور اسطرح

اسی جناب نے زمانہ میں حسن بن علی جو اپنے صقلیہ کے محل میں رہنے لگا تھا اور رومیوں سے لڑنے نکلا تھا ذیقعدہ سنہ ۳۵۳ھ میں بعارضہ بخار بیمار ہو کر ۵۳ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس نے سنہ ۳۳۶ھ سے سنہ ۳۴۱ھ تک ۵ سال ۲ ماہ صقلیہ کی گورنری کی سنہ ۳۴۱ھ میں اپنے بیٹے احمد کو صقلیہ کی گورنری پر چھوڑ کر معز کی خدمت میں آ حاضر ہوا تھا بادشاہ نے اسکے بیٹے کو صقلیہ کی گورنری پر مستقل کر دیا اور حسن سے سخت موقعوں پر سپہ سالاری کا کام لیتے رہے۔

سنہ ۳۵۸ھ کے آخر میں بادشاہ نے کسی ضرورت سے احمد بن حسن کو بھی اپنے پاس بلا لیا اور وہ معز کے حکم سے ایک سردار یعیش نامی کو صقلیہ میں اپنا نائب چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیکر معز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس احمد کا صقلیہ کی گورنری کا زمانہ سنہ ۳۴۱ھ سے سنہ ۳۵۸ھ تک پونے سترہ سال شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ احمد بن حسن بادشاہ کے پاس آنیکے بعد بھی صقلیہ کا اصلی گورنر اور جو کوئی صقلیہ پر اُس کی حیات میں مقرر ہوتا تھا اُسکا نائب سمجھا جاتا تھا۔

مولوی امیر علی اپنی تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ صقلیہ پر حسن اور اُسکی اولاد سو برس سے زیادہ حکومت کرتی رہی۔ صقلیہ کو جو عروج ان کلبی امیروں کے عہد میں حاصل ہوا ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ہر طرف مسجدیں۔ کالج اور مدرسے بنائے گئے۔ علم وہنر کو فروغ دیا گیا لوگ خوشحال اور نہال رہے۔ ہر طرف چہل پہل ہی نظر آتی تھی۔ بلرم کا طبی دار العلوم بغداد اور قرطبہ کے دار العلوموں کی ہمسری کرتا تھا جنوبی اطالیہ میں سلرنو کا مدرسہ بھی بہت مشہور تھا۔

معز نے سنہ ۳۵۹ھ کے شروع میں جزیرہ صقلیہ پر حسن بن علی کلبی کے آزاد غلام یعیش کو احمد بن حسن کی نیابت میں صقلیہ کا گورنر بنا دیا تھا اُس نے جہاز سازی کے کارخانہ میں مختلف قبیلوں کے لوگوں کو جمع کیا۔ ایک دفعہ موالی کتامہ اور وہاں کے قبائل میں جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی ہوئی بہت سے موالی کتامہ مارے گئے۔ نواحی سرقوسہ میں بھی ایک جماعت

یعیش نے صلح کرانے کی بہتیری کوششیں کیں مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا اور اہل شہر نے ہر طرف دست تطاول دراز کرکے لوٹ مار کا بازار گرم کردیا۔ اور گلہ بانوں اور قلعہ والوں پر دست تعدی دراز کیا۔ بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو یعیش کو معزول کرکے ابوالقاسم علی بن حسن کو اُس کے بھائی احمد کی نیابت میں صقلیہ کا گورنر بناکر روانہ کیا۔ ابوالقاسم ۱۵ شعبان ۳۵۹ھ کو صقلیہ میں پہنچا تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ فتنہ و فساد جاتا رہا اور سب نے متفق ہوکر اُسکی اطاعت مان لی۔

آخر ۳۵۹ھ میں بادشاہ نے احمد بن حسن کو ایک بیڑے کا سردار بناکر مصر کی طرف روانہ کیا مگر وہ طرابلس پہنچکر بیمار ہوا اور مرگیا۔ اس لیے شروع ۳۶۰ھ میں بادشاہ نے ابوالقاسم علی بن حسن کو اُس کے بھائی کی تعزیت لکھی اور اُسکو صقلیہ کا مستقل گورنر بنادیا۔

یادگار

ابوالفدا لکھتا ہے کہ شروع ۳۵۱ھ میں بادشاہ نے احمد بن حسن گورنر صقلیہ کو لکھا کہ صقلیہ کے قابلِ ختنہ لڑکوں کی مردم شماری کرو اور جس دن ہمارے لڑکے کے ختنے ہوں اُسی دن اُن سب کے ختنے کرادو۔ اُن کے ختنوں کا سامان خزانہ سے تم مہیا کرو۔ احمد نے ایسے پندرہ ۱۵ ہزار لڑکے شمار کیے۔ پس ۱۵ ربیع الاول ۳۵۱ھ کو احمد نے سب سے پہلے اپنے بیٹے اور بھائیوں کے ختنے کرائے اور پھر سب صقلیہ کے لڑکوں کے ختنے کرادیے اور اُنکو خلعت دیے۔ بادشاہ نے ایک لاکھ درہم اور پچاس بوجھے انعام و اکرام کے بھیجے جو مختون لڑکوں میں تقسیم کردیے گئے۔

قلوریہ اور جنوبی اطالیہ کے حالات

جس زمانہ کا حال ہمنے اوپر بیان کیا ہے قریب قریب اسی زمانہ میں اطالیہ میں ممالک لومبردیا کی حکومت قبوہ کے امیروں کو ملگئی تھی اور انہوں نے نہایت سعی و کوشش سے اپنے پڑوس کے سکونت پذیر اہل عرب کو وہاں سے نکالنے کی فکر کی تھی لیکن باوجود بلاد اطالیہ کے تمام امیروں کی اعانت و امداد کے وہ اس

[illegible] ہے تو اُس نے
مغرب و مشرق دونوں براعظموں کے عیسائی باشندوں کو ہتھیار اُٹھانے اور اہل عرب کو کہ ایک مختصر جنگجو جماعت تھی وہاں سے نکالدینے پر آمادہ کیا چنانچہ قیصر قسطنطین نے ایک فوج سپہ سالار مانخلی کے زیر کمان پوپ کے پاس ارسال کردی۔ یہ فوج ہنوز رستہ ہی میں تھی کہ اُس کے ساتھ لومبرڈیا والوں کی تینوں جمہوری حکومتوں کی فوجیں شامل ہوگئیں اور اُنہوں نے اپنے جنگی جہازوں سے بھی اس حملہ کی اعانت کی۔ مقدس پوپ اعظم بھی اس جنگ میں شریک ہونے کو تشریف لائے اور سب نے ملکر اہل عرب کا محاصرہ کرلیا۔ جن کی تعداد نہایت قلیل تھی مگر باوجود قلت اور کسی طرف سے کمک نہ پہنچنے کے وہ بڑی دلیری اور بہادری کے ساتھ کمال استقلال اور ثابت قدمی سے تین مہینے تک غنیم کا مقابلہ کرتے اور اپنی پوزیشن کو بچاتے رہے۔ پھر جب اُنہوں نے دیکھا کہ دشمنوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرتی جاتی ہے اور اپنی تعداد کم ہوتی جاتی ہے تو آخر کار اپنے قلعوں میں آگ لگا کر انہیں خالی کرگئے۔ گو یہ فتح بہت قیمتی تھی لیکن اسنے بلاد اطالیہ کو اہل عرب کے وجود سے بالکل نجات نہیں دلادی کیونکہ ایک بڑی تعداد عربوں کی کوہستان غرغانو اور ریو اور کورنسیہ کے شہروں پر قابض تھی اور پوپ یوحنا چہار دہم کی تمام کوششیں جو وہ ملکی امیروں اور باشندوں کو عرب لوگوں کے نکالدینے میں کرتا رہا بے سود ثابت ہوتی رہیں (۳۵۹ھ)

فتح مصر

۳۵۵ھ میں علی بن محمد بن طغج آخشیدی کا انتقال ہوگیا اور آخشید کے غلام کافور نے سلطنت مصر و شام و حجاز پر قبضہ کرلیا اور ابو الفضل جعفر بن فرات کو وزیر بنایا۔ کافور معز بادشاہ افریقیہ اور بغداد کے عباسی خلیفہ دونوں کو ہدیے بھیجتا اور مدارات سے پیش آتا رہا۔ جمادی الاول ۳۵۷ھ میں کافور کا انتقال ہوگیا تو ارکین سلطنت نے جمع ہوکر احمد بن علی بن محمد آخشید کو جس کی کنیت ابو الفوارس اور عمر ۱۱ سال تھی بادشاہ بنالیا اور اُس کے باپ کے چچا کا بیٹا ابو محمد حسن بن عبید اللہ طغج اتابک مقرر ہوا جس نے وزیر ابن الفرات کو قید کرلیا اور اُسکا گھر بار مال دولت سب ضبط کرلیا
وزیر [illegible] اُس کے دادا کا آزاد غلام شمول [illegible] وزیر [illegible] جعفر بن فضل مقرر ہوا اور اُسکا [illegible]

بھی رہا کر دیا گیا۔ اب حسن بن عبید اللہ نے جو اصل میں رملہ کا گورنر تھا اپنے چچا محمد اخشید کی بیٹی فاطمہ سے شادی کر لی اور خطبہ میں ابو الفوارس احمد بن علی کے بعد اس کا نام پڑھا جانے لگا۔ اس نے اہل مصر کو اتنا ستایا کہ وہ اس سے برگشتہ ہو گئے۔ بدانتظامی اور فتنے برپا ہو گئے۔ ۶ لاکھ سے زیادہ آدمی قحط اور وبا کی بھینٹ چڑھ چکے تھے ایک ہنگامۂ محشر برپا ہو رہا تھا۔ اس حالت میں مصر کے معزز اور مقتدر لوگوں نے معز لدین اللہ کو مدعو کیا کہ تشریف لائیے اس ملک پر اپنا سکہ جمائیے اور ہم کو موجودہ مصیبتوں سے نجات دیکر امن و انتظام کی صورت دکھائیے۔ ہم مصر آپکے حوالہ کر دینگے۔ انکی درخواست پر معز نے مصر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر لیا مگر پہلے اپنے سپہ سالار ابو الحسن جوہر کو ممالک مغرب کا انتظام درست کرنے اور بربریوں سے ۵ لاکھ دینار جو اُن پر چڑھے ہوئے تھے وصول کرنے اور بنی کتامہ کی جمعیت اکٹھا کرنے کے لئے مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ اور عامل برقہ کو لکھا کہ اُس راستہ میں کنوئیں تیار کرا دے پھر خود موسم سرما میں مہدیہ میں آکر اپنے بزرگوں کے محل میں آکر قیام کیا۔ مقریزی لکھتا ہے کہ "ایک دن جاڑے اور سردی کے موسم میں (۳۵۸ھ میں) بادشاہ نے شیوخ کتامہ کو طلب کیا وہ آئے تو دیکھا کہ مجلس میں نمدے بچھے ہوئے ہیں۔ خلیفہ جُبّہ پہنے اور چادر اوڑھے ہوئے ہیں اُنکے گرد خزائن کتب کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ آگے دوات اور خطوط رکھے ہوئے ہیں۔ انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بھائیو دیکھو کیسا جاڑا پالا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اپنے امیروں کو بھی اپنی حالت دکھا دوں۔ ہمارے بھائی تو یہ خیال کرتے ہونگے کہ خلیفہ ایسی سردی کے دن کھاپی رہے ہونگے لحاف میں پڑے لوٹ لگا رہے ہونگے۔ قیمتی پوستین سمور مخمل اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہونگے مشک اور خمر کا استعمال کر رہے ہونگے جیسا ارباب دنیا کیا کرتے ہیں۔ دیکھو خلوت میں میرا یہ حال رہتا ہے جو تم دیکھتے ہو۔ میں تم سے کسی حال میں بھی اچھا نہیں رہتا۔ سوا اسکے کہ جتنا مجھ کو تمہاری دنیا سے لابُد ہے۔ اور سوا اسکے کہ خدا نے مجھے تمہاری امامت کے لئے مخصوص کیا ہے اور میں ان خطوط میں مشغول ہوں جو میرے پاس مشرق و مغرب سے آتے ہیں انکے جواب خود لکھتا ہوں۔ میں دنیا کی لذتوں میں سے کسی میں مشغول نہیں ہوتا۔ سوا اس کے کہ

اور ملاطفت ہمیشہ و با بود ہوں۔ اے گروہ! تم کو بھی اپنی خلوت میں ایسا ہی رہنا چاہیے جیسا
میں رہتا ہوں۔ اور تکبر اور تجبر ہرگز نہ کرو ورنہ خدا اپنی نعمت تم سے چھین لیگا اور تمہارے غیر
کو دیدیگا۔ لوگوں پر مہربانی کرو جیسی کہ میں تم پر مہربانی کرتا ہوں چاہیئے کہ لوگوں کو نیکی اور خیر
پہنچتی رہے اور عدل پھیلے۔ اس کے بعد تم اپنی عورتوں کی طرف متوجہ ہو اور ایک پر اکتفا کرو
جو تمہاری ہو اور زیادہ عورتوں کی طرف حرص و رغبت نہ کرو۔ ورنہ تمہارا عیش منغص
ہو جائیگا اور تمہیں مضرت پہنچیگی۔ تمہارے بدن لاغر اور کمزور ہو جائینگے۔ تمہاری قوت جاتی
رہیگی اور تمہاری طبیعتیں ضعیف ہو جائینگی۔ پس ایک مرد کو ایک عورت کافی ہے۔ ہم کو
اس کی ضرورت ہے کہ تم اپنے بدنوں سے اور عقلوں سے ہماری مدد کرو اور جان لو کہ اگر تم میرے
کہے پر چلوگے تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالے مشرق میں بھی ہماری سلطنت اسی طرح کر دیگا جس طرح
تمہاری مدد سے مغرب میں کر دی ہے۔ روانہ ہو جاؤ خدا تم پر رحم کرے۔ ایکدن ابو جعفر حسین
بن مہذب صاحب بیت المال کو بلایا۔ آیا۔ دیکھا کہ خلیفہ قصر کے وسط میں ایک صندوق
پر بیٹھے ہیں۔ اور اُنکے آگے کئی ہزار صندوق متفرق پڑے ہیں۔ فرمایا یہ مال کے صندوق ہیں
مجھ کو انکی ترتیب کا موقع نہیں ملا۔ انہیں دیکھکر مرتب کر دو۔ میں نے خدام بیت المال
اور فراشوں کی مدد سے مرتب کیا اور بادشاہ کو اطلاع دی۔ حکم آیا کہ مہر لگا کر بیت المال
میں لیجاؤ۔ اب یہ صندوق ہماری مُہر سے نکل کر تمہاری مُہر میں داخل ہوئے۔ یہ دو کروڑ چالیس
لاکھ دینار تھے۔ یہ دونوں ۳۵۸ھ کے واقعے ہیں۔ یہ سب روپیہ اُس لشکر میں خرچ کیا گیا
جو مصر بھیجا گیا تھا۔ ۲۷ محرم ۳۵۸ھ کو جوہر بلاد مغرب سے مال اور آدمی لیکر واپس آگیا۔
اسی وقت خلیفہ نے جوہر کو روانگی مصر کا حکم دیا اور ایک لاکھ سے زیادہ سوار اور ۱۲ سو سے
زیادہ مال کے صندوق ہمراہ کئے۔ لشکریوں کو حسب مدارج ایک ہزار سے بیس دینار تک اپنی
اپنی ضروریات مہیا کرنے کو عطا کئے۔ بیشمار گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ جن پر مال اور ہتھیار
لدے ہوئے تھے ساتھ کر دئے۔ خلیفہ خود اُس کے رخصت کرنے کے لئے شہر کے باہر اُسکی چھاؤنی
میں جو رقادہ میں تھی کئی دن رہے اور جوہر سے خلوت میں باتیں کرتے اور اُسے سمجھاتے رہے۔

جو جوہر کے ساتھ تھے مخاطب ہو کر کہا کہ واللہ اگر جوہر اکیلا بھی جائے تو مصر فتح کر لیگا۔

جب کل سامان تیار ہو گیا اور جوہر کو رخصت کرنے لگے تو اپنی اولاد کو حکم دیا کہ اسکو رخصت کرنے کے لئے گھوڑوں سے اُتر پڑیں۔ وہ اُترے تو ارکان دولت بھی اُتر پڑے۔ اسکے بعد جوہر نے گھوڑے سے اُتر کر خلیفہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ پھر خلیفہ کے حکم سے سوار ہوا اور فوج و سامان لیکر روانہ ہو گیا۔ معز لدین اللہ نے محل میں آکر سوائے انگشتری اور زیر جامہ کے تمام لباس جو پہنے ہوئے تھے اُتار کر جوہر کے واسطے بھجوا دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام افلح کو جو برقہ کا حاکم تھا لکھا کہ جوہر جب تمہارے علاقہ میں آئے تو اُس سے ملنے کے لئے پیادہ ہو جانا اور اُس کے ہاتھ پر بوسہ دینا۔ افلح بھی کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ اُسنے لکھا کہ حضور اس خادم سے ایک لاکھ دینار لیں مگر اس حکم کی تعمیل سے معاف رکھیں۔ خلیفہ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تمکو اس فرمان کی تعمیل کرنی ہوگی۔ پس جب جوہر برقہ پہنچا تو افلح کو بروقت ملاقات پیادہ ہونا اور جوہر کا ہاتھ چومنا پڑا۔

مصر میں جب جوہر کی آمد کی خبر پہنچی تو اہل مصر بہت گھبرائے اور وزیر جعفر ابن الفرات کے ساتھ متفق ہو کر صلح اور طلب امان کے لئے مراسلت کی اور درخواست کی کہ اہل شہر کی املاک اُنہیں کے پاس بحال رکھی جائے۔ ان لوگوں نے شریف ابو جعفر مسلم بن عبداللہ حسینی کو اپنا سفیر بنایا اور وہ وزیر ابن الفرات کا مکتوب اور بعض اہل شہر کو ساتھ لئے ہوئے جوہر کے پاس ۲۸ رجب ۳۵۸ھ کو پہنچا جو اس وقت سکندریہ کے قریب قریہ تروجہ میں اُترا ہوا تھا۔ جوہر نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس معاملہ میں ایک عہد لکھ دیا مگر شامت اعمال۔ سفارت ابھی واپس بھی نہیں آئی تھی کہ شہر میں اضطراب شدید نمودار ہوا اور ہلچل مچ گئی۔ اخشیدیہ اور کافوریہ اور دیگر فوجی جوہر سے لڑنے کو تیار ہو گئے جو کچھ اُنکے گھروں میں تھا چھپا دیا ہتھیار سنبھال لئے اور صلح کے عہد کو توڑ دیا۔ جوہر کو یہ خبر پہنچی تو ان عہد شکنوں کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۸ شعبان ۳۵۸ھ کو سفارت بھی واپس آگئی یعنی شریف ابو جعفر مسلم امان نامہ اور اُنکی درخواستوں کی منظوری لیکر آگیا۔

وزیر اور دوسرے امیر سوار ہوکر اُسکے استقبال کو گئے۔ عسکریوں نے بھی اُسکے گرد ہجوم کرلیا۔ شریف نے اُنکے سامنے جوہر کا عہدنامہ اور پروانۂ امان پڑھا اور ہر ایک کو اُس کے مکتوب کا جواب حوالہ کیا۔ یہ مکتوب مصر کے امیروں نے مال جاگیر و حکومت کی بابت لکھکر اس سفارت کے ساتھ جوہر کے پاس روانہ کئے تھے۔ وزیر کے مکتوب کا جواب وزیر کو دیا گیا جس میں اُسکے ساتھ خطاب کیا گیا تھا۔ جوابات کو پڑھکر بحث و صحبت ہونے لگی اور اس میں بہت سا وقت گزر گیا اور وہ لوگ ناراضی کی حالت میں منتشر ہوگئے۔

اتنے ہی میں اُن کو شونیزانی کی تحریریں پہنچ گئیں اور اُنہوں نے اُسے امارت سپرد کردی جنگ کو تیار ہوگئے اور جیزہ کی طرف بڑھے۔ اور وہاں اُترکر پلوں کی حفاظت کرلی۔ اب جوہر بھی جیزہ آپہنچا۔ ۱۱ر شعبان ۳۵۸ھ کو جنگ ہوئی مصریوں نے شکست کھائی بہت سے گرفتار ہوئے گھوڑے بھی پکڑے گئے اور جوہر نے بڑھکر منیۃ شلقان کے گھاٹ پر قبضہ کرلیا۔ مصریوں کی فوج میں سے جو کشتیوں میں تھی ایک گروہ نے آکر جوہر سے پناہ مانگی جو دیدی گئی۔ لیکن پار کے مصریوں نے مقابل کے گھاٹ کی حفاظت پر فوج تعینات کردی۔ جوہر نے جعفر بن فلاح کو مقرر کیا جو کچھ آدمیوں کے ساتھ دریا کو عبور کرکے دوسری طرف جا پہنچا جنگ ہوئی۔ بہت سے آخشیدی اور اُنکے طرفدار مارے گئے نوعمر احمد بن علی پکڑا گیا۔ رات کو یہ فتنہ انگیز لوگ شہر مصر میں بھاگ آئے اور اپنے اپنے گھروں سے جو کچھ لیجا سکے لیکر بھاگ گئے حسن بن عبید اللہ نائب السلطنت جوہر کی شروع چڑھائی کا حال سُنکر پہلے ہی شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ان مفسدوں کی عورتیں پاپیادہ بھاگی ہوئی شریف کے پاس آئیں اور درخواست کی کہ ہمیں جوہر سے امان دلوا دیجئے۔ شریف نے جوہر کو لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر از راہ بندہ نوازی و کرم گستری امان کی تجدید فرمائیے۔ لوگ جواب کے انتظار میں شریف کے پاس بیٹھے رہے۔ جوہر نے دوبارہ امان کا پروانہ بھیجدیا جب جوہر کا قاصد اس امان کے پروانہ کو لیکر آیا تو جھنڈا بھی اُسکے ساتھ تھا۔ وہ لوگوں میں امان کی آواز لگاتا پھرتا تھا۔ اور فوج کو لوٹنے سے منع کرتا تھا۔ فوراً شہر میں امن ہوگیا۔ بازار کھل گئے اور لوگوں میں ایسا اطمینان ہوگیا کہ گویا کچھ

سے پہر کو جوہر نے شریف کو اپنے قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ روز شنبہ ۱۷ ماہ شعبان کو شہر کے معززین و مقتدرین و علماء کو ساتھ لیکر مجھ سے مل جائیے۔ پس شریف ابو جعفر نے وزیر ابن الفرات اور رؤسا و امرا کو اپنے ساتھ لیا اور یوم مقررہ کو جوہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جوہر کے منادی نے ندا کی کہ سب لوگ ٹھیر جائیں اور جوہر نے شریف کو بلوا کر اپنے دائیں طرف اور وزیر کو اپنے بائیں طرف بٹھایا۔ پھر باری باری ایک ایک رئیس نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ یہانتک کہ زوال آفتاب کا وقت آگیا۔ اس وقت سے جوہر کے آدمی لباس و سلاح سے آراستہ شہر میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ بعد عصر جوہر بھی اس شان سے شہر میں داخل ہوا کہ آگے نقارے اور نشان تھے۔ خود گرانبہا دیبا کے کپڑے پہنے ہوئے اسپ اصفر پر سوار تھا۔ اس طرح شہر مصر (فسطاط) میں سے ہو کر مناخہ میں داخل ہوا جہاں آجکل قاہرہ بستا ہے۔ بستان اخشیدیہ میں اترا۔ اسکی فوج سات دن تک شہر میں داخل ہوتی رہی۔ اب جوہر نے بادشاہ کو بشارت فتح لکھکر روانہ کی اور ساتھ ہی مصر کے اُن سرداروں کے سر جو جنگ میں قتل ہوئے تھے مع بنی طغج اور دیگر اسیران جنگ کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کردئے۔ بادشاہ نے اسیروں کو مہدیہ میں قید کر دیا اور وفد میں جو قاضی اور علماء تھے انکو انعام و اکرام دیکر مصر واپس بھیجدیا۔ اب جوہر نے مصر سے عباسیوں کا سکہ منقطع کر کے معز علوی کا سکہ و خطبہ جاری کر دیا اور عباسیوں کے سیاہ نشان کو دور کر کے خطیبوں کو سفید لباس پہننے کا حکم دیا۔ ہر شنبہ کو خود اور وزیر اور قاضی اور جماعت فقہا کی موجودگی میں انصاف کرنے اور مقدمات فیصل کرنے کے لئے دربار کرتا۔ ماہ شوال ۳۵۸ھ میں مصر کی جامع عتیق میں خطیب ابو محمد عبد اللہ بن حسین شمشاطی سے معز کے نام کا خطبہ پڑھوایا اس طرح دعوت علویہ قائم ہو گئی۔ ۸ ذیقعدہ ۳۵۸ھ یوم جمعہ کو جوہر نے حکم دیا کہ خطبہ

سنہ ۳۵۹ھ میں جب معز کو جوہر نے اس مضمون کے خط روانہ کئے کہ مصر و شام میں حضور کا خطبہ جاری ہو گیا ہے اب آپ خود تشریف لائیں تو معز یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور لوگوں کو اس مضمون سے مطلع کیا شاعروں نے انکی مدح میں قصیدے کہے چنانچہ محمد ہانی اندلسی کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے سه

کے بعد یہ درود بھی پڑھا کریں اللھم صل علی محمد المصطفی و علی علی المرتضیٰ و
علی فاطمة البتول و علی الحسن والحسین سبطی الرسول الذین اذھب
عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا وصل علی الائمة الطاھرین اباء امیر
المؤمنین۔ ۱۸ ربیع الآخر ۳۵۹ھ کو جوہر جامع ابن طولون میں داخل ہوا اور بہت سی
فوج کے ساتھ نماز پڑھی اذان میں بکلمہ حی علی خیر العمل داخل کرنے کا حکم دیا خطیب
عبدالسمیع بن عمر عباسی نے خطبہ پڑھا۔ اہلبیت اور انکے فضائل کا ذکر کیا اور جوہر کے لئے
دعا کی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بآواز بلند پڑھی اور نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ
منافقین کی تلاوت کی۔ پس خطیب عبدالسمیع اول شخص ہے جس نے مصر میں حی علی خیر
العمل کے ساتھ اذان دی۔ اور نماز جمعہ میں قنوت پڑھی۔ اسی سال کے ماہ جمادی الاول
میں جامع عتیق میں بھی اسی طرح اذان دیگئی۔ اور پھر تمام مساجد میں اسی طرح اذان دیجانے
لگی۔ جوہر اس سے بہت خوش ہوا اور اس امر کی خوشخبری معز کو لکھ بھیجی۔

جوہر نے مصر فتح کرتے ہی شہر قاہرہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں ایک عالیشان قصر تعمیر کیا جب شہر
تیار ہو گیا تو المصر القاہرہ اسکا نام رکھکر دارالسلطنت مقرر کیا۔ پھر قاہرہ میں جامع ازہر تعمیر کی
جسے معز کے بیٹے عزیز نے اپنے عہد حکومت میں دارالعلوم (یونیورسٹی) بنایا۔ اور اسکے خرچ کے
واسطے بڑے بڑے اوقاف مقرر کئے۔ مسجد کی ہیئت تو انقلاب زمانہ سے بہت بدل گئی ہے
مگر یونیورسٹی اب تک قائم ہے اور اس وقت ممالک اسلام میں سب سے بڑی یونیورسٹی
شمار کی جاتی ہے۔ اسکے طلبا کی تعداد دس ہزار سے بارہ ہزار تک رہتی ہے۔ تمام اسلامیہ
ملکوں سے طالبعلم تحصیل علم کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ مگر اب وہاں کی حالت بہت خراب
ہو گئی ہے۔

جوہر مصر پر چار سال تک کمال عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا اس عرصہ میں اسنے اپنے آقا
کو کئی مرتبہ مصر آنے کی ترغیب دی مگر اس وقت بادشاہ نے آنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔
۳۶۲ھ میں بادشاہ مصر میں تشریف لائے اور قاہرہ کے قریب پہنچے تو جوہر صرف

کچھ اپنے ساتھ نہ لیا اور بعد سلام واپس ہوا تو جدا مکان میں رہنے لگا۔ دوبارہ قصر میں نہیں گیا نہ وہاں کی کوئی چیز لی۔ جوہر نے ذیقعدہ ۳۸۱ھ میں انتقال کیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا قائد القواد مقرر ہوا۔

پیشین گوئی

ابن خلکان لکھتا ہے کہ ایک دفعہ فتح مصر سے بہت پہلے جوہر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ معز اسکی عیادت کو آئے اور کہا کہ یہ ہرگز نہیں مریگا جبتک مصر فتح نہ کرلیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شام کی فتح

جوہر کی چڑھائی کے وقت ابو محمد حسن[1] بن عبید اللہ بن طغج اور اسکے ساتھ بہت سے سردار مصر سے شام میں رملہ کی طرف بھاگ گئے تھے جوہر کو معلوم ہوا تو جعفر بن فلاح کتامی کو فوج دیکر اس سے لڑنے کو روانہ کیا جس نے ذی الحجہ ۳۵۸ھ میں کئی لڑائیوں کے بعد اسے اور اسکے ساتھ والے سرداروں کو گرفتار کرکے جوہر کے پاس اور جوہر نے معز کے پاس روانہ کر دیا۔ اسکے بعد جعفر بزور شمشیر رملہ میں داخل ہوگیا۔ شہر کو لوٹ لیا۔ بہت سے باشندے قتل ہوئے۔ باقیوں کو امان دی۔ اور رقمیں وصول کرکے طبریہ کی طرف آیا مگر یہاں کا حاکم ابن ملہم پہلے ہی معز کی دعوت قائم کرچکا تھا۔ اسلیے طبریہ سے ہٹکر دمشق کی طرف آیا اور محرم ۳۵۹ھ میں شہر کو بزور تلوار فتح کرکے عباسیوں کا خطبہ منقطع اور معز کا قائم کر دیا۔

دمشق فتح ہونے کے بعد دوسرا جمعہ آیا تو شریف ابو القاسم بن ابی یعلی ہاشمی نے جسکی اہل دمشق کمال اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے اور نہایت جلیل القدر تھا اوباش اور لچوں کو جمع کرکے اپنے ساتھ لیا اور فتنہ برپا کر دیا۔ سیاہ کپڑے پہنے اور مطیع خلیفہ عباسی کا خطبہ دوبارہ پڑھ دیا۔ اسپر جعفر بن فلاح کی فوجوں نے باغیوں کو شکست دیکر دمشق میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ ابن یعلی رات کو شہر سے بھاگ گیا۔ ۱۵ ذی الحجہ کو

---

[1] یہ حسن اصل میں شام کا گورنر تھا بعد میں احمد بن علی آخشیدی کی کم سنی کی وجہ سے سلطنت کا ریجنٹ بھی بنگیا تھا۔ ۳۱۲ھ میں پیدا ہوا تھا۔ ۳۷۱ھ میں مرگیا اور احمد بن علی نے ۳۵۷ھ

اُن دمشق سے مسلح ہو کر جعفر بن فلاح کا لشکر پہنچا ۱۶ ذی الحجہ سنہ یوم جمعہ کو شہر میں داخل
ہوا اور امان قائم کردی۔ بدمعاشوں کی ایک جماعت کو قتل اور بعض کو گرفتار کرلیا۔ محرم
سنہ ۳۶۰ھ میں شریف ابوالقاسم ابن ابی یعلی بھی پکڑا گیا اور مصر روانہ کردیا گیا۔ اور دمشق میں
جعفر کی حکومت قائم ہوگئی۔

حسن بن عبیداللہ بن طغج امن وامان رکھنے کی غرض سے قرمطیوں[1] کو تین لاکھ دینار سالانہ
دیا کرتا تھا۔ جب جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کرلیا تو قرمطیوں کو اس روپیہ کی طرف سے
مایوسی ہوگئی۔ اس لئے وہ دمشق پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت حسن بن احمد بن بہرام قرمطی
اُنکا بادشاہ تھا جو احسار میں رہتا تھا۔ حسن بن احمد نے عزالدولہ بختیار بویہی سے جو اسوقت
بغداد میں امیرالامرا تھا مال اور ہتھیار کی مدد مانگی۔ عزالدولہ نے مدد دی اور وہ مدد
لیکر دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ جعفر نے اُنکی کچھ پروانہ کی یہانتک کہ قرمطی ماہ ذیقعدہ
سنہ ۳۶۰ھ میں دمشق سے باہر آپہنچے۔ لڑائی ہوئی جعفر بن فلاح مارا گیا۔ اُسکا تمام مال و
اسباب اور گھوڑے قرمطیوں نے سنگوالئے۔ اور دمشق پر قابض ہوگئے۔ اور پھر دمشق و
رملہ کا درمیانی علاقہ فتح کرتے ہوئے رملہ تک پہنچ گئے۔ رملہ میں جو مغربی (جوہر کے
آدمی) تھے وہ قرمطیوں کی آمد کی خبر سنکر یافا کی طرف چلے گئے اور وہاں متحصن ہوگئے۔
قرمطیوں نے رملہ پر قبضہ کرلیا اور پھر یافا کے محاصرہ پر کچھ فوج چھوڑکر مصر پر چڑھائی
کی۔ مصر کے قریب پہنچے تو عربوں اور طرفداران کافوریہ و اخشیدیہ کی ایک جمعیت کثیر
اُن کے ساتھ ہوگئی سب ملکر عین شمس پر آاُترے (جو بعد میں مطریہ کے نام سے مشہور
ہوا) اور کئی لڑائیوں میں جوہر کی فوج کو شکست دیکر قاہرہ کا محاصرہ کرلیا۔ مگر جوہر
کے آدمیوں نے مرناٹھان کر جان سے ہاتھ دھوکر شہر سے نکلکر قرمطیوں پر حملہ کیا۔
اور اُنکی چھاونی لوٹ لی۔ قرمطی اپنا بوریا بدھنا سنبھالکر بھاگے اور رملہ میں چلے آئے۔ اور یافا کا محاصرہ
میں شدت کی۔ جوہر نے محصورین یافا کو مدد بھیجی اور ۱۵ جہاز غلہ سے بھرکر روانہ کئے۔ قرمطیوں نے

---

[1] صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ عباسیوں اور اُنکے ہواخواہوں نے دشمنی سے
[illegible] ۱۲

کے جہازوں نے لوٹ لیا۔ جوہر نے یہ تمام واقعات معز کو لکھ بھیجے۔ اب معز نے مصر
کی طرف کوچ کرنے کا عزم کرلیا اور ۵ رمضان ۳۶۲ھ کو قاہرہ میں داخل ہوگئے
(جیساکہ آگے بیان کیا جائیگا)

خلیفہ قاہرہ میں پہنچے تو سنا کہ قرمطی پھر مصر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا ایک خط قرمطیوں کے سردار حسن بن احمد کو لکھا جس میں بہت کچھ وعظ و نصیحت بھی کی اور دھمکایا بھی۔ مگر حسن نے جواب سخت دیا۔ لکھا کہ تیرا خط پہنچا جس میں طویل بہت تھا اور مطلب بہت کم۔ ہم تیری طرف بڑھے چلے آتے ہیں والسلام۔ اور فوج لیکر عین شمس میں آاُترا۔ حسن بن جراح طائی بھی جو شام کے عربوں کا سردار تھا ایک جماعت عظیم کو لیکر قرمطیوں سے جا ملا۔ اور جابجا ملک میں فوجی دستے روانہ کردئے جنہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کردیا۔ معز نے دیکھا کہ معاملہ بہت سخت ہے۔ ایک لاکھ دینار دینے کرکے ابن جراح کو ملالیا۔ اور حلف لے لیا کہ موقع جنگ پر وہ اپنے عربوں کو لیکر بھاگ جائیگا۔ ابن جراح نے درخواست کی کہ وہ ایک لاکھ دینار پیشگی بھجوا دیجئے۔ معز نے تھیلیوں میں نیچے تو کھوٹے دینار بھروائے اور اوپر خالص کھرے دینار رکھکر روانہ کردئے۔ یوم مقررہ کو خلیفہ خود فوج لیکر قرمطیوں سے لڑنے نکلے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی ابن جراح اپنے عربوں کو لیکر بھاگ گیا۔ اُسکے بھاگنے کے بعد قرمطی کچھ عرصہ تک تو ڈٹے رہے پھر وہ بھی بھاگ نکلے۔ اور معز کی فوج نے اُنکو ہر طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کردیا۔ اور ڈیڑھ ہزار کے قریب گرفتار کرلئے۔ پھر اُنکی بھی گردنیں ماردی گئیں۔ اور اُنکی چھاونی لوٹ لی گئی۔ معز نے اپنے ایک سردار ابو محمود ابراہیم بن جعفر نامی کو اُنکے تعاقب میں روانہ کیا۔ قرمطی بھاگے ہوئے اذرعات میں آئے اور وہاں سے اپنے صدر مقام احسار کو چلے گئے۔

جب قرمطی مصر سے شکست کھاکر بھاگ گئے تو معز نے اپنے سردار ظالم بن موہوب عقیلی کو دمشق کی طرف روانہ کیا کہ دمشق کو قرمطیوں سے چھینکر وہاں کا گورنر بنجائے اسوقت قرمطیوں کی طرف سے ابوالنجاء اور اُسکا بیٹا صاحبی قرمطیوں کے ایک گروہ کا

کا قبضہ دمشق پر ۳۶۴ھ

متاع چھین لیا۔

ظالم کی دمشق پر قابض ہو جانیکے بعد سپہ سالار ابو محمود بھی قرمطیوں کے تعاقب سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف سے گزرا۔ ظالم اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا۔ اُس سے ملاقات کی اور اس خوف سے کہ قرمطی دوبارہ نہ آجائیں ابو محمود سے کہا کہ آپ کچھ دنوں شہر کے باہر قیام کریں۔ وہ ٹھیر گیا ظالم نے ابو اللجا اور صاحبی اور نابلسی نامی ایک شخص کو جسنے رملہ سے بھاگ کر ابو اللجا کے پاس تقرب حاصل کیا تھا اور اسوقت اسی کے ساتھ دمشق میں قید تھا ابو المحمود کے حوالہ کر دیا۔ ابو المحمود نے انہیں مصر بھیجدیا مغربی نے نابلسی کو تو قتل کرادیا اور ابو اللجا اور صاحبی کو قید کر دیا۔

مغاربہ کا فتنہ

ظالم نے ابو محمود کو اس غرض سے شہر کے باہر ٹھیرایا تھا کہ اگر قرمطی دمشق پر حملہ آور ہوں تو وہ اُسکی مدد کرے مگر نتیجہ اسکے برعکس نکلا۔ ابو المحمود کے سپاہی شہر میں آمد و رفت رکھتے تھے کچھ دنوں بعد انہوں نے دمشق میں فساد برپا کر دیا۔ باشندے بھی گھبرا کر لڑ پڑے کوتوال شہر نے بعض مفسدوں کو قتل کرادیا تو لوگ کوتوال پر پل پڑے اور اُسکے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ اتنے میں نواح کے لوگ بھی ابو المحمود کے ہمراہی مغربیوں کے دست تطاول سے تنگ آکر شہر میں آگئے۔ اور ۱۱ شوال ۳۶۳ھ کو عامہ دمشق اور لشکر ابو محمود کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی۔ کئی دن کی لڑائی کے بعد رعایا نے شکست کھائی۔ ظالم بن موہوب رعایا کی ساتھ تھا۔ رعایا سے بمدارات پیش آتا رہا اور ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب رعایا کو شکست ہوئی تو اُسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ دار الامارہ سے نکل کھڑا ہوا مغربیوں نے دمشق کے باب الفرادیس کی نواح کو پھونکدیا اور وہاں بہت سی خلقت جلکر مر گئی۔ یہ فتنہ ربیع الآخر ۳۶۴ھ تک پھیلا رہا۔ پھر اس شرط پر صلح ہوئی کہ دمشقی ظالم کو دمشق سے نکالدیں اور ابو المحمود کے بھانجے جیش بن صمصامہ کو دمشق کا حاکم بنالیں۔ اس طرح صلح ہو جانے پر لوگ فساد سے رک گئے مگر مغربیوں نے پھر فساد برپا کیا تو رعایا نے بھی سر اُٹھایا اور جیش کے قصر کی طرف چلے۔ جیش بھاگ کر چھاؤنی میں آ گیا۔

بادشاہ کو یہ خبریں پہنچیں تو کمال ناگوار گزرا اور ابو المحمود سے سخت ناراض ہوئے اور طرابلس کے گورنر ریّان خادم کو لکھا کہ دمشق جاکر واقعہ کی اصلیت دریافت کرے اور سپہ سالار ابو المحمود کو وہاں سے ہٹادے۔ ریّان نے آکر ابو المحمود کو رملہ کی طرف چلتا کر دیا[1] اور بادشاہ کو اطلاع دی اور خود دمشق میں قیام کیا۔ یہانتک کہ ایپتگین[2] نے آکر دمشق پر قبضہ کرلیا۔

ایپتگین معزالدولہ بویہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا جب ترکوں نے حاجب سبکتگین کی ماتحتی میں معزالدولہ کے بیٹے بختیار سے سرکشی کی اور سبکتگین مرگیا تو ترکوں نے اس ایپتگین کو اپنا سردار بنالیا تھا۔ اور بختیار کا واسط میں محاصرہ کرلیا تھا۔ عضد الدولہ بختیار کی مدد کو آیا تو ترک واسط سے بسرعت تمام بھاگ گئے تھے اور ایپتگین اپنی فوج کے ایک حصّہ کے ساتھ حمص کے قریب آاُترا تھا۔ معز کا دمشق کا گورنر ظالم بن موہوب حمص کی طرف گیا کہ اُسپر قبضہ کرلے مگر نہ کرسکا بلکہ ایپتگین نے آکر دمشق کے باہر ڈیرے ڈالدیئے۔ معز کا خادم اس وقت دمشق میں موجود تھا اور شہر کے مفسدوں بدمعاشوں کو مغلوب کرچکا تھا۔ ایپتگین کے باہر اُترتے ہی روسائے شہر اُس کے پاس آئے اُس سے مل گئے اور کہا کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیے، ہم آپ کو اپنا والی بناتے ہیں۔ اُس سے مغربیوں کی شکایت کی اور کہا کہ وہ ہمیں رفض کے عقائد سکھلاتے ہیں اور اُنکے عامل ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ ایپتگین نے اُنسے عہد لیا اور اُنہوں نے ایپتگین سے عہد لیا اور پھر شعبان ۳۶۴ھ میں ایپتگین کو شہر حوالہ کردیا۔ ریّان دمشق سے نکل گیا اور ایپتگین نے معز علوی کا خطبہ قطع کرکے طائع عباسی کے نام کا خطبہ جاری کردیا۔ اہل فساد کا قلع قمع کیا اور عربوں کو دفع کیا جنہوں نے نواح دمشق پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب ایپتگین کے پاؤں جم گئے۔ اُسکا مال و لشکر بہت بڑھ گیا اور وہ اطمینان سے علاقہ دمشق میں حکومت کرنے لگا۔ معز نے اُسے طلب اطاعت کا پروانہ لکھا اور کہا کہ تم

---

[1] ابو محمود کی برطرفی سے اہل دمشق کے دن پھر گئے اور اُنکی حالت پھر درست ہوگئی۔

[2] جیسے بعض عربی مورخین نے الفتگین اور بعض نے افتکین لکھا ہے حالانکہ اصل ترکی نام ایپتگین ہے ۱۲

میری طرف سے دمشق کے گورنر ہو مگر وہ نہ مانا۔ معز نے اُسپر چڑھائی کرنے کا سامان کیا اور ایک لشکر لیکر بلبیس تک آئے مگر یہاں بیمار ہو کر ۷ ربیع الآخر سنہ ۳۶۵ھ کو انتقال کر گئے اور الپتگین کو کچھ دنوں کے لئے مصر کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔

بادشاہ کا داخلہ قاہرہ میں

جوہر عرصہ سے بادشاہ کو قاہرہ میں بُلا رہا تھا۔ مگر ایک عرصہ تک بادشاہ نے موقع نہ دیکھا اور مصلحت نہ سمجھے۔ یہانتک کہ سنہ ۳۶۱ھ میں بادشاہ نے روانگی مصر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ پس بُلکین بن زیری کو بلا کر افریقیہ اور تمام ممالک مغرب پر اپنا خلیفہ بنایا۔ یوسف نام اور ابو الفتح اُسکی کنیت مقرر کی سیف الدولہ خطاب دیا۔ قیروان اُسکا دار الحکومت رکھا۔ مال وصول کرنے پر زیادۃ اللہ ابن القدیم کو اور خراج پر عبد الجبار خراسانی اور حسین بن خلف موصدی کو بلکین کی نیابت میں مقرر کیا۔ اور اُنکو حکم دیا کہ بلکین کی اطاعت سے سرتابی نہ کریں۔ طرابلس اور اجدابیہ اور سرت پر عبد اللہ بن یخلف کتامی کو (جو اس وقت بادشاہ کی قید میں تھا) گورنر بنایا اور صقلیہ پر ابو القاسم بن حسن کلبی کو بحال رکھا۔ ان دونوں کو بلکین کی نیابت میں نہیں رکھا بلکہ اپنے اپنے صوبہ کے مستقل گورنر رکھے گئے۔

غرض ممالک محروسہ کے انتظام سے فارغ ہو کر بادشاہ نے آخر ماہ شوال سنہ ۳۶۱ھ میں منصوریہ سے نکلکر سردانیہ میں قیام کیا جو قیروان کے قریب ہی ایک قریہ ہے۔ یہاں بادشاہ کے آدمی عامل۔ گھر والے اور کنبہ کے لوگ قصر کا تمام مال و متاع لیکر حاضر خدمت ہوئے آسانی کی غرض سے دیناروں کو گلا کر بڑے بڑے پاٹ بنا لئے جو ایک ایک اونٹ پر دو دو لاد گئے۔ بادشاہ ۴ ماہ تک سردانیہ میں مقیم رہے۔ تمام منصوبوں سے فراغت پا کر ۵ صفر سنہ ۳۶۲ھ کو سردانیہ سے مصر کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ کچھ دور تک یوسف بلکین نے مشایعت کی۔ بادشاہ اُسی رستہ میں طرح طرح کی ہدایتیں کرتے آئے انہی ہدایتوں میں یہ بھی فرمایا کہ کم سے کم اخراجات پر بادلوں کو

(۲) بربریوں کو ہمیشہ تلوار کے زور سے سیدھا رکھنا (۳) اپنے رشتہ داروں اور خاندان والوں میں سے کسی کو ملکی عہدہ پر مامور نہ کرنا کیونکہ وہ زور و قوت حاصل کر کے سلطنت و حکومت اپنا حق سمجھنے لگینگے۔ اور تمکو اس جگہ سے ہٹا دینے کی فکر کرینگے (۴) دارالملک کے باشندوں سے برابر اچھا سلوک کرتے رہنا۔ کچھ دور جاکر یوسف کو تو رخصت کر دیا اور خود اپنی فوج اور حواشی کے ساتھ بحری راستہ سے طرابلس کی طرف روانہ ہوئے۔ طرابلس پہنچکر فوج کے کچھ آدمی جبال نفوسہ کی طرف بھاگ گئے اور باوجود طلب ہاتھ نہ آئے۔ آگے بڑھے۔ برقہ پہنچے۔ بادشاہ کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی ساتھ تھا۔ چندروز کے قیام کے زمانہ میں آخر رجب سنہ ۳۶۲ھ کو سمندر کے کنارے اُسکی لاش پائی گئی۔ قاتل معلوم نہوا۔ شعبان سنہ ۳۶۲ھ کے آخر میں سکندریہ پہنچے۔ یہاں مصر کا قاضی القضاۃ ابو طاہر محمد بن احمد مالکی اور مصر کے معزز اور مقتدر رئیس بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انسے ملنے کے لئے بادشاہ نے منارہ کے قریب دربار کیا۔ بہت بڑا بلیغ خطبہ پڑھا جس میں یہ بھی فرمایا کہ "میں اپنا ملک و مال بڑھانے کی غرض سے مصر میں داخل ہونا نہیں چاہتا بلکہ حق۔ حج اور جہاد کی اقامت اور اپنی عمر کو اعمال صالحہ میں گزارنے اور اپنے جد رسول اللہ صلعم کے احکام چلانے کے ارادہ سے داخل ہوتا ہوں"۔ بہت دیر تک وعظ کرتے رہے یہانتک کہ لوگ رونے لگے۔ اسکے بعض قاضی اور بعض رئیسوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔

خطبہ کے وقت قاضی ابو طاہر محمد بن احمد مالکی بادشاہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کوئی خلیفہ مجھ سے بھی افضل دیکھا ہے؟ قاضی نے کہا کہ میں نے تو سوائے امیر المومنین کے کوئی خلیفہ نہیں دیکھا۔ معز نے کہا تم نے حج بھی کیا ہے؟ قاضی نے کہا ہاں کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا رسول اللہ صلعم کی بھی زیارت کی ہے؟ قاضی نے کہا ہاں کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ابوبکر اور عمر کی قبروں کی بھی زیارت کی ہے؟ قاضی حیران ہوا کہ کیا جواب دے۔ قاضی کہتا ہے کہ میں نے نظر جو اُٹھائی تو دیکھا کہ ولیعہد بہادر بڑے بڑے امیروں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ پس میں نے بادشاہ کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کی مصروفیت میں مجھے اُدھر

کوسلام کرنیکا خیال نہ رہا پھر مین ولیعہد کیخدمت مین جاکر آداب بجالایا مجلس برخواست ہوئی اور مین چلا آیا۔

بادشاہ سکندریہ سے روانہ ہوکر ۲ رمضان ۳۶۲ھ کو جیزہ پہنچے جوہر استقبال کو حاضر ہوا۔ عندالملاقات پیدل ہوکر حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا۔

یہین مصر کا وزیر ابوالفضل جعفر بن فرات بھی سلام کو حاضر ہوا بادشاہ نے جیزہ مین تین دن قیام کیا اسوقت ایک مزا ہوا وہ یہ کہ شہر مصر (فسطاط) کے لوگونکو امید تھی کہ اول بادشاہ شہر مصر مین داخل ہونگے انہون نے بہت کچھ آرائش کی اور شہر کو سجایا تھا اہل قاہرہ بادشاہ کی ملاقات کے لیئے طیار بھی نہ ہوے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اول حضور مصر مین داخل ہونگے مگر بادشاہ ۵ ماہ رمضان کو دریائے نیل عبور کرکے قاہرہ ہی مین داخل ہوئے قصر مین داخل ہوتے ہی سجدہ باریتعالے مین گر پڑے دو رکعت نماز پڑھی ہمراہیون نے بھی ایسا ہی کیا پھر لوگ بادشاہ کے پاس سے چلے آئے۔ ۱۵ رمضان ۳۶۲ھ کو بادشاہ تخت طلائی پر رونق افروز ہوے اور مصر شام اور حجاز کے وکیلون اور سفیرون نے جو آکر جمع ہوئے تھے بادشاہ کی بیعت کی۔

اول مقدمہ جو قاہرہ مین بادشاہ کے سامنے پیش ہوا وہ یہ تھا کہ کافور آخشیدی کے بی بی نے آکر کہا کہ مین نے ایک یہودی ساہوکار کے پاس زربفت اور موتیون کی ایک قبا رکھوائی تھی اب وہ مکر گیا ہے۔ بادشاہ نے اُس یہودی کو بلوایا اُس نے انکار کیا تلاشی دلوائی گئی تو ایک مٹکا گڑا ہوا نکلا اُس مین سے وہ قبا نکلی بادشاہ نے اُس عورت کو وہ قبا حوالہ کی تو اُس نے کہا کہ یہ حضور کی نذر ہے بادشاہ نے قبول نہ کی اور اُسی کو دیدی اور فرمایا کہ ہم رعیت کے مال پر نظر نہین کرتے یہ بات تمام حاضرین مومن و کافر سب کو بہت پسند آئی۔

مصر مین پہلی عید غدیر

محرم ۳۶۴ھ کو بادشاہ نے جوہر سے

اس کے عہدہ قائد القواد ی پر بحال رکھا اسی سال مصر مین عید غدیر بڑے طمطراق کے ساتھ منائی گئی[1] مصر مین عید غدیر منائے جانیکا یہ پہلا موقع ہی۔

حجاز کی حالت سنہ ۳۵۰ھ مین مکہ مین مطیع عباسی اور ہجر کے قرامطہ کا اور مدینہ مین مغر کا خطبہ پڑھا گیا مگر مدینہ کے باہر شریف رضی کے والد ابو احمد موسوی نے مطیع عباسی ہی کے نام کا خطبہ پڑھا اس سال حمص اور حلب مین بھی مغر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مقریزی لکھتا ہے کہ جب جوہر نے مصر فتح کر لیا تو حسن بن جعفر حسینی نے مکہ مین مغر کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور جوہر کو اس امر سے اطلاع دی اور جوہر نے مغر کو لکھ بھیجا سنہ ۳۶۳ھ مین مکہ اور مدینہ دونون مین مغر کے نام کا خطبہ مستقل طور پر جاری ہو گیا۔

مغر کے مصر جانیکے بعد مغرب کے حالات یوسف بلکین[2] جب مغر سے رخصت ہو کر منصوریہ مین آیا تو ولایتون پر اپنے عامل مقرر کرنے مین مصروف ہوا ملک کا دورہ

[1] مقریزی لکھتا ہو کہ خلفاے بنی فاطمہ عید غدیر کو بیواؤن اور بے بیاہون کا نکاح کرتے کبرای دولت رئیسون شیوخ امرا اور مہمانون وغیرہ کو خلعت و انعام و اکرام دیا کرتے قربانیان کیجاتین اور ارباب رسوم مین تقسیم کیجاتین غلام آزاد کیئے جاتے غرض ہر طرح ہر عید سے زیادہ خوشی منائی جاتی ہی۔

[2] خلیفہ منصور ی سردار بنانے سے پہلے بلکین بن زیری بن مناد صنہاجی الحمیری کو اس کے قبیلہ صنہاجہ وغیرہ نے جمع ہو کر اپنا سردار بنا لیا تھا اور وہ اس کے مطیع و منقاد ہو گئے تھے اس کا دادا مناد اپنی قوم کا سردار تھا بڑا مالدار اور صاحب اولاد تھا جو کوئی اس کے پاس جاتا بڑے خوبی کے ساتھ اس کی ضیافت کرتا اس کا بیٹا زیری اس کے زندگی ہی مین سردار مان لیا گیا تھا اس نے بہت سے صنہاجیون کا سردار بنکر دھاوے مار کر لوگون کو لوٹنا اور قید کرنا شروع کر دیا قبائل زناتہ حسد کر کے اس سے لڑنے کو جمع ہو گئے مگر زیری نے خود ہی یلغار کر کے بمقام معیلہ ان پر چھاپہ مارا بہت سے زناتی مارے گئے انکا مال لوٹ لیا گیا اس سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸

ایک شہر آباد کیا اور اُسکا نام اشیر رکھا اپنے ساتھیون کو لیکر وہان رہنے لگا یہ ۳۲۴ھ کا واقعہ ہی مگر زناتہ فساد برپا کرتے رہے اُنکا پیچھا کیا جاتا تو پہاڑون اور جنگلون مین جا چھپتے شہر اشیر آباد کرنے سے وہ زناتہ اور بربرون اور دیگر امصار کے درمیان حائل ہوگیا اس سے قائم باللہ علوی بہت خوش ہوئے اب زیری نے سنا کہ قبیلہ غمارہ نے فساد برپا کر رکھا ہی محرمات کو حلال کر دیا ہی اور اُن مین ایک شخص مدعی نبوت ہوا ہے زیری اُن سے جا کر لڑا فتح پائی اور مدعی نبوت کو پکڑ کر قتل کیا پھر ابو یزید خارجی کے بغاوت کے زمانہ مین اُس نے کارہای نمایان سرانجام دیئے اور قایم باللہ کو مہدیہ مین رسد پہونچائی جس سے اُسے خلیفہ کی خدمت مین رسوخ حاصل ہوگیا۔

اس کے بعد زناتہ نے اشیر کا محاصرہ کر لیا کئی لڑائیان ہوئین جن مین فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے آخر زیری نے فتح پا کر اُنکا قتل عام کرا دیا۔

سعید بن یوسف ثانی ایک شخص نے بہت سے آدمی جمع کر کے جبل اوراس مین منصور باللہ علوی پر خروج کیا۔ زیری نے اپنے بیٹے بلکین کو بہت سی خوج دیکر اُس کے مقابلہ مین روانہ کیا باغایہ کے قریب لڑائی ہوئی۔ خارجی اور اُس کے ساتھی ہوارہ وغیرہ مارے گئے۔ اس سے وہ منصور کا اور بھی زیادہ مقرب ہوگیا شہر فاس کے فتح مین بھی اُس سے کارنمایان ظہور مین آئے تھے۔

محمد بن حسین زناتی نے معز پر خروج کیا تھا بلکین نے اُسے اور اُسکے ساتھیون کو قتل کر دیا اس سے معز بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ بلکین کو صاحب قوت ہونیکی وجہ سے ملک مغرب مین اپنا نائب بنانا چاہتے تھے مگر ساتھ ہی یہ بھی اندیشہ تھا کہ میرے مصر جانیکے بعد کہین ممالک پر قبضہ کر کے خود مختار نہ ہو جائے اُس جنگ سے بلکین اور زناتہ مین دشمنی مستحکم ہوگئی۔

زیری اور جعفر بن علی صاحب مسیلہ و زاب مین حسد تھی جب زیری کو معز کے ساتھ تقرب و تقدم حاصل ہوگیا تو جعفر اور بھی جلا اور اس کے ملک سے نکلکر زناتہ میں چلا آیا جنھون نے کمال خوشی سے جعفر کو اپنا بادشاہ بنا لیا کیونکہ

پہنچی کہ تاہرت کے باشندون نے بغاوت کر کے اپنے عامل کو نکالدیا یوسف تاہرت پر چڑھ گیا اور شہر کو فتح کر کے برباد کر دیا۔

یوسف تاہرت ہی مین تھا کہ خبر پہنچی زناتہ تلمسان پر آگئے ہین یوسف نے جا کر اُن کو بھگا دیا اور اہل تلمسان کا مدتون محاصرہ رکھا آخر انہون نے اطاعت قبول کی یوسف نے معاف کر دیا مگر ان کو اشیر کے طرف جلا وطن کر دیا اس لوگون نے اشیر کے پاس ایک شہر بسا کر اپنے وطن کے نام پر تلمسان نام رکھ لیا۔

اس کے بعد زیادۃ اللہ بن قدیم اور ایک دوسرے امیر عبداللہ بن محمد کاتب کے درمیان جھگڑا ہو گیا یہ کاتب زیادۃ اللہ کے ساتھ ہی رہتا تھا کچھ آدمیون نے زیادۃ اللہ کا ساتھ دیا اور کچھ نے عبداللہ کا کئی لڑائیان ہوئین یوسف بلکین صحبت قدیمہ کیوجہ سے عبداللہ کیطرف مائل تھا آخر عبداللہ نے ابن قدیم کو پکڑ کر قید کر دیا اور اُسکا کام بھی خود ہی کرنے لگا ابن قدیم معز کی وفات تک قید ہی مین رہا اس طرح یوسف کا اقتدار اور بھی بڑھ گیا

سنہ ۳۶۴ھ مین خلف بن حسین نامی ایک سردار نے جو ابن القدیم کے طرف دارونین سے تھا ایک بردست اور مستحکم قلعہ مین اقتدار حاصل کر لیا اُس کے پاس بہت سے بربری وغیرہ جمع ہو گئے یوسف نے چڑھائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹

وہ زیری سے دشمنی رکھتے تھے اور اب وہ معز سے باغی ہو گئے زیری نے بہت سے صنہاجیون وغیرہ کو لیکر چڑھائی کی ماہ رمضان مین سخت لڑائی ہوئی ہنگام جنگ زیری کا گھوڑا بگڑا زیری گرا اور کسی نے اُسے قتل کر ڈالا زیری کے قتل پر زناتہ جعفر سے بگڑ گئے اور کسی بہانہ سے جہاز مین بیٹھ اندلس کے اموی بادشاہ کے پاس چلا گیا جو اُس سے کمال احسان واکرام سے پیش آیا۔

اس کے بعد بلکین بن زیری نے زناتیون پر حملہ کیا اُن کو خوب قتل کیا اور عورتون بچون کو گرفتار کر لیا۔ اور مردون کے سرونکو چوبون مین رکھوا کر پتیلیان چڑھوا دین معز نے یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور بلکین کے جاگیر مین مسیلہ بھی شامل کر دیا اب بلکین کی شان وشوکت بہت بڑھ گئی اور اُس کا خاندان سنہ ۵۶۳ ہجری تک افریقیہ مین حکومت کرتا رہا۔

کھینچ دیا گیا اور اُسکا سر اونٹ پر مصر روانہ کیا گیا۔

یہ خبر سنکر اہل باغایہ پر کمال خوف طاری ہوا اور یوسف سے صلح کر کے اطاعت قبول کر لی یوسف نے انہین باغایہ سے نکالدیا اور باغایہ کی فصیل مسمار کر دی

معز کی وفات

معز نے اپنے بیٹے نزار کو اپنا ولیعہد بنایا اور ۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو ساڑھے پینتالیس سال کی عمر مین انتقال کیا

مقریزی لکھتا ہے کہ معز کا خطبہ تمام ممالک مغرب مصر شام حرمین اور بعض اعمال عراق مین پڑھا گیا۔

وزارت وقضائت

معز کا وزیر[1] ابوالفرج بن یوسف بن کلس اصل مین یہودی تھا مسلمان ہو گیا تھا مصر مین اخشیدیون کا وزیر اور مدبر سلطنت تھا ۳۵۷ھ مین کافور کے وزیر ابن الفرات نے اسے معزول کر کے اسکا مال ضبط کر لیا تھا اور یہ خود مصر مین روپوش ہو گیا تھا پھر بھاگ کر معز کے پاس افریقیہ مین چلا آیا تھا۔ اور بادشاہ کے ساتھ مصر آیا تھا۔ بادشاہ نے اسے اپنا وزیر اور مقرب خاص بنا لیا تھا معز کے بعد عزیز کا بھی وزیر رہا۔

معز نے مصر پہنچنے کے بعد بھی قاضی ابوطاہر مالکی کو مصر کی قضاءت پر بحال رکھا یہان تک کہ ۳۶۶ھ مین اُسنے خود استعفا دیدیا اسکے بعد اپنے قاضی ابوحنیفہ نعمان بن محمد بن منصور قیروانی کو جن کو افریقیہ سے اپنے ساتھ لائے تھے اور قیروان سے اسی عہدہ پر مامور تھے مصر کا بھی قاضی القضاۃ بنایا نعمان عزیز کے ابتدائی عہد تک قاضی القضاۃ رہے۔

---

[1] ابن خلدون لکھتا ہے کہ بنی فاطمہ کے تمام دوران حکومت مین وزارت ارباب قلم کو ملتی رہی اور یہ بڑے پایہ کے لوگ ہوتے تھے کبھی وزیر ہی قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی ہوتا تھا کبھی قاضی القضاۃ ہی داعی الدعاۃ ہوتا تھا کبھی دونوں کے عہدے جدا جدا ہوتے تھے بنی فاطمہ کے عہد حکومت مین جمعہ یا عید کے دن بادشاہ منبر پر جاتا تھا تو بادشاہ کے ساتھ قاضی القضاۃ بھی منبر پر جاتا تھا (ابن خلدون)

۳۶۵ھ کو بادشاہ ہو مگر عید الضحیٰ تک ماہ اپنے والد بزرگوار کی وفات کو ظاہر نہ کیا عید کے دن لوگون کو نماز پڑھائی تو اپنے نام کا خطبہ پڑھا جو نہایت فصیح و بلیغ تھا اور موعظہ و نصیحت نامتناہی پر مشتمل اور ایسا پر تاثیر تھا کہ سامعین پر رقت طاری ہوگئی اور معز کی رسم تعزیت بجالائے۔

مورخین لکھتے ہین کہ عزیز باللہ جواد کریم۔ شجاع۔ دانشمند نہایت حلیم و صابر نیک اخلاق اور کثیر العفو تھے ہمیشہ معافی کو انتقام پر ترجیح دیتے مغلوب دشمن پر رحم کرتے بلکہ اُس کو مالامال کر دیتے حسن سیرت اور انصاف مین اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے تھے عالم و فاضل زبردست ادیب و شاعر بھی اعلےٰ درجہ کے تھے ثعلبی اپنے تذکرہ یتیمۃ الدہر مین لکھتا ہے کہ عید کے دن اُن کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تو یہ شعر کہے۔ نحن بنو المصطفےٰ ذو محن ٭ یجرعہا فی الحیوۃ کاظمنا عجیبۃ فی الانام محنتنا ٭ اولنا مبتل وخاتمنا ٭ یفرح ہذا الوریٰ بعیدہم ٭ طرا واعیادنا ماتمنا یعنی ہم اولاد مصطفےٰ صاحبان رنج والم ہین۔ ہمارے ضبط کرنیوالے تمام عمر بہ رنج و غم کو گھونٹ گھونٹ پیتے رہتے ہین تمام دنیا مین ہماری رنج و مصیبت عجیب ہے ہمارے اول و آخر سب آزمائش کی کسوٹی پر کسے جاتے ہین دنیا کے سب لوگ اپنے عید و نکی خوشی مناتے ہین اور ہماری عیدین ماتم مین گذرتی ہین

عزیز کو عمارتین تعمیر کرانیکا بھی بہت شوق تھا قاہرہ مین باب الفتوح کے قریب کی جامع مسجد قصر البحر (جسکا مثل بقول امیر مختار مسبحی مشرق و مغرب مین کہین نہین بنا) قصر الذہب جامع القرافہ عین شمس کے محل عزیز ہی کی یادگارین ہین

نہایت خوش خلق تھے رعیت کو اپنے سے ملنے کی عام اجازت دے رکھی تھی خونریزی بالکل پسند نہ کرتے تھے شکار کا بہت شوق تھا گھوڑے پر سوار ہو کر خود شکار کرتے اور شکاری پرندوں اور درندوں کو بھی شکار

پر چھوڑتے ۔ گھوڑے کپڑے اور جواہر کے اعلےٰ درجہ کے مبصر تھے ۔ ہر کوئی بنی عباس
یا بنی امیہ یا کسی اور خاندان کا بادشاہ جو حسن سیرت اور لیاقت و قابلیت میں
اس سلالہ نبوت کی ہمسری کر سکے

عزیز کے سلطنت کی وسعت اپنے والد کے سلطنت سے بھی زیادہ تھی انکے عہد میں
حمص حماۃ شیزر اور حلب بھی فتح ہو کر سلطنت مین شامل ہوئے محرم ۳۸۲ھ مین
مخلد بن مسیب عقیلی صاحب موصل نے اپنی تمام سلطنت موصل ۔ مداین ۔ کوفہ
انبار وغیرہ مین عزیز کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا اور نشانون پر عزیز کا نام
ثبت کرایا یمن مین بھی انکے نام کا خطبہ پڑھا گیا انکی عظمت و شان مرتے دم تک
قایم رہی اسوقت فاطمی سلطنت دریاء فرات کے کنارہ سے بحر ظلمات تک پھیلی
ہوئی تھی اور عرب کا تمام مغربی حصہ منتہائے یمن تک اسمین شامل تھا ۔

ابتک بنو کتامہ جنکی مدد سے اس خاندان کی سلطنت قایم ہوئی تھی بنی فاطمہ کے
نہایت مستعد سپاہی تھے اس سبب سے انکو بہت اقتدار حاصل تھا عزیز نے ترکون
اور ایرانیون (دیلمیوں) کی بھی ایک فوج بھرتی کی غرض یہ تھی کہ بربری سارے
سیاہ و سپید پر مسلط نہو جائین مصر مین بربری کتامی وغیرہ ممالک مغرب کے
لوگ مغاربہ اور ترک اور دیلم ممالک مشرق کے لوگ مشارقہ کے نام سے مشہور تھے
عزیز نے بادشاہ ہو کر اپنے والد کے تمام عاملونکو بحال رکھا بلکین بن زیری نے تمام ممالک مغرب
مین تسلط جمانیکے بعد عزیز سے درخواست کی کہ طرابلس کا ملک بھی اُسکے ماتحتی مین دیدیا جائے
۳۶۶ھ مین یہ درخواست پذیرا ہوئی اور طرابلس کا ملک جسمین علاقہ سرت اور اجدابیہ بھی
شامل تھا اُسکی ماتحتی مین دیدیا گیا عزیز نے اپنے والد کے وزیر ابن کلس اور قاضی القضاۃ
ابو حنیفہ نعمان کو بھی اُنکے عہدہ پر بحال رکھا ۔

اہل مکہ و اہل مدینہ نے موسم حج مین معز کے نام کا خطبہ پڑھدیا تھا عزیز بادشاہ ہوئے تو اُنکا خطبہ نہ
[illegible]

بن ام الانصار کو جسنے نبوت کا دعوے کیا تھا شکست دیکر قتل کیا اور فاس اور سجلماسہ پر
دوبارہ قبضہ جمایا اندلس کے بنی امیہ نے جو بعض علاقے مغرب الاقصے کے دبا لیئے تھے یوسف نے
لڑکر چھین لیئے اور آخر سنہ ۳۷۱ھ مین اس ملک سے انکی حکومت کو بالکل برطرف کردیا مگر سنہ ۳۷۳ھ
مین بلکین کا انتقال ہوگیا تو بنی امیہ نے مغرب الاقصے پر پھر قبضہ کرلیا بلکین کا بیٹا
منصور بادشاہ اُسنے عزیز کو دس لاکھ دینار کا ہدیہ ارسال کیا

سنہ ۳۶۵ھ مین صقلیہ کے گورنر نے صقلیہ مین کستنہ فتح کرلیا اور قلوریہ کے شہر طارنت اور عروانیہ
فتح کرلیئے سنہ ۳۷۱ھ مین بردویل شاہ فلانڈرس نے جو جہاد کو نکلا تھا قلعہ مالطہ فتح کرلیا محرم
سنہ ۳۷۲ھ کو ابوالقاسم مالطہ پھر انیکو روانہ ہوا فرنگی بحری سے مقابلہ ہوا پہلے مسلمانون نے
شکست کھائی اور ابوالقاسم مارا گیا اُسوقت اہل صقلیہ نے اُسکے بیٹے کو جو ہمراہ تھا گورنر
بنالیا اور جان توڑ کر حملہ کیا بردویل کو شکست دیکر بھگا دیا چار ہزار فرنگی مارے
گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔ جابر نے صقلیہ کیطرف مراجعت کی ابوالقاسم ۱۲ سال
۵ ماہ گورنر رہا بڑا عادل رعیت پرور اور مخیر تھا اپنے تمام املاک فقیرون اور نیکی کے
کامون مین وقف کردیتا تھا کوئی درہم و دینار چھوڑ کر نہین مرا جابر تدبیر ملکی مین بُرا
تھا اس سبب سے عزیز نے اُسے معزول کرکے ابوالقاسم کے بھتیجے جعفر بن محمد بن حسن
کلبی کو صقلیہ کا گورنر بنایا وہ سنہ ۳۷۵ھ مین مرگیا تو اُسکا بھائی عبداللہ گورنر بنایا گیا وہ بھی
سنہ ۳۷۹ھ مین فوت ہوگیا تو عبداللہ کا بیٹا ابوالفتوح یوسف جو نہایت نیک سیرت تھا
صقلیہ کا گورنر مقرر ہوا اور اُسکے ابن عم حسن بن عمار بن علی ابی الحسین کو عزیز نے اپنا وزیر بنایا
سنہ ۳۸۸ھ مین یوسف کی جانب چپ فالج سے بیکار ہوگئی تو اُسنے اپنے بیٹے جعفر کو صقلیہ کی گورنری مین اپنا نائب بنایا
معز کے مرتے ہی الپتگین نے صیدا اور عکا اور طبریہ مین لوٹ مار کرکے دمشق کیطرف مراجعت کی ذیقعد سنہ ۳۶۵ھ
مین بادشاہ نے جوہر کو روانہ کیا جسنے ۷ ماہ تک دمشق کا محاصرہ رکھا ایام محاصرہ مین الپتگین نے قرمطیون کے
بادشاہ حسن بن احمد کو اپنی مدد پر بلالیا جوہر اس اندیشہ سے کہ دو دشمنون مین نہ گھر جاے قرمطی کے آنے کی خبر سنکر

اور محصورین کی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ قرمطی الپتگین کے اس اجازت دینے پر بہت ناراض ہوا مگر الپتگین نے کہا اب تو میں زبان دے چکا۔ غرض جوہر بادشاہ کو ساتھ لیکر رملہ پر چڑھ آیا جہاں قرمطی اور الپتگین مقیم ہو گئے تھے۔ اوّل بادشاہ نے الپتگین کو بہت سمجھایا کہ اطاعت قبول کر لے مگر وہ کسی طرح نہ مانا۔ ناچار محرم ۳۶۸ھ میں لڑائی ہوئی۔ بادشاہ نے فتح پائی۔ غنیم کی فوج میں سے بیس ہزار مارے گئے بہت سے پکڑے گئے اور بہت سے بھاگ گئے۔ الپتگین پکڑا ہوا آیا۔ بادشاہ اُسکے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے۔ اُسکا لُٹا ہوا مال اُسے دلوا دیا۔ اپنے ساتھ مصر لا کر اُسے اپنا خادم خاص اور حاجب مقرر کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے قرمطیوں کا ۲۰ ہزار دینار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس شرط پر کہ امن و امان میں خلل انداز نہوں۔

الپتگین کے دمشق سے غیبت کے زمانہ میں اُسکا وزیر قسام دمشق پر قابض ہو گیا تھا۔ اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ عزیز نے اسے دمشق پر بحال رکھا۔ مگر محرم ۳۷۲ھ میں قسام کو معزول کر کے مصر بلا لیا گیا اور اُسکی جگہ خلیج دمشق کا گورنر بنایا گیا۔ ۳۷۲ھ میں بکجور کو دمشق کی حکومت دیگئی چونکہ اسکا برتاو رعایا کے ساتھ بُرا تھا ۳۷۸ھ میں یہ بھی معزول کر دیا گیا اور بادشاہ نے اپنے خادم منیر کو دمشق کی گورنری پر مقرر کیا۔ ۳۸۲ھ میں منیر نے سرتابی کی تو بادشاہ نے منجوتگین کو بھیجا جس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ بنی طے اور تمام فلسطین کے عربوں کا امیر مفرج بن دغفل بن الجراح بہت قوی ہو گیا تھا اُسنے نواح رملہ میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ بادشاہ نے بلتگین کو اُسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا بلتگین نے اُسے شکست دی۔ اور وہ بھاگ کر انطالیہ کے رومی گورنر کی پناہ میں چلا گیا اور پھر سعد الدولہ کے علاقہ حمص میں چلا گیا۔

عزیز کے آخری عہد میں رومیوں نے شام کے بعض شاہی علاقوں پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا تھا۔ بادشاہ رومیوں کے مقابلہ کے لئے خود فوج لیکر روانہ ہوئے۔ مگر مقام بلبیس میں پہنچکر رجب ۳۸۶ھ کے عشرۂ اخیر میں بیمار ہو گئے۔ گٹھیا۔ پتھری اور قولنج تینوں مرضوں نے یکے بعد دیگرے زور کیا یہانتک کہ ۲۸ رمضان ۳۸۶ھ کو اپنے بیٹے ... کو اپنا جانشین مقرر

برجوان خادم نے فوراً حاکم کے سر پر تاج رکھدیا۔ ۲۹ رمضان کو رات کے وقت قاہرہ پہنچکر عزیز کو دفن کر دیا گیا۔ دوسرے دن سے حاکم نے امن وامان کے ساتھ سلطنت کرنی شروع کردی کوئی انقلاب واقع نہیں ہوا۔

منصور الدولہ دیلمی سے عزیز کی دوستانہ خط وکتابت جاری تھی۔ عزیز کی وفات کے ساتھ ہی بنی فاطمہ کی عظمت وشوکت کا خاتمہ ہوگیا۔ عزیز اول فاطمی بادشاہ تھے جنہوں نے ترکوں کو اعلےٰ عہدے دیئے اور سپہ سالار بنایا۔ انکے عہد میں ان کے کرم وعفو کی وجہ سے لوگ دن عید اور رات شب برات گزارتے تھے ان کا عہد خوبی میں ضرب المثل ہوگیا تھا۔

یعقوب بن کلس عزیز کا وزیر تھا ۳۸۰ھ میں مرگیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے وزارت کے کام کے دو حصے کر دیئے۔ فوجداری کا کام حسن بن عمار کو اور دیوانی اور مالگذاری کا عیسے بن نسطورس نصرانی کو سپرد کیا۔ بعد میں عیسے لوگوں کی شکایت پر قید کر دیا گیا۔

ابو حنیفہ نعمان بن محمد کے انتقال پر ابو الحسن علی بن نعمان قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ مصر میں سب سے پہلے انہیں کو قاضی القضاۃ کہا گیا۔ سیوطی کہتا ہے کہ یہ شیعہ غالی اور شاعر مجید تھے۔ رجب ۳۷۴ھ میں انکے انتقال پر انکی جگہ ابو عبداللہ محمد بن نعمان مقرر ہوئے سیوطی کہتا ہے کہ "محمد بن نعمان شیعہ غالی تھے ابن زولاق کہتا ہے کہ اس دبدبہ اور سیاست کا قاضی مصر وعراق میں کبھی سنا بھی نہیں گیا۔ اور وہ بسبب اپنے علم وصیانت وہیئت واقامۂ حق کے مستحق بھی اسی کے تھے"۔ عید کے روز عزیز انکو اپنے ساتھ منبر پر بٹھاتے تھے۔ اسی طرح حاکم بامر اللہ اپنے ساتھ منبر پر بٹھاتے رہے۔ یہ اور بھی انکی علوشان کا باعث ہوا۔ ۳۸۹ھ میں انکا انتقال ہوا۔ ابن خلدون لکھتا ہے کہ یہ بڑے نامی کثیر الاحسان اور عدالت میں شدید الاحتیاط تھے ان کا تمام زمانہ شرافت میں گزرا۔ مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ محمد بن نعمان تمام مصر اور حجاز اور شام کی فوجی آبادیوں کے قاضی القضاۃ تھے۔ انکے خاندان کے بہت سے افراد خلفائے مابعد کے عہد میں بڑے بڑے اعلےٰ عہدوں پر ممتاز رہے۔

اب ہم عزیز باللہ کے زمانہ کے بعض واقعات کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح رمضان ۳۶۹ھ میں حاکم سجلماسہ کو شکست دیکر قتل کر ڈالا اور اُس کا سر بادشاہ اندلس کے پاس بھیجدیا۔ اس فتح سے زناتہ کے ملک وطاقت میں بہت اضافہ ہوگیا۔

اسی وقت بلکین فاس اور سجلماسہ اور ارض ہبط (یعنی بائین مغرب) پر تسلط کرکے وہاں سے بنی امیہ اندلس کے عمال کو نکالکر سبتہ کے قریب آگیا تھا جو اندلس کے بنی امیہ کے قبضہ میں تھا اور جہاں مفرورین نے پناہ لی تھی۔ دوپہر تک یوسف نے ایک بلند مقام پر سے کھڑے ہوکر دیکھا کہ شہر کا کس طرف سے محاصرہ کیا جائے اور کس طرح سے لڑائی کا رنگ جمایا جائے معلوم ہوا کہ سوائے بحری رُخ اور جہازوں کے بیڑے کے فتح نہیں ہوسکتا۔ سبتہ والے تو بہت ڈرے مگر بلکین پلٹ کر بصرۃ المغرب کی طرف چلا آیا۔ زناتہ آمد کی خبر سنکر اقاصی مغرب کے صحراؤں اور ریگستانوں میں بھاگ گئے۔ بصرۃ المغرب میں صاحب اندلس نے عمارت عظیمہ بنائی تھی۔ یوسف نے شہر میں داخل ہوکر اس عمارت کو مسمار کرادیا اور شہر کو لوٹ کر برغواتہ کی طرف آیا۔ یہاں کا بادشاہ عبس بن ام الانصار بڑا شعبدہ باز اور ساحر تھا۔ اور دعوئے نبوت کرتا تھا۔ اُسکی رعیت اُسکی حلقہ بگوش تھی۔ اُس نے اُنکی ایک شریعت بھی بنائی تھی بلکین اس سے لڑا اور کئی لڑائیوں کے بعد فتح پائی۔ عبس مارا گیا اُس کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور بیشمار عورتیں اور بچے قید کرکے افریقیہ بھیجدئے گئے۔ یوسف ۳۷۳ھ تک اس علاقہ میں باشندوں کو دباتا رہا۔ اہل سبتہ کی جان پر بنی رہی۔ اور زناتہ ریگستان کی طرف بھاگتے رہے یہانتک کہ ذیحجہ ۳۷۳ھ میں بلکین کا انتقال ہوگیا اور اُسکا بیٹا منصور اُسکی جگہ بادشاہ ہوا۔ اور اُسنے عزیز باللہ کے پاس دس لاکھ دینار کا ہدیہ ارسال کیا۔

صاحب حقائق الاخبار نے لکھا ہے کہ یوسف بلکین نے مغرب پر فوجکشی کرکے شہر فاس اور سجلماسہ پر قبضہ کرلیا اور سرزمین ہبط کو اندلس کے عمال بنی امیہ سے چھین لیا اُسنے یہاں کے اموی امیروں کو زک دیکر تباہ اور پراگندہ کردیا تو وہ منصور بن ابی عامر اموی حکمران اندلس سے فریادی ہوے منصور نے اُنکو فوج وسپاہ سے مدد دیکر یوسف بلکین سے معرکہ آرا ہونے کا حکم دیا۔ بلکین نے اُن کو شکست دی اور آخر ۳۷۱ھ میں اُسنے سرزمین مغرب سے اموی حکمرانان

بنی امیہ نے پھر قبضہ کرلیا۔

صقلیہ کے حالات

رمضان ۳۶۵ھ میں ابوالقاسم علی بن حسن حاکم صقلیہ نے ایک لشکر اور جماعت علماء و صالحین کو ساتھ لیکر مسینی پر چڑھائی کی۔ دشمن وہاں سے بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے پھر کرستنہ کا محاصرہ کرلیا۔ اہل کستنہ نے چندروز کے محاصرہ کے بعد امان مانگی جو دیدی گئی یہاں سے مسلمانوں نے مال لیکر جلوا کی طرف کوچ کیا۔ وہاں اور دیگر علاقوں میں بھی وہی کیا جو کستنہ میں کیا تھا۔ اور ابوالقاسم نے اپنے بھائی قاسم کو ایک بیڑا جہازوں کا دیکر نواح بربولہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ تمام قلوریہ میں فوجی دستے پھیلادے اُس نے ایسا ہی کیا اور بہت سے مخالف عیسائیوں کو قتل کرکے اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لیکر ابوالقاسم کے پاس واپس آیا اور پھر دونوں بھائیوں نے بلرم کی طرف مراجعت کی۔

۳۶۶ھ میں ابوالقاسم نے رمطہ کو جو پہلی جنگوں میں برباد ہوگیا تھا دوبارہ تعمیر اور آباد کیا۔ اسی سال قلعہ اغانہ پر چڑھائی کی۔ اہل قلعہ نے امان مانگی اور قلعہ اور جو کچھ اُس میں تھا ابوالقاسم کے حوالہ کردیا۔ امان دیدی گئی۔ اسکے بعد ابوالقاسم طارنت (ٹارنٹو۔ قلوریہ میں) کی طرف آیا۔ کچھ باشندے بھاگ گئے کچھ شہر کے دروازے بند کرکے ہو بیٹھے۔ ابوالقاسم کے آدمی سیڑھیاں لگاکر اندر اُتر گئے اور دروازے کھولدئے۔ شہر فتح ہوگیا۔ اب امیر نے شہر کو منہدم کرادیا اور آگ لگوادی اور نواح سردانیہ میں قتل و غارت کرنے کے لئے فوجی دستے روانہ کردئے اور خود شہر عروانیہ (اورڈینو) پر چڑھ گیا وہاں کے باشندوں نے مال دیکر صلح کرلی۔ مال لیکر اُسنے شہر بلرم کی طرف مراجعت کی۔

۳۷۱ھ میں بردویل بادشاہ فرنگ نے بہت سے فرنگیوں کو لیکر صقلیہ پر حملہ کیا اور قلعہ مالطہ کو محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ مسلمانوں کی دو مہمیں بھیجی گئیں وہ ناکام رہیں۔ آخر ماہ ذیقعدہ ۳۷۲ھ میں ابوالقاسم خود جہاد کو نکلا کہ بردویل کو قلعہ سے نکالدے۔ مگر جونہیں وہ جزیرہ مالطہ کے قریب پہنچا غنیم سے خائف ہوکر اُلٹا پھر چلا۔ فرنگیوں نے تعاقب کیا اور اپنا بیڑا

اسلامی بیڑے کے پیچھے بڑھایا۔ آخر اسی سنہ ہی میں ۲۰ محرم ۳۷۲ھ کو دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا۔ پہلے حملہ میں اہل فرنگ مسلمانوں پر غالب آئے اور مسلمان شکست کھا کر متفرق ہو گئے فرنگی امیر ابو القاسم تک جا پہنچے اور اُسے قتل کر ڈالا۔ اُسکے ساتھ بہت سے سردار اور بہادر مارے گئے مگر پھر جو بچے ہوئے مسلمانوں نے سنبھل کر اور جان توڑ کر حملہ کیا تو سخت گھمسان کی لڑائی کے بعد عیسائیوں کی فتح شکست سے مبدل ہو گئی۔ چار ہزار فرنگی مارے گئے اور اُن کے بہت سے بطریق پکڑے گئے۔ فرنگی بھاگے مسلمانوں نے پیچھا کر کے اُنکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا بردویل مشکل سے جان بچا کر بھاگا اور اپنی بیوی اور ساتھیوں کو لیکر رومیہ کی طرف چلا گیا۔

اس جنگ میں ابو القاسم کے ساتھ اُسکا بیٹا جابر بھی تھا وہ اُسکے قتل ہوتے ہی اُسکی جگہ صقلیہ کا امیر بنا لیا گیا تھا۔ جابر اس کامیابی کے بعد فوراً بقیہ مسلمانوں کو صقلیہ واپس لے آیا۔

ابن اثیر لکھتا ہے کہ ابو القاسم ۱۲ سال ۵ ماہ اور ۵ دن صقلیہ کا گورنر رہا۔ بڑا عادل اور نیک خصلت تھا۔ رعیت پر بہت شفقت و احسان کرتا تھا۔ خیرات بہت کرتا تھا۔ فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اپنی تمام املاک فقیروں اور نیک کاموں میں وقف کر دیتا تھا۔ کوئی درہم یا دینار چھوڑ کر نہیں مرا۔

جابر چونکہ بغیر اجازت عزیز کے امیر بنایا گیا تھا اور تدبیر مُلکی میں بھی اچھا نہ تھا اس سبب سے ۳۷۳ھ میں عزیز نے اسے معزول کر کے اپنے مقرب جعفر بن محمد بن حسن کلبی کو جو ابو القاسم کا بھتیجا تھا صقلیہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ جعفر ۳۷۵ھ میں مر گیا تو اُسکا بھائی عبد اللہ گورنر بنایا گیا۔ جب یہ بھی ۳۷۹ھ میں فوت ہو گیا تو عبد اللہ کا بیٹا ابو الفتوح یوسف جو نہایت نیک سیرت تھا صقلیہ کا گورنر مقرر ہوا۔ مگر ۳۸۸ھ میں فالج گرنے سے یوسف کی جانب چپ بیکار ہو گئی تو اُس نے اپنے بیٹے جعفر کو اپنی نیابت میں گورنر بنایا جسے خلیفہ حاکم نے تاج الدولہ کا خطاب دیا۔ اور یوسف کی صقلیہ کی گورنری کے زمانہ میں اسکے ابن عم حسن بن عمار بن علی بن ابی الحسین کو اپنا وزیر بنایا۔

شام کے حالات | مغر کام نہ تھا کہ افتگین بنی فاطمہ کے علاقے جو ساحل شام

پر بھی فتح کرنے چلا۔ سب سے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا جہاں ابن الشیخ سرداران مغاربہ کے ساتھ اور ظالم بن موہوب عقیلی موجود تھے۔ یہ اُس سے لڑنے نکلے۔ الپتگین نے ہزیمت کی صورت اختیار کی اور اُن کو لگائے ہوئے دور لے آیا۔ پھر پلٹ کر حملہ کیا اور ۴ ہزار قتل کر ڈالے۔ پھر بڑھکر عکّہ کا محاصرہ کر لیا اور طبریہ کا قصد کیا۔ یہاں بھی وہی کیا جو صیدا میں کیا تھا۔ اور پھر دمشق کی طرف مراجعت کی۔ عزیز کو یہ خبر پہنچی تو اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کرکے جوہر کاتب کو اُسکے مقابلہ میں روانہ کیا۔ الپتگین نے اہل دمشق کو بنی فاطمہ کی طرف سے بھڑکا کر اپنے سے ملائے رکھنے کی کوشش کی۔ پس وہ اسکے پاس جمع ہوئے اور مرنا ٹھان لیا۔ الپتگین نے اُن سے اس امر پر حلف لے لیا۔ اتنے میں جوہر آپہنچا اور ذیقعدہ سنہ ۳۶۵ھ میں اُسنے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ ۷ ماہ تک محاصرہ رہا۔ اس عرصہ میں طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایام محاصرہ میں الپتگین نے قرمطیوں کے بادشاہ حسن بن احمد کو لکھکر اُس سے مدد طلب کی۔ وہ احسا سے فوج لیکر آموجود ہوا اور شام اور عرب کے آدمی قریب پچاس ہزار کے الپتگین کی مدد کو جوہر کے مقابلہ میں جمع ہو گئے۔ قرمطیوں کی آمد کی خبر سنکر جوہر اس خیال سے کہ دو دشمنوں کے درمیان نہ گھر جائے رملہ کی طرف چلا آیا۔ قرمطی پہلے تو دمشق میں الپتگین سے ملے اور پھر دونوں نے ملکر جوہر کو رملہ میں آلیا۔ اور پانی بند کر دیا۔ جوہر عسقلان چلا آیا۔ قرمطیوں اور الپتگین نے آکر عسقلان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت جوہر سخت آفت اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ غلہ بھی نِبڑ گیا۔ اور بسبب جاڑے کے مصر سے رسد نہ آسکی۔ نوبت یہ پہنچی کہ محصورین مُردار کھانے لگے۔ ناچار جوہر نے صلح کا پیغام دیا۔ قرمطیوں نے الپتگین کو منظور نہ کرنے دیا۔ آخر جوہر نے الپتگین کو تنہائی کی ملاقات کے لئے بُلایا اور تمام نشیب و فراز سمجھایا اور کہا کہ کیوں مسلمانوں کا خون کرتے ہو۔ الپتگین نے جواب دیا کیا کروں قرمطی سے مجبور ہوں۔ جوہر نے کہا اچھا اتنا تو احسان کرو کہ مجھے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں کو مصر چلا جانے دو۔ یہ الپتگین نے مان لیا۔ جوہر نے عہد لے لیا اور باوجود قرمطی کے خلاف مرضی ہونے کے الپتگین نے جوہر اور اُسکے ساتھیوں کو مصر جانے دیا۔ قرمطی یہی کہتا رہا کہ جانے نہ دو ورنہ جوہر عزیز کو ساتھ لاکر ہم پر حملہ کرے گا

جسکے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ اس سے تو عہد شکنی ہی مناسب ہے۔ مگر اپتگین نے کہا مجھ سے عہد شکنی نہیں ہو سکتی۔

غرض جوہر اپنے آدمیوں کو لیکر مصر آیا۔ اور عزیز کو ساتھ لیکر رملہ پر چڑھ آیا۔ خود عزیز کے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا۔ قرمطی اور اپتگین پہلے ہی عزیز کی روانگی کی خبر سنکر فوج جمع کر کے رملہ آ گئے تھے۔ محرم ۳۶۷ھ میں (اور بروایت مقریزی ۳۶۸ھ میں) رملہ کے باہر جنگ کی ٹھیری۔ پہلے عزیز نے اپتگین کو اُسکی شجاعت سے خوش ہو کر اطاعت کا پیغام دیا۔ اسے بہت کچھ ترغیب دی اور وعدہ کیا کہ میں اپنی سلطنت میں تجھے رتبۂ اعلیٰ پر ممتاز کرونگا اور اپنے پاس طلب کیا۔ اپتگین دونوں صفوں کے درمیان حاضر ہوا۔ گھوڑے سے اُتر از مین خدمت کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ امیر المومنین سے کہدو اگر اس سے پہلے آپ ایسا فرماتے تو میں فوراً قبول کر لیتا۔ لیکن اب مجھ سے ممکن نہیں ہو سکتا۔ یہ کہکر میسرہ پر حملہ کیا اور بھگا دیا اور اُن میں سے بہت سے قتل کیے۔ اپتگین کی اس حرکت سے عزیز کو بہت غصہ آیا اور خود میمنہ کو لیکر حملہ آور ہوئے۔ اور غنیم کی فوج کو شکست دیکر بھگا دیا۔ مغربیوں نے غنیم کی فوج میں سے بیس ہزار کے قریب تلوار کے گھاٹ اُتار دئے اور بہت سے گرفتار کر لئے۔ فتح کے بعد بادشاہ نے اپنے خیام میں نزول کیا۔ جو کوئی کسی قیدی کو لیکر آیا اُسے خلعت دیا گیا۔ اپتگین بھاگا ہوا جا رہا تھا۔ راستہ میں اُسکا دوست مفرج بن دغفل طائی مل گیا۔ یہ بہت پیاسا تھا پانی مانگا۔ دغفل نے پانی پلایا اور اُسے اپنے گھر لے آیا۔ اور بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اور پھر عزیز کو اطلاع دی کہ میں نے اپتگین کو قید کر لیا ہے اور ایک لاکھ دینار طلب کیے۔ جو عزیز نے اپتگین کے گرفتار کرنے والے کے واسطے مقرر کیے ہوئے تھے۔ مفرج نے دینار بھجوا دئے۔ جب اپتگین کو پکڑ کر عزیز کے پاس لے چلے تو اُسے کامل یقین تھا کہ جاتے ہی عزیز مجھے قتل کرا دیگا۔ مگر بادشاہ اس سے بکمال انعام و اکرام سے پیش آئے۔ اُسکے لئے خیمے نصب کرائے اور جو مال اُسکا لوٹا گیا تھا اُسے واپس دلوا دیا۔

آنکھ کھولکر دیکھے بھی نہ تھے۔ پھر اسے ساتھ لیکر مصر کی طرف مراجعت کی۔ الپتگین کو اپنے قصر کے قریب اُتارا۔ اپنا خادم خاص اور حاجب بنایا۔ اور کمال معزز و ممتاز کیا۔ بادشاہ کی ان عنایتوں سے اُس میں ایسا تکبر پیدا ہوگیا کہ وزیر تک کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اور اُسے سلام کرنے تک نہ جاتا تھا۔ اس سبب سے وزیر یعقوب بن کلس کو اُس سے عداوت ہوگئی اور اُسنے الپتگین کو زہر سے ہلاک کرا دیا۔ عزیز کو یہ خبر پہنچی تو سخت ناراض ہوا وزیر کو چالیس دن تک قید رکھا اور ۵ لاکھ دینار جرمانہ کیا۔ پھر خطا معاف کرکے دوبارہ خلعت وزارت سے ممتاز کیا۔

مقریزی لکھتا ہے کہ یہ کیفیت سنکر شریف ابو اسمٰعیل ابراہیم الرئیس نے بادشاہ کو لکھا کہ مولانا یہ کافر تو ہر طرح کے عذاب کا مستحق ہے تعجب ہے آپنے اس پر احسان کیوں کیا۔ اُس وقت تو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بعد میں جب شریف سے ملاقات ہوئی تو کہا کہ اے ابراہیم میں نے تمہارا خط پڑھا جو الپتگین کے بارے میں تم نے لکھا تھا۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ سنو ہم نے اس سے احسان اور ولایت کا وعدہ کیا تھا۔ پس جب وہ آگے بڑھا اور ہماری طرف آیا تو اُس نے دو جوبے اور خیمے ہمارے مقابل نصب کیے ہم نے اُس سے چاہا کہ چلا جائے مگر وہ لڑا اور اُسنے قتال کیا۔ پس جب وہ شکست کھا کر بھاگا اور میں اُسکے خیمہ و خرگاہ میں داخل ہوا تو میں نے شکریہ میں خدا کا سجدہ کیا اور دعا کی کہ وہ میرے پاس گرفتار ہوکر میرے قابو میں آجائے۔ پس وہ ایک ہی ساعت بعد اسیر کرکے لایا گیا۔ اب کیا تمہارے نزدیک مجھے یہ لائق ہے کہ عہد کو پورا نہ کروں۔

عزیز نے الپتگین کو اس قدر مالامال کیا اور اسقدر اُسکا اعزاز و اکرام کیا کہ وہ خود اپنے مُنہ سے بول اُٹھا کہ میں ان احسانوں اور عنایتوں کی وجہ سے جن میں مجھے ڈھانپ دیا گیا ہے جناب خلیفہ و مولانا عزیز باللہ کے ساتھ سوار ہوتے اور اُن کی طرف نظر کرتے ہوئے پانی پانی ہوا جاتا ہوں۔ جب عزیز کو الپتگین کے اس قول کی خبر پہنچی تو اپنے چچا حیدرہ سے کہا اے چچا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے پاس ظاہر نعمتیں دیکھوں اُنکو سونا چاندی اور جواہر پہنے اور گھوڑے اور لباس اور جاگیریں اور زمینیں دیکھوں اور

پاس پیغام بھیجا کہ اگر تو میرے پاس حاضر ہو جائے گا تو تیرا اعزاز و اکرام الپتگین سے بھی زیادہ کیا جائیگا۔ عزیز کے قاصدوں نے قرمطیوں کے اُس سردار کو طبریہ میں جالیا۔ اُسنے بادشاہ کے پاس آنے سے انکار کیا تو عزیز نے اُسے بیس ہزار دینار بھیجدیئے اور اقرار کیا کہ تجھے سالانہ اتنا ہی وظیفہ ملتا رہیگا۔ اسکے بعد قرمطی نے احساء کی طرف مراجعت کی۔

الپتگین نے اپنی حکومت دمشق کے زمانہ میں ایک شخص قسام نامی کو اپنا وزیر بنایا تھا الپتگین کے دمشق سے جانے کے بعد بہت سے لوگ اُسکے تابع ہو گئے اور وہ شہر پر مستولی ہو گیا۔ الپتگین اور قرمطیوں پر فتح پانے کے بعد عزیز نے سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو دوبارہ دمشق کا گورنر بنا کر روانہ کیا جیسا کہ اُنکے والد معز لدین اللہ کے زمانہ میں تھا۔ ابو محمود دمشق پہنچا تو دیکھا کہ دمشق میں قسام حکمرانی کر رہا ہے اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھتا ہے۔ پس ابو محمود دمشق میں رہا تو سہی مگر حکم قسام ہی کا چلتا رہا۔ یہانتک کہ سنہ ۳۷۰ھ میں ابو محمود کا انتقال ہو گیا۔

قسام ہی کے عہد حکومت میں ابو تغلب بن حمدان صاحب موصل عضد الدولہ بویہی کے ہاتھ سے بھاگ کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اُسے اس اندیشہ سے کہ خود یا عزیز کے حکم سے دمشق پر قابض نہو جائے دمشق میں داخل نہونے دیا۔ ابو تغلب کچھ عرصہ تک قسام سے لڑکر طبریہ کی طرف چلا گیا۔ پھر محرم سنہ ۳۶۹ھ میں رملہ کی طرف آیا۔ اس وقت رملہ کے علاقہ میں بنی عقیل کا سردار مفرج بن دغفل طائی ایک جمعیت لئے پڑا تھا۔ اور عزیز کا سردار فضل بھی ایک فوج لیکر آیا ہوا تھا جسے عزیز نے شام کی طرف بھیجا تھا۔ پس مفرج اور فضل دونوں ابو تغلب سے لڑنے چلے۔ ابو تغلب کے ساتھ اس وقت صرف سات سو آدمی جو اُسکے اور اُسکے باپ کے غلام تھے رہ گئے تھے۔ لہذا اُسنے فرار کیا مگر پکڑا ہوا آیا اور دغفل نے اُسے قتل کرا دیا اور اُسکا سر مصر میں عزیز کے پاس بھیجدیا۔ اُسکے ساتھ اُسکی بہن جمیلہ بنت ناصر الدولہ اور اُسکی زوجہ

---

١ ابن خلدون نے قرمطیوں کے سردار کا نام اعصم لکھا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ حسن قرمطیوں کے بادشاہ کا نام ہے جو احساء میں رہتا تھا اور وہ اعصم کو لڑائیوں پر فوج کا سردار بنا کر بھیجتا تھا ١٢

کے بیٹے کے ساتھ حلب آئے اُس نے اپنی بہن کو تو اپنے پاس رکھ لیا اور حمدیہ کو عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیجدیا۔ عضد الدولہ نے اُسے اپنے مکان کے ایک حجرہ میں قید کر دیا۔

اسکے بعد عزیز کی فوج نے فضل کی ماتحتی میں قسام کا دمشق میں محاصرہ کر لیا مگر ناکام رہا اور مصر کو واپس چلا گیا۔ پس ۳۶۶ھ میں عزیز نے سلیمان بن جعفر بن فلاح کو دمشق پر روانہ کیا۔ قسام نے اُسے بھی اندر نہ گھسنے دیا اور لوگوں کو ورغلایا جنہوں نے لڑ کر اُسے بھگا دیا۔ اور چالاکی یہ کی کہ ایک محضر اس مضمون کا تیار کر کے عزیز کی خدمت میں روانہ کیا کہ میں اس موقع پر جامع مسجد میں تھا عوام سے یہ بیہودہ حرکت صادر ہوئی ہے اس میں یہ بھی لکھا کہ اگر حضور مجھے دمشق میں رہنے دینگے تو خادم عضد الدولہ کو شام کی طرف آنے سے روکتا رہیگا۔ پس عزیز نے چشم پوشی کی کیونکہ وہ عضد الدولہ کے شام پر حملہ کرنے سے ڈرتے تھے۔

بنی طے اور تمام فلسطین کے عربوں کا امیر مفرج بن دغفل بن الجراح بہت قوی ہو گیا تھا اور اُسکی شوکت و جمعیت بہت بڑھ گئی تھی۔ اُس نے نواح رملہ میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ اور ملک کو برباد کر دیا تھا۔ عزیز نے ایک فوج بلتکین ترکی کے ماتحت روانہ کی بلتکین نے نواح رملہ میں پہنچکر کچھ آدمی گھات میں بٹھا دئے۔ پس جب ابن جراح مقابلہ کو آیا اور لڑائی شدت سے ہونے لگی تو گھات والی فوج پیچھے سے آپڑی اور ابن جراح کے آدمیوں کو تلوار کے نیچے دھر لیا۔ ابن جراح انطاکیہ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں کے رومی گورنر نے اُسے پناہ دی پھر بادشاہ قسطنطنیہ کے خوف سے وہ بکجور کی پناہ میں چلا گیا جو سیف الدولہ کا غلام اور حمص کا گورنر تھا۔ مفرج بن دغفل

مفرج کو بھگا کر بلتکین نے آخر ۳۷۱ھ میں دمشق پر چڑھائی کی شکست کھانے کے بعد اہل دمشق نے اپنے اور قسام کے لئے پناہ مانگی اُسنے سب کو امان دی اور اپنے ایک امیر خطلیخ نامی کو دمشق کا گورنر بنا دیا۔ پس وہ محرم ۳۷۲ھ میں دمشق میں داخل ہوا مگر دو دن بعد قسام روپوش ہو گیا تو قسام اور اُسکے اصحاب کے گھر لوٹ لئے گئے۔ کچھ دنوں بعد قسام ظاہر ہو کر بلتکین کے پاؤں پر گر پڑا اُسنے جان بخشی کی اور مصر روانہ کر دیا۔

بکجور دمشق کا گورنر

ابو المعالی سعد الدولہ بن سیف الدولہ بن حمدان کا حمص کا گورنر بکجور عزیز کی تحریر پر دمشق کے فتنہ وفساد کے زمانہ میں شاہی فوج کو حمص سے رسد بھیجتا رہا تھا بادشاہ نے اُسے دمشق کی گورنری دینے کا وعدہ کیا تھا ۳۷۲ھ میں سعد الدولہ نے بکجور کو حمص سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت بکجور نے عزیز کو لکھا کہ حضور وعدہ پورا کریں۔ دمشق کی گورنری عنایت فرمائیں۔ اسی موقع پر یہ روداد پیش آئی کہ مصر میں مغربی لوگ وزیر یعقوب بن کلس پر حملے کرنے کے لئے جمع ہوگئے اس لئے بلتگین کو دمشق سے مصر بلانے کی ضرورت پڑی۔ بادشاہ کا حکم آیا کہ بکجور کو دمشق کا گورنر بنا کر تم مصر چلے آؤ۔ بلتگین نے حکم کی تعمیل کی اور رجب ۳۷۲ھ میں داخل ہوگیا۔

چونکہ وزیر یعقوب بن کلس بادشاہ کو بکجور کی تقرری دمشق سے روکتا رہتا تھا اور یہ خبریں بکجور کو پہنچتی رہتی تھیں اسی سبب سے دمشق میں داخل ہونے کے بعد بکجور نے ابن کلس کے اصحاب وملازمین کو جو دمشق میں تھے تباہ وبرباد کردیا۔ اسکا برتاؤ اہل دمشق کے ساتھ بھی اچھا نہ تھا اس سبب سے ابن کلس نے بادشاہ سے چغلی کھائی اور کہا کہ بکجور کا رویہ بہت خراب ہے۔ اسے دمشق سے نکالدینا چاہیے۔ اور ۳۷۸ھ میں منیر خادم کے ماتحت ایک فوج دمشق پر روانہ کردی بکجور بھی عربوں کو جمع کرکے مقابلہ کو نکلا مگر داریا کے قریب شکست کھا کر رقہ کی طرف آیا اور وہیں پر قبضہ کرلیا۔ منیر دمشق میں داخل ہوکر گورنری کرنے لگا۔ اور عزیز کے نزدیک اسکی قرب ومنزلت زیادہ ہوگئی۔

بکجور نے رقہ میں آکر سعد الدولہ کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ فدوی کو حمص پر بحال کردیا جائے۔ عرضی نامنظور ہوئی تو بکجور نے سعد الدولہ سے لڑنے کے لئے لوگ جمع کئے اور عزیز کو لکھا کہ سعد الدولہ انتظام ملکی سے بیخبر عیش وعشرت میں مشغول ہے حضور حلب کو فتح کرلیں جو عراق کا دروازہ ہے۔ حلب لینے کے بعد عراق فتح کرنا آسان ہوجائیگا۔

عزیز نے طرابلس الشام کے عامل نزال اور دیگر امیروں کو لکھا کہ نزال کے ساتھ بکجور کی

کی ... بکجور نے فوج لیکر سعد الدولہ پر چڑھائی کی اور سعد الدولہ حلب سے اسکے مقابلہ

[illegible]

نے جو ابن کلس کے بعد وزیر ہوا تھا اور بکجور سے دشمنی رکھتا تھا اُسنے بکجور کی طرف سے بہکایا تھا لڑائی شروع کرنے سے پہلے سعد الدولہ نے بکجور کو استمالت کا خط لکھا اُسے مخالفت دور کرنے اور موافقت کر لینے کی نصیحت کی اور غلامی اور آزاد کرنے کے حقوق یاد دلائے اور اقرار کیا کہ تم کو رقہ سے حمص تک کا تمام علاقہ دیدیا جائیگا مگر بکجور نے قبول نہ کیا۔ ناچار سعد الدولہ نے یہ ترکیب کی کہ رومیوں کے گورنر انطالیہ سے مدد منگائی۔ جس نے بہت سی فوج روانہ کردی۔ اور بکجور کے ساتھ والے عربوں کو لالچ دیکر ملا لیا کہ وقت پر اُسکے ساتھ سے بھاگ جائیں۔ پس جس وقت گھمسان کی لڑائی ہوئی تو بکجور کے ساتھ والے عربوں نے بکجور کی چھاؤنی کو لوٹ لیا اور سعد الدولہ کی طرف چلے گئے۔ بکجور نے عربوں کے اس فریب کو دیکھکر جان سے ہاتھ دھولیے اور ٹھان لیا کہ جس طرح بھی ہوسکے سعد الدولہ کے مقام پر پہنچکر اُسے قتل کر ڈالے۔ لولوء الکبیر کو جو سعد الدولہ کے آزاد کردہ غلاموں اور اُسکے بڑے امیروں میں سے تھا یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے سعد الدولہ کو وہاں سے ہٹا دیا اور اصرار کرکے خود سعد الدولہ کی جگہ قیام کیا۔ بکجور اور اُس کے ہمراہی نہایت مردانگی سے لوگوں کو مارتے اُس مقام تک پہنچ گئے جہاں لولوء الکبیر نے سعد الدولہ کی جگہ قیام کیا تھا۔ بکجور نے جاتے ہی سعد الدولہ سمجھ کر لولوء الکبیر کے ایک نیزہ رسید کیا اور وہ وفادار اپنے آقا پر قربان ہوگیا۔ اس وقت سعد الدولہ اپنے مقام پر آگیا۔ اُسکے لوگوں کی ہمت بندھ گئی اور بکجور کو گھیر لیا۔ بکجور اور اُسکے ساتھی بمشکل جان بچا کر بھاگے مگر بکجور کے ساتھ سات آدمی سے زیادہ نہ رہے۔ باقی بہت سے قتل اور بہت سے اسیر ہوئے بکجور نے ایک عرب کے گھر میں پناہ لی جس نے اُسے پکڑوا دیا۔ ایک لاکھ درہم اور بہت کچھ انعام پایا۔ سعد الدولہ نے اُسے قتل کرادیا۔ یہ ۳۸۱ھ کا واقعہ ہے۔

بکجور کو شکست دینے اور قتل کرنے کے بعد سعد الدولہ نے بکجور کے صدر مقام رقہ پر چڑھائی کی اس وقت بکجور کے بیٹے اور بکجور کا نائب سلامہ رشیقی اور بکجور کا وزیر ابو الحسن علی ابن الحسین مغربی رقہ میں تھے انہوں نے امان جان و مال کی شرط پر رقہ سعد الدولہ کے حوالہ کردیا۔ جب بکجور کے بیٹے مال لیکر نکلنے لگے تو سعد الدولہ کو اُنکے مال کی کثرت سے تعجب ہوا اور کہا کہ ہمیں

گمان بھی نہ تھا کہ بکجور کے پاس اتنا مال ہوگا۔ قاضی ابن ابی الحصین نے جو ہمراہ تھا کہا کہ آپ یہ مال کیوں نہیں لے لیتے کیونکہ غلام کی تمام ملکیت آقا کی ہوتی ہے۔ پس سعد الدولہ نے وہ سب لے لیا اور انہیں قید کرلیا۔ وزیر مغربی نجف اشرف کو بھاگ گیا اور پھر سعد الدولہ کی وفات کی خبر سنکر عزیز کے پاس مصر چلا گیا۔

اسکے بعد بکجور کی اولاد نے عزیز کو لکھا کہ آپ ہماری سفارش سعد الدولہ سے کر دیجیے۔ عزیز نے سعد الدولہ کو بہت کچھ دھمکی کے ساتھ لکھا کہ بکجور کے بیٹوں کو ہمارے پاس بھیجدو۔ سعد الدولہ نے قاصد کی اہانت کی اور کہا اپنے آقا سے کہدیجیو میں خود تیری طرف آتا ہوں اور ساتھ ہی مصر کی طرف فوج روانہ کردی۔ اور خود فوج لیکر مصر پر چڑھائی کی مگر راستہ میں مبتلائے قولنج ہوکر حلب کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور ہوا۔ قولنج جاتا رہا تو فالج ہوگیا اور فالج کے تین دن بعد ۳۸۱ھ میں مرگیا۔ مرتے وقت بکجور کے بیٹوں سے بدعہدی کرنے پر پچھتاتا تھا۔ سعد الدولہ نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے بیٹے ابوالفضائل کو اپنا جانشین اور اپنے خادم لولو الصغیر کو اسکا سرپرست مقرر کیا۔ سعد الدولہ کی وفات پر اسکی فوج نے حلب کی طرف مراجعت کی۔

ایک تو سعد الدولہ نے عزیز کے قاصد کی توہین کی تھی۔ دوسرے بکجور کے وزیر ابوالحسن مغربی نے جو مصر آگیا تھا عزیز کو حلب فتح کرنے کی ترغیب دی۔ عزیز نے حلب کے محاصرہ کے واسطے ایک سردار منجوتگین نامی کے ماتحت ایک فوج روانہ کی جسنے حلب کا محاصرہ کرلیا۔ سعد الدولہ تو مر ہی چکا تھا اسکے بیٹے ابوالفضائل اور سلطنت کے مدار المہام لولو الصغیر نے بسیل بادشاہ روم سے مدد مانگی۔ بسیل تو اس وقت بلغاریوں سے لڑ رہا تھا اسنے اپنے انطاکیہ کے گورنر کو لکھدیا کہ ابوالفضائل کی مدد کرے چنانچہ وہ پچاس ہزار فوج لیکر جسر الحاصی پر آموجود ہوا۔ منجوتگین کو رومیوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ حلب سے کوچ کرکے دریا عبور کرکے رومیوں کے مقابلہ میں آیا اور شکست دی۔ بہت سے رومی قتل اور بہت سے اسیر ہوئے۔ باقی انطاکیہ کی طرف بھاگ گئے۔ منجوتگین نے تعاقب کرکے شہر انطاکیہ اور اسکے نواح میں آکر قتل و غارت کا بازار

میں چلا آیا۔ اور غلہ اور تمام ضروریات کو نکال کر باقی میں آگ لگا دی تھی تاکہ منجوتگین آئے تو اُسکی فوج کو کھانا نہ ملے۔ اب جو منجوتگین نے واپس آکر حلب کا محاصرہ کیا تو لولو الصغیر بہت سا مال لیکر ابو الحسن مغربی کے پاس آیا جو مصر سے منجوتگین کے ساتھ آیا تھا اور یہ پیغام دیا کہ کسی طرح صلح کرادے۔ منجوتگین بھی لڑتے لڑتے تھک گیا تھا اس لئے صلح ہو گئی اور منجوتگین نے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ یہ خبر عزیز کو پہنچی تو غضبناک ہوا اور کہا کہ نہیں پھر جا کر حلب کا محاصرہ کرو اور وزیر مغربی کو علیحدہ کردو۔ اور سمندر کی راہ سے طرابلس کی طرف فوج کے لئے رسد روانہ کردی۔ پس منجوتگین نے حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ ۱۳ ماہ تک رہا۔ اہل حلب نے پھر بادشاہ روم سے مدد مانگی اور لکھا کہ اگر حلب فتح ہو گیا تو پھر انطاکیہ بھی نہیں بچیگا۔

اُس وقت بسیل بلغاریوں کو چھوڑ یلغار کرتا ہوا حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابو لولوی الصغیر کو مسلمانوں کی نسبت اندیشہ ہوا اور اُسنے منجوتگین کو اپنے جاسوسوں کی معرفت خبردار کردیا کہ خود بسیل بادشاہ روم فوج لئے چلا آتا ہے۔ منجوتگین کو یہ خبر پہنچی تو ان بازاروں محلوں اور حماموں کو جو اثنائے محاصرہ میں لئے تھے تباہ و برباد کرکے بسرعت تمام وہاں سے چلدیا۔

ادھر بادشاہ روم حلب میں لولو الصغیر اور ابو الفضائل سے آملا۔ پھر منجوتگین کو نہ پاکر حمص و شیزر فتح کرتا ہوا اُلٹا پھر گیا۔ اور بیالیس دن تک طرابلس کا محاصرہ رکھا مگر فتح نہ کرسکا۔ اور اپنے ملک کو مراجعت کر گیا۔ ۳۸۵ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد منیر نے دمشق میں سرتابی کی۔ منجوتگین نے اُسکی بغاوت فرو کرکے دمشق پر قبضہ کرلیا۔

عزیز کی وفات

بادشاہ رومیوں کے مقابلہ میں خود فوج لئے جارہے تھے مگر بمقام بلبیس پہنچکر رجب ۳۸۶ھ کے عشرۂ اخیر میں بیمار ہو گئے۔ گٹھیا۔ پتھری۔ اور قولنج تینوں مرضوں نے یکے بعد دیگرے زور کیا۔ شنبہ ۲۵ رمضان کو بلبیس کے حمام میں سوار ہو کر غسل کرنے گئے۔ حمام سے اُستاد ابو الفتوح برجوان کے مکان پر آئے جو قصر کا خزانچی تھا اور اُسی کے پاس قیام کیا۔ دو شنبہ کو زیادہ بیمار ہو گئے۔ اور سہ شنبہ کو پتھری اور قولنج کی سخت شدت ہوئی۔ اس وقت قاضی محمد بن نعمان اور ابو محمد حسن بن عمار کتامی الملقب بہ امین الدولہ کو جو کتامہ کا شیخ و سردار تھا بلایا اور اپنے بیٹے حاکم

...بہت دیر تک وصیت کی۔ پھر حاکم کو بہت دیر تک سمجھاتے اور وصیت کرتے رہے۔ اس کے بعد بادشاہ برابر حمام میں رہے یہانتک کہ بروز سہ شنبہ ظہر و عصر کے درمیان ۲۸ رمضان ۳۸۶ھ کو مرض کی شدت سے مسلخ حمام میں انتقال کیا۔ عزیز کی وفات ایک لمحہ بھی پوشیدہ نہیں رکھی گئی۔

عزیز کے انتقال کرتے ہی برجوان نے حاکم کے سر پر عمامہ مکلل بجواہر رکھدیا محل سے نکالکر باہر لایا۔ سب حاضرین نے حاکم کی بیعت کی اور بادشاہ بنالیا۔ اہل قاہرہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بدھ کی صبح کو بلبیس ہی میں بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوئے۔ بدھ کے روز حاکم بلبیس سے قاہرہ کی طرف اس شان سے روانہ ہوئے کہ سب سے آگے عزیز کی لاش ایک عماری میں جس میں سے پاؤں نکلے ہوئے تھے۔ پھر جھنڈوں اور جھنڈیوں کے پیچھے حاکم تاج شاہی پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار اور زیدان خادم چتر شاہی لگائے ہوئے۔ اس طرح مغرب سے ذرا پہلے محل میں داخل ہوئے۔ قاضی محمد بن نعمان نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور عشا کے قریب اسی دن قصر کے ایک حجرے میں عزیز بھی اپنے والد کے پہلو میں سپرد خاک کردئے گئے۔

جمعرات سلخ رمضان کی صبح ہوئی تو بہت امن و امان اور تمام امور درست تھے کسی قسم کا انقلاب واقع نہیں ہوا۔ منادی کی گئی کہ اللہ تعالے نے تم لوگوں کی جان و مال کو محفوظ رکھا۔ جو کوئی معارضہ یا منازعہ کریگا اُسکا مال چھین لیا جائیگا اور اُسی قتل کردیا جائیگا اسوقت حاکم عمر ساڑھے گیارہ سال کی تھی

جس زمانہ میں عزیز نے عیسے بن نسطورس نصرانی کو اپنا وزیر اور میشار یہودی کو شام میں اپنا نائب مقرر کیا تھا اور یہ دونوں مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے اور ان کے سبب سے یہود و نصاریٰ کی خوب بن آئی تھی تو مصریوں نے کاغذ کی ایک عورت ایسی بنائی کہ اصلی معلوم ہوتی تھی اور اُسکے ہاتھ میں ایک کاغذ دیدیا جس میں لکھا تھا کہ آپنے عیسے کو مقرر کرکے نصرانیوں کی اور میشار کو مقرر کرکے یہودیوں کی عزت افزائی کی اور مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ اور اس مصنوعی عورت کو عزیز کے راستہ میں کھڑا کردیا۔ بادشاہ نے دیکھا اور وہ کاغذ منگا کر پڑھا۔ مطلب سمجھکر عیسے اور میشار کو گرفتار کرالیا۔ اور عیسے سے تین لاکھ دینار اور میشار سے بہت کچھ جرمانہ

عزیز یعقوب کو بہت پسند کرتے تھے۔ مصر کا ایک شاعر حسن بن بشر دمشقی تھا وہ ہجو بہت کہتا تھا۔ اس نے وزیر یعقوب بن کلس اور اُسکے کاتب الانشاء ابو نصر عبد اللہ الحسین القیروانی کی ہجو لکھی اور اُس میں عزیز کو بھی شامل کر لیا۔ ابن کلس نے عزیز سے شکایت کی اور وہ شعر سنائے بادشاہ نے فرمایا "بھئی اس میں ہم بھی تو شریک ہیں ہم نے معاف کیا تم بھی معافی میں شریک ہو جاؤ"۔

ایک دفعہ اسی شاعر نے سپہ سالار فضل کی ہجو ان اشعار میں کی ؎ تنصر فالتنصر دین حق ؛ علیه زماننا هذا یدل ؛ وقل بثلاثة عزوا وجلوا ؛ وعطل ما سواهم فهو عطل ؛ فیعقوب الوزیر اب وهذا العزیز ابن وروح القدس فضل ؛ (یعنی عیسائی ہو جاؤ کیونکہ نصرانیت دین حق ہے۔ اس پر ہمارا یہ زمانہ دلالت کرتا ہے۔ اور تینوں میں سے ہر ایک کو عز و جل کہا کرو اور انکے سوا سب کو معطل کر دو کہ بیکار ہیں۔ پس یعقوب وزیر باپ ہے اور یہ عزیز بیٹا ہے اور فضل روح القدس ہے۔ جس سے پوری تثلیث ثابت ہے)۔ اسپر بھی عزیز نے معاف کر دیا بلکہ وزیر اور فضل سے بھی معاف کرا دیا۔

اسی شاعر کی پھر وزیر نے آکر شکایت کی اور کہا لیجئے اب کی دفعہ اُسنے یہ شعر کہا ہے جس میں میرے اور آپکے مصاحب ابن زبارج کی ہجو کی ہے اور آپ کو گالی دی ہے ؎ زبارجی ندیم وکلسی وزیر ؛ نعم علی قدر الکلب یصلح الساجور + (زبارجی مصاحب ہے اور کلسی وزیر ہے۔ ہاں سچ ہے کُتے کی قدر کے موافق اُسکی گردن میں لکڑی باندھی جاتی ہے) اس مرتبہ عزیز کو غصہ آگیا۔ شاعر کو قید کر دیا۔ مگر پھر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وزیر کے جاسوس نے وزیر کو بادشاہ کے ارادہ سے مطلع کر دیا۔ وزیر نے فوراً شاعر کو قتل کرا دیا۔ پس جب عزیز کا خادم اُسکی رہائی کا حکم لیکر پہنچا تو اس کا سر کٹ چکا تھا۔ عزیز کو معلوم ہوا تو کمال مغموم ہوئے۔

سنہ ۳۸۶ھ (۶) ابو علی منصور حاکم بامر اللہ سنہ ۴۱۱ھ

مختصر حالات

عزیز کے زمانہ میں خواجہ سرا برجوان کو داروغۂ قصر کو بہت کچھ اقتدار حاصل تھا۔ عزیز نے اُسے حاکم کا سرپرست

مقرر کیا تھا اور عزیز کی وفات پر اسی نے حاکم کی بیعت کرائی تھی وہی مدبر سلطنت ہا
اس میں امین الدولہ ابو محمد حسن ابن عمار کتامی برجوان کا شریک اور نائب تھا مگر
تھوڑے ہی دنوں بعد ابن عمار نے برجوان سے مخالفت کر کے تغلب و تقدم حاصل
کر لیا اور اُس کے مشیروں نے اُسے صلاح دی کہ حاکم کو قتل کرڈالے مگر ابن عمار بسبب
حاکم کی کم سنی اور اپنی بدنامی کے اندیشہ سے اس سے باز رہا حسن بن عمار کے تغلب سے کتامہ
کی بن آئی اور وہ لوگوں کے مالوں اور حرم میں دست اندازی کرنے لگے

برجوان اور ابن عمار کی مخالفت سے امیروں کے دو گروہ ہو گئے تھے طرفداران
برجوان مشارقہ اور طرفداران ابن عمار مغاربہ کہلاتے تھے اس مخالفت کا انجام یہ ہوا
کہ ۳۸۷ھ میں ایک فتنہ برپا ہوا مشارقہ و مغاربہ میں جنگ ہو گئی مغاربہ نے شکست کھائی
ابن عمار روپوش ہو گیا۔ برجوان نے حاکم کو قصر سے نکالکر تجدید بیعت کی برجوان نے
ابن عمار کی خطا اس شرط پر معاف کر دی کہ خانہ نشین ہو کر رہے اور اُسکی پنشن اور جاگیر مقرر کر دی۔

جن دنوں میں مشارقہ و مغاربہ نے مصر میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا اہل صور نے
بغاوت کی مفرج بن دغفل بن جراح نے رملہ میں لوٹ مار مچا دی اور دوقش بادشاہ
روم نے افامیہ کا محاصرہ کر لیا برجوان نے حبش بن صمصامہ کو شام کیطرف روانہ کیا
اُس نے اہل صور اور مفرج کی بغاوت کو فرو کیا اور افامیہ پر رومیوں کو شکست دیکر
انطاکیہ تک بھگاتا چلا گیا رومیوں کا بادشاہ اثنائے جنگ میں مارا گیا آخر برجوان اور
رومیوں کے درمیان دس سال کے لیئے صلح ہو گئی۔

چونکہ برجوان کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا اور وہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک بنگیا
تھا بادشاہ نے ۳۸۹ھ میں اُسے قتل کرا دیا اور اسکی جگہ فہد بن ابراہیم نصرانی کو
اپنا وزیر بنایا اور حسین بن جوہر کو قائد القواد کے عہدہ پر مامور کیا۔

مفرج اور اُس کے بیٹے حسان نے پھر علاقہ رملہ و عسقلان میں بغاوت کی بادشاہ نے
علی بن جعفر بن فلاح کو اُن کے سرکوبی کے لیئے روانہ کیا ۳۹۰ھ میں علی نے انکو

بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر تقصیر کیا بادشاہ نے اُسکی خطا معاف کردی اور اُسکی جاگیر عطا کی اور بہت انعام واکرام دیا انہیں دنوں میں مکہ اور حلب میں حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

افریقہ کا گورنر منصور بن بلکین ۳۸۶ھ میں مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا ابومناد بادیس جو بڑا صاحب شوکت اور منتظم تھا گورنر ہوا اُس نے اپنی فوج زیادہ کرکے رفتہ رفتہ اپنا اقتدار بہت بڑھا لیا ۴۰۶ھ میں یہ بھی مرگیا اور اسکا بیٹا معز ۸ سال کی عمر میں افریقیہ کا گورنر مقرر ہوا حاکم شرف الدولہ خطاب دیا[1] اس نے اپنے آباء واجداد کا حنفی مذہب ترک کرکے مالکی مذہب اختیار کیا اور اہل مغرب کو جبراً مالکی بنایا اس کے عہد میں ۴۰۷ھ میں افریقیہ کے تمام شہروں میں شیعہ قتل کیے گئے اور زندہ جلا دیئے گئے یہانتک کہ اُن میں سے ایک ایک مارا گیا۔

برقہ میں ایک شخص ابورکوہ ولید بن ہشام اموی نے جو اندلس کے اموی خلیفہ موید ہشام کے قریبی رشتہ داروں سے تھا اور جو منصور بن ابی عامر کے تغلب کے زمانہ میں قیروان میں پناہ گزین ہوگیا تھا اور پھر مصر۔ مکہ یمن اور شام کا سفر کرنے اور علم تحصیل کرنیکے بعد برقہ کی سکونت اور لڑکوں کی تعلیم اختیار کی تھی اور بنی قرہ کا امام جماعت بن گیا تھا۔ بہت سے لوگوں کو اپنے سے ملا کر خروج کیا اور عامل کو شکست دیکر برقہ پر قبضہ کرلیا۔ شاہی فوج نے جو اُس کے سرکوبی کو بھیجی گئی شکست کھائی بہت سے مصری اور اُن کا سردار مارا گیا اب ابورکوہ نے صعید اور مصر پر چڑھائی کی اور علاقہ صعید میں آ اترا مقام کوم شریک پر فوج شاہی سے جنگ ہوئی جس میں طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر راس البرکہ پر لڑائی ہوئی ابورکوہ نے شکست کھائی اُس کے آدمیوں نے اُس سے علیحدگی اختیار کی ناچار نوبہ کیطرف بھاگا مگر پکڑا گیا اور قاہرہ میں اسکا سر کاٹ کر دار پر کھینچ دیا گیا۔ یہ ۳۹۷ھ کا واقعہ ہے۔

سنہ [illegible] ھ میں حاکم نے حمید الدین کرمانی کو مدینہ منورہ میں بھیجا اور پتہ دیا کہ فلاں مقام پر میرے دادا امام جعفر صادق ع کے مکان کو کھود کر کتاب علوم ائمہ اور اسلحہ

---

[1] بنو زیری عزیز کے زمانہ سے برائے نام خاندان فاطمی کو امام زر گے ... ظاہر کرتے

... اور نکال لایا

سنہ ۴۰۱ھ میں موصل کے بادشاہ قرارش بن مقلد نے حاکم کا خطبہ اپنے تمام ملک موصل انبار مداین اور کوفہ وغیرہ میں پڑھوا دیا ابتدا اس خطبہ کی اسطرح تھی الحمد للہ الذی انجلت بنورہ غمرات الحصب و انہدت بقدرتہ ارکان النصب و اطلع بنورہ شمس الحق من العراب اس پر قادر باللہ عباسی نے بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بویہی سے فریاد کی بہاء الدولہ نے موصل پر چڑھائی کر دی قرداش نے معذرت کی اور پھر قادر باللہ ہی کے نام کا خطبہ بحال کر دیا۔

قادر باللہ نے لوگونکا عام میلان بنی فاطمہ کیطرف دیکھکر سنہ ۴۰۲ھ میں ایک محضر ان علویون کے قدح نسب میں تیار کرایا جس میں ان کو مجوسی کی اولاد زندیق اور ملحد مشہور کیا اور اوس پر سنی اور شیعہ دونوں مذہب کے علما کی دستخط کرائی۔

ابن زولاق لکھتا ہی کہ حاکم سخی شجاع منصف عالم عابد اور صاحب کرامات تھے صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ حاکم عادل اور خدا ترس بادشاہ تہا امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین مبالغہ تمام کرتے تھے۔ مدرسے بنائے اوس کے لیئے جاگیریں وقف کیں اور عالم اور فقیہ اون میں مقرر کیئے۔ ابن خلدون لکھتا ہی کہ (مخالفین بنی فاطمہ) یہ جو کہتے ہین کہ وہ کافر تہا اور یہ کہ اوسنے نماز ساقط کرنے کا فرمان جاری کیا تہا (بلکہ بعض دشمنوں نے یہانتک بدنام کیا ہی کہ خدائی کا دعوے کیا تہا) یہ ہرگز صحیح نہین ہی۔ اور کوئی صاحب عقل ایسا نہیں کہیگا کیونکہ اگر حاکم سے اس قسم کی کوئی بات بہی صادر ہوتی تو اوسی وقت قتل کر دیا جاتا۔ ہاں اوسکا رافضی ہونا تو سب ہی جانتے ہین۔

غرض حاکم نہایت متشرع بادشاہ تھے اپنے سلطنت مین ہر قسم کی شراب اور بوزہ اور بے چھلکے مچھلی کی خرید و فروخت کی ممانعت کی سوائے شکاری کتوں کے تمام کتوں کے مروانیکا حکم دیا۔ تراویح کو بدعت سمجھکر اوس کے پڑھنے کی ممانعت کی نصارے و یہود کو حکم دیا کہ سیاہ عمامے باندھا کریں گلے میں ۵ رطل وزنی بچھڑے کی شکل ...

جانوروں اونٹ گھوڑے وغیرہ پر سوار نہوا کریں بلکہ گدہے پر سنہ [illegible]ھ میں
حکم دیا کہ میرے واسطے زمین بوسی نہ کیجائے نہ سلام کے وقت ہاتھ چومے جائیں
کیونکہ مخلوق کے لیئے زمین کی طرف جھکنا رومیونکا فعل ہے۔ اس کے عوض صرف
السلام علے امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جایا کرے سنہ [illegible]ھ مین بہت سے لوگونکو
شطرنج کھیلنے کے جرم مین پٹوایا اپنے سلطنت کے تمام گرجوں کے توڑنیکا حکم نافذ
کیا قصر کے گرد طبل وبوق بجانیکی ممانعت کی سنہ [illegible]ھ مین حکم دیا کہ عورتیں دن رات
کسی وقت باہر نہ نکلا کریں انکو شہد النول اور کوٹھوں پر سے جھانکنے کی بھی ممانعت کی۔
سودے والوں کو حکم دیا کہ لنبا کرچھا اپنے ساتھ رکھیں کہ اُس سے دروازہ کے اندر
عورتوں کو سودا دیں اور عورتیں اُس میں قیمت ڈالدیا کریں[1] اسی سال نجومیوں کو
حکم لگانے سے ممانعت کی اور سب نجومیونکے ملک سے نکل جانیکا حکم دیا نجومیوں نے توبہ کی
تو ان کو جلا وطنی سے معاف کیا گیا۔
سنہ [illegible]ھ میں حکم دیا کہ فرانش مصر کے دروازے بند نہ کیا کریں اور دکانیں کھلی رکھا کریں گھروں
اور کوچوں کے دروازوں پر مشعلیں اور شمعیں روشن رہا کریں لیس رات بھر لوگ دن
کے طرح کوچوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے خود بادشاہ صرف اپنے غلام مسعود
کے ساتھ ایک دراز گوش پر سوار بازاروں کا گشت کرتے جس کسی کو بدمعاشی
کرتے یا کم تولتے دیکھتے اپنے غلام کو حکم دیتے وہ اُسے مارتا اور بیعزتی کرتا
اس تنہائی کے گشت میں خوف خدا چہرہ سے نمایاں ہوتا عام اجازت تھی
کہ جسکا جی چاہے اپنا حال خود بادشاہ سے مل کر عرض کرے اُن کی اوائل عہد
میں اشہد ان علیا ولی اللہ اذان میں بہ آواز بلند کہا گیا جو اب تک شیعوں میں مرسوم
ہے حاکم نہایت اعلے درجہ کے ہیئت دان تھے ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن
احمد بن یونس المتوفی سنہ ۳۹۹ھ المعروف بہ ابن یونس منجم نے حاکم کے نام

[1] عورتوں کا یہ حال حاکم کے بیٹے ظاہر کے عہد تک ۷ سال ۷ ماہ تک رہا اس
کے بعد اتنی پابندی نہ رہی

پر ایک علمی درجہ کی زیچ چار جلدوں میں تیار کی جو زیچ حاکمی کے نام سے مشہور ہے۔

قاہرہ کے قریب ہی جبل مقطم کی چوٹی پر بادشاہ نے اپنے لیے ایک خلوت گاہ بنا رکھی تھی رات کو اکثر وہاں چلے جایا کرتے تھے اور عبادت کیا کرتے تھے ۲۷ شوال المکرم ۴۱۱ھ کو جب جبل مقطم پر چڑھ رہے تھے تنہا پاکر کسی دشمن نے ہلاک کردیا۔ مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ حاکم بڑے فیاض اور تندہی کے ساتھ علم اور سائنس کی ترقی میں کوشش کرتے تھے شام اور مصر میں انہوں نے بہت سی مسجدیں کالج اور رصد خانے تعمیر کرائے مقریزی لکھتا ہے کہ حاکم کا خطبہ مصر، شام افریقیہ اور حجاز کے ممبروں پر پڑھا جاتا تھا۔

اب ہم حاکم کے زمانہ کے بعض حالات کسی قدر تفصیل سے لکھتے ہیں۔

شام کے حالات

شام کے گورنر منجوتگین نے ابن عمار کے تقدم کو منظور نہ کیا ابن عمار نے اس بہانہ سے کہ منجوتگین بادشاہ سے باغی ہو گیا ہے ابو تمیم سلیمان بن جعفر کی سرکردگی میں اس کی سرکوبی کیلئے بہت سی فوج روانہ کردی عسقلان کے قریب لڑائی ہوئی منجوتگین کے دو ہزار آدمی مارے گئے اس نے شکست کھائی پکڑا گیا اور مصر بھیجا گیا ابن عمار مشرقیوں کی خاطر اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آیا اور اسکی ہر طرح دلجوئی کی۔

منجوتگین کی شکست کے بعد ابن عمار نے سلیمان بن جعفر کو شام کا گورنر بنادیا سلیمان نے طبریہ پہنچکر اپنے بھائی علی کو دمشق کی گورنری پر مامور کیا علی نے باشندوں پر ظلم کیا اور دمشق میں ہنگامہ کی صورت برپا ہوگئی یہ سن کر سلیمان خود دمشق میں آیا اہل دمشق کی دلجوئی کی اور طرابلس سے جیش بن صمصامہ کو معزول کر کے علی کو طرابلس کا گورنر بنادیا۔ جیش معزول ہو کے مصر میں چلا آیا۔ اور ابن عمار ان اور سرداران کتامہ کی مخالفت میں برجوان کا شریک ہوگیا۔ اس مخالفت میں عضد الدولہ کا خادم شکر بھی برجوانکا شریک تھا شکر عضد الدولہ کی وفات کے بعد مصر چلا آیا تھا اور خلوص پیدا کرکے عزیز کا مقرب ہوگیا تھا۔ پس ایک فتنہ برپا ہوا اور ۳۸۷ھ میں مشارقہ طرفداران

[illegible] ہوگئے اور ابن عمار روپوش ہوگیا اب برجوان نے حاکم کو [illegible]
باہر نکالا اور تجدید بیعت کی اور اہل دمشق کو لکھا کہ سلیمان بن جعفر کو گرفتار کرلو پس
دمشقیوں نے فساد برپا کردیا سلیمان کے خزانے لوٹ لیے اور دمشق کے کتامیونکو
قتل کر ڈالا سلیمان مکہ کیطرف بھاگ گیا اس کے بعد برجوان نے ابن عمار کو اجازت
دیدی کہ روپوشی چھوڑ کر باہر نکل آئے اور اس شرط پر اُسکا وظیفہ اور جاگیر مقرر
کردی کہ اپنے گھر میں رہا کرے۔

صور میں بغاوت

جس زمانہ میں مصر میں مشارقہ و مغاربہ میں جنگ ہو رہی تھی اہل صور نے سرکشی کرکے
ایک ملاح علاقہ نامی کو صور کا حاکم بنالیا مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی بغاوت کی
اور علاقہ رملہ میں آکر لوٹ مار بازار گرم کردیا اور دوقش بادشاہ روم نے چڑھائی
کرکے افامیہ کا محاصرہ کرلیا برجوان نے جیش بن صمصامہ کے ساتھ فوج کثیر روانہ کی اور
وہ رملہ میں آاترا۔ رملہ کے حاکم نے اطاعت قبول کی یہیں ابو تمیم سلیمان بھی مل گیا جیش نے
اسے گرفتار کرلیا اور عبداللہ الحسین ناصر الدولہ بن حمدان کو صور کیطرف روانہ کیا اور ایک
بیڑا سمندر کی راہ سے بھی بھیجا گیا علاقہ نے بادشاہ روم سے مدد مانگی اس نے جہازوں
میں فوج روانہ کردی لڑائی ہوئی مسلمان کے بیڑے نے فتح پائی اور صور پر ابن حمدان نے
قبضہ کرلیا علاقہ گرفتار کرکے مصر روانہ کیا گیا جہاں اسکی کھال کھینچکر دار پر کھینچدیا گیا۔

رومیوں سے شکست

اب جیش مفرج دغفل کیطرف بڑھا وہ بھاگ گیا اور پھر طالب امان ہوا جیش نے
امان دی اور دمشق پہنچا اہل دمشق نے سر اطاعت خم کیا وہ اُن سے احسان سے
پیش آیا اور دمشق کا انتظام کرکے افامیہ پر چڑھ گیا رومیوں سے جنگ ہوئی۔
جیش اور اُس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے مگر بشارت آخشیدی بن قرارہ پانچ سو
سواروں کے ساتھ جمارہا بادشاہ روم اپنے بیٹوں اور چند غلاموں کے ساتھ اپنے جھنڈے کے
قریب ایک ٹیلہ پر ٹھیرا ہوا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ رومیوں کی مسلمانوں کیساتھ کیا گذرتی
ہے اس وقت بشارت آخشیدی کے ساتھیوں میں سے احمد بن ضحاک کوہی کا عصا ہاتھ میں
لیے ہوئے بادشاہ کیطرف بڑھا وہ سمجھا کہ یہ امان مانگنے آتا ہے کچھ پروا نہ کی احمد نے بادشاہ کے پاس

پہنچتے ہی اُس عصا سے حملہ کیا اور بادشاہ کو ہلاک کر دیا مسلمانوں نے غل مچا دیا "وہ مارا دشمن خدا کو" یہ سنتے ہی رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے تعاقب کرکے بہت سے رومیوں کو قتل کیا اور جیش بن صمصامہ نے انطاکیہ تک پیچھا کیا راستہ میں تمام علاقہ کو لوٹتا اور لوگوں کو گرفتار کرتا چلا جاتا تھا یہانتک رومیوں کو انطاکیہ میں ڈھکیلکر مظفر و منصور اُسنے دمشق کیطرف مراجعت کی جہاں بچوں بد معاشوں نے اودہم مچا رکھا اُسنے تیس ہزار بد معاشوں اور اُن کے سرغنوں کو دعوت کے بہانہ شہر کے باہر بلا کر مکان میں بند کرکے قتل کرا دیا اور اسطرح شہر میں امن قائم کر دیا اس کے ۹ ماہ بعد ۳۹۰ھ میں جیش کا انتقال ہو گیا اور اُسکا بیٹا محمود دمشق کا گورنر ہوا برجوان اور بادشاہ روم کے درمیان دس سال کیلئے صلح ہو گئی

اس کے بعد برجوان نے برقہ کے گورنر صندل کو معزول کرکے بادشاہ کے خادم خاص صقلی کو وہانکا گورنر بنایا۔ برجوان کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا اور وہ بادشاہ کی نصیحت میں مبالغہ کرتا تھا بادشاہ کو برجوان کا اقتدار سخت ناگوار گزرتا تھا آخر ۳۸۹ھ میں اپنے چتر بردار ابو الفضل ریدان صقلبی سے برجوان کو جب وہ بادشاہ کے پاس قصر میں آرہا تھا چھری سے قتل کرا دیا برجوان خواجہ سرا اور گورا تھا اُسکا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا برجوان کے بعد حاکم نے اسی کو اپنا وزیر بنا لیا اور حسین بن جوہر کو قائد القواد کے عہدے پر مامور کیا۔

برجوان کا قتل ہوا

اس کے بعد حاکم نے یارختگین کے ماتحت فوج بھیجکر حلب کا محاصرہ کر لیا اتنے میں خبر آئی کہ حسان بن مفرج طائی نے عسقلان کے علاقہ میں فساد برپا کر رکھا ہے یارختگین حلب سے عسقلان کیطرف آیا حسان اور اُس کے باپ مفرج سے مقابلہ ہوا جنہوں نے گھات میں فوج بٹھا رکھی تھی یارختگین شکست کھا کر مارا گیا حسان نے گرد و نواح کا علاقہ لوٹ لیا اور بنی جراح کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہوں نے آکر رملہ پر قبضہ کرکے شریف ابو الفتوح حسن بن جعفر حسینی امیر مکہ کو بلا لیا وہ مکہ میں اپنا ایک نائب چھوڑ کر رملہ میں چلا آیا اہل رملہ نے اُسکی بیعت کرکے اُسی کو اپنا امیر المومنین اور خلیفہ بنا لیا حاکم نے حسان اور مفرج کو جاگیروں اور روپیہ کا لالچ دیکر اپنی

بنی جراح کی سرکوبی

منحرف ہوگئے اب حسن بن جعفر نے بھی حاکم کی اطاعت قبول کی اور مکہ کو واپس چلا گیا اور مکہ میں حاکم کے نام کا خطبہ جاری کر دیا۔

اس کے بعد حاکم نے علی بن جعفر بن فلاح کو ایک فوج دیکر شام کیطرف روانہ کیا وہ رملہ کیطرف آیا تو حسان بن مفرج مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا علی نے اُن کے ملک و مال پر قبضہ کر لیا اور جبل سراۃ میں جو اُن کے قلعے تھے وہ بھی فتح کر لیئے شوال سنہ ۳۹۰ھ میں علی نے دمشق کو مسخر کیا مفرج اور اُسکا بیٹا دو سال تک جنگلوں میں آوارہ پھرتے رہے مفرج اسی آوارگی کے حالت میں مر گیا حسان نے اپنے بیٹے کو حاکم کے پاس بھیجکر امان طلب کی حاکم نے امان دی اور جاگیر عطا کی پھر حسان خود مصر آیا حاکم نے اُسکا اعزاز کیا بہت کچھ انعام واکرام دیا مگر بنی جراح اپنی بد معاشی سے باز نہ آئے اور خلیفہ ظاہر کے عہد میں پھر بغاوت کی جیساکہ آگے بیان کیا جائیگا۔

اسی اثنا میں ابو الفضائل بن سعد الدولہ سے اُس کے آزاد کردہ غلام ابو نصر بن لولو نے سرکشی کر کے حلب چھین لیا اور حاکم علوی کا خطبہ پڑھکر مرتضے الدولہ کا خطاب پایا مگر بعد میں حاکم سے منحرف ہو گیا صالح بن مرداس کلابی بنی کلاب کو لیکر کئی دفعہ اُس سے لڑا۔ جنگ میں کبھی اسکا پاسہ زبر رہتا کبھی اسکا ابو نصر کا غلام فتح نام حلب کا قلعہ دار تھا وہ ابو نصر سے باغی ہو کر قلعہ حلب کو ہتھیا بیٹھا اور حاکم کو اطلاع دی اور حاکم کے نام کا خطبہ پڑھ دیا پھر فتح نے حاکم سے صیدا اور بیروت لیکر اُن کے عوض میں حلب حاکم کے نائب کے حوالہ کر دیا ابو نصر نے انطاکیہ کے فرنگیوں کے پاس پناہ لی بس حاکم کی وفات تک حلب فاطمیون ہی کی حکومت میں رہا

مغرب کے حالات

سنہ ۳۸۹ھ میں برجوان نے صندل کی جگہ یانس صقلی کو جو حاکم کے مخصوصین سے تھا گورنر بنایا افریقیہ کے گورنر منصور بن بلکین نے ربیع الاول سنہ ۳۸۶ھ مین انتقال کیا اور اسکا بیٹا ابو مناد بادیس اسکی جگہ حاکم ہوا حاکم نے مصر سے اُسے خلعت اور فرمان

بھی بیعت میں شریک ہوئے۔ عزیز کے عہد میں ۳۷۶ھ میں طرابلس کی حکومت بنی زیری[1] کو مل جانے سے اُن کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا اور وہ روز بروز اپنی قوت کو بڑھاتے رہے چنانچہ منصور کا بیٹا بادیس جو بڑا صاحب شوکت اور منتظم حاکم تھا اُسنے تمام کاروبار حکومت کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھی اور فوجی نظام و ترتیب میں اسقدر لیاقت دکھائی کہ اُسکی سپاہ اُس وقت دنیا کی بہترین فوج ہو گئی۔ خود فوج کو قواعد سکھاتا اور اُنکا برابر جائزہ لیا کرتا تھا۔ بادیس سلخ ذیقعدہ ۴۰۶ھ کو مر گیا اور اُسکا بیٹا معز ۸½ سال کی عمر میں اُسکا جانشین ہوا۔ حاکم نے مصر سے اسکے نام فرمان امارت اور خلعت ارسال کیا۔ اور شرف الدولہ خطاب دیا۔

افریقیہ میں شیعوں کا قتل عام

معز نے برخلاف اپنے آباد و اجداد کے جو حنفی تھے مالکی مذہب اختیار کیا اور اپنے مذہب کا اعلان کر کے تمام اہل مغرب کو اسی مذہب کا پابند بنا لیا[2]۔ محرم ۴۰۷ھ میں معز قیروان میں سوار چلا جاتا تھا۔ راستہ میں ایک گروہ کے قریب سے گزرا۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رافضی ہیں ابوبکر اور عمر کو سبّ کرتے (بُرا کہتے) ہیں۔ معز نے کہا رضی اللہ عن ابی بکر و عمر۔ اُسکا یہ کہنا تھا کہ لوگ شیعوں پر ٹوٹ پڑے ایک فتنہ برپا کر دیا۔ اور لوٹ کے لالچ میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شیعوں کو قتل کیا۔ ہزارہا شیعہ قتل کر ڈالے۔ افریقیہ کے تمام شہروں میں شیعوں کا قتل عام کیا گیا۔ زندہ جلائے گئے اُن کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے۔ کچھ شیعہ قیروان کے قریب قصر المنصور میں پناہ گزیں ہو کر محصور ہو گئے۔ وہ بھوک کے مارے باہر نکلتے تھے اور قتل کر دئے جاتے تھے۔ یہانتک کہ اُن میں سے ایک ایک مارا گیا۔ مہدیہ کے شیعوں نے جامع مسجد میں پناہ لی وہ وہیں سب کے سب قتل کر دئے گئے۔

بادیس کی طرف سے عصولہ بن بکار طرابلس غرب کا گورنر تھا اُسنے ۳۹۰ھ میں حاکم کو لکھا کہ آپ اپنا گورنر طرابلس میں بھیجدیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ حاکم نے برقہ کی

---

[1] بنی زیری عزیز ہی کے زمانہ سے خاص خود مختار بادشاہ بنگئے تھے مصلحتاً برائے نام خاندان فاطمیہ کو اپنا بزرگ و سرپرست ظاہر کرتے تھے ۱۲

[2] معز اول شخص ہے جس نے افریقیہ میں مالکی مذہب اختیار کر کے زیر لوگوں کو مجبور کیا ۱۲ ابن اثیر

گورنر یانس کو بھیجدیا اور برقہ پر صندل حبشی کو بحال کردیا۔ عصولہ نے طرابلس کی حکومت یانس کے حوالہ کردی اور خود اپنے اہل وعیال مال ومنال کو لیکر حاکم کے پاس چلا آیا۔ اور طرابلس میں جو کچھ چھوڑا وہ یانس کے قبضہ میں آیا۔ عصولہ کی ۳۵ کنیزیں تھیں اور لڑکے لڑکیاں ساٹھ سے زیادہ تھیں۔ بادشاہ اُس سے احسان واکرام سے پیش آئے۔ اُسکے رہنے کو محل دیدئے اور اُسکا معقول وظیفہ مقرر کردیا۔ پھر دمشق اور اُسکے متعلقات کی گورنری پر مامور کیا مگر جس سال مقرر ہوا اُسی سال مرگیا۔ عصولہ کے بعد مفلح خادم اور مفلح کے بعد ۳۹۸ھ میں علی بن فلاح دمشق کا گورنر بنایا گیا۔

بادیس کو جب یہ خبر پہنچی کہ یانس طرابلس میں آگیا ہے تو اُس سے سبب پوچھا اور کہا کہ اگر بادشاہ نے بھیجا ہے تو فرمان دکھاؤ۔ یانس نے کہا مجھے ضرورت کے وقت مدد اور اعانت کے واسطے بھیجا گیا ہے (کیونکہ اُس وقت بادیس کے علاقہ میں بغاوت پھیل رہی تھی) اور مجھ جیسے مقرب درگاہ کے لئے جو حاکم کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے کسی پروانہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جواب پاکر بادیس نے طرابلس پر فوج کشی کی۔ ۳۹۲ھ میں طرابلس کے باہر لڑائی ہوئی۔ یانس مارا گیا۔ اُسکے ساتھی بھاگ گئے۔ بہت سے مارے گئے۔ بہت سے متحصن ہوگئے بادیس کی فوج نے محاصرہ کرلیا۔ محصورین نے حاکم سے مدد مانگی۔ حاکم نے ایک فوج یحییٰ[1] بن علی اندلسی کے ماتحت روانہ کردی مگر راستہ میں برقہ کے بنی قرہ نے اُسے بڑھنے نہ دیا اور اُسکی جمعیت کو توڑ دیا۔ ناچار وہ مصر کو واپس آیا اور ۳۹۳ھ میں طرابلس پھر بادیس ہی کا قبضہ ہوگیا۔

ابورکوہ کا خروج ۳۹۵ھ

جس زمانہ میں اندلس کے شاہان بنی امیہ کے وزیر منصور بن ابی عامر نے سلطنت اندلس پر قبضہ کرکے اپنے بادشاہ موید ہشام بن حاکم کو اُسکے محل میں بند کر رکھا تھا اور اُسکے

[1] یحییٰ کا بھائی جعفر بنی فاطمہ کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ جعفر اندلس کے بنی امیہ سے ملگیا تھا اور یحییٰ کو لیکر اندلس چلا گیا تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کی خدمت میں رہے یہانتک کہ منصور بن ابی عامر نے جعفر

اپنے کو ولید بن ہشام بن عبد الملک بن عبد الرحمٰن الداخل بتاتا اور مؤید ہشام کے نہایت قریبی رشتہ داروں میں سے تھا۔ اسنے بھاگ کر قیروان میں پناہ لی تھی اور وہاں لڑکے پڑھانے لگا تھا۔ پھر مصر میں آکر علم حدیث حاصل کیا اور مکہ۔ یمن اور شام کا سفر کیا۔ جہاں جاتا اپنے باپ کے بیٹے قائم کی دعوت کرتا۔ اسکی کنیت ابورکوہ اس سبب سے تھی کہ صوفیوں کے طور پر سفر میں ایک مشک ساتھ رکھا کرتا تھا۔ شام سے ہوتا ہوا مصر میں آیا اور برقہ کے علاقہ بادیہ ہلال بن عامر میں قبیلۂ بنی قرہ میں سکونت اختیار کی۔ لڑکوں کو پڑھانے لگا اور بنی قرہ کی نماز کی امامت کرنے لگا۔ پھر اپنا منشاء لوگوں میں ظاہر کیا اور قائم کے لئے دعوت کی۔ خلیفہ حاکم کی عادت تھی کہ تھوڑے قصور پر بھاری سزا دیا کرتے تھے۔ بنی قرہ نے بھی ایک دفعہ فتنہ و فساد برپا کیا تھا حاکم نے ان فتنہ پردازوں میں سے بہت کو قتل اور بہت سے جلا کر ہلاک کر دیئے تھے۔ اس سبب سے بنی قرہ حاکم کے سخت دشمن ہو گئے تھے۔ صرف بہانہ چاہتے تھے۔ انہوں نے فوراً ابورکوہ کی دعوت قبول کر لی اور اسکی بیعت کر کے اُسکے مطیع و منقاد ہو گئے۔ انکے پڑوسیوں لواتہ۔ مزانہ۔ اور زناتہ سے جو انکا تنازعہ رہتا تھا انہوں نے اُسکی بھی صفائی کر لی۔ اور یہ سب بھی ابورکوہ کی بیعت پر متفق ہو گئے۔ برقہ کے گورنر نے حاکم کو اس امر کی اطلاع دی۔ حاکم نے لکھا کہ ان سے کچھ نہ بولو اور انجام یہ ہوا کہ ابورکوہ نے اس قرارداد پر کہ مال غنیمت میں سے ایک تہائی خود لیگا اور باقی دو تہائی بنی قرہ اور بنی زناتہ وغیرہ میں تقسیم کر دیگا ایک جمعیت کثیر لیکر عامل برقہ پر چڑھائی کی۔ بمقام رمادہ لڑائی ہوئی عامل برقہ نے شکست کھائی۔ اُسکی فوج بھاگ گئی۔ ابورکوہ نے برقہ پر قبضہ کر لیا۔ عامل کا تمام مال اور ہتھیار لوٹ لئے مگر رعیت کے قتل کرنے اور لوٹنے سے فوج کو منع کر دیا۔ وہ ہر امر میں عدل اور امر بالمعروف کا اظہار کرتا تھا۔

جب یہ خبر حاکم کو پہنچی تو لوگوں پر سختی کم کر دی اور تالیف قلوب کی کوشش کرنے لگے۔ اور پانچ ہزار فوج ینال الطویل کے ماتحت برقہ پر روانہ کر دی۔ یہ فوج ذات الحمام تک تو

ہے جو مسافروں کی ہلاک کرنے والی ہے۔ جو ہیں مصری لشکر نے جوں توں کرکے اس صحرا کو عبور
کیا اور پیاس سے بیدم ہو رہا تھا ابورکوہ نے دم نہ لینے دیا جھٹ سے بڑھکر حملہ کر دیا۔ اسوقت
مصر کی فوج میں سے بنو کتامہ کی ایک جماعت بھی جو حاکم کے ہاتھ سے کسی جرم کے سبب ایذا
اُٹھا چکی تھی۔ درخواست امان کرکے ابورکوہ سے جاملی۔ اس طرح حاکم کی فوج کو شکست ہوگئی۔
بہت سے مصری لڑائی میں مارے گئے۔ بہت سے گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ نیال بھی پکڑ کر قتل
کر دیا گیا۔ اس فتح کے بعد ابورکوہ مال غنیمت سے بھرا پڑا مظفر و منصور برقہ کی طرف
مراجعت کر گیا۔ اور وہاں سے صعید اور مصر کی طرف حملہ آور فوجیں روانہ کیں۔ اس سے
مصر کے امیر اور لشکری جو حاکم سے ناراض تھے بہت خوش ہوئے اور ابورکوہ کو لکھا کہ آپ
برقہ سے صعید میں تشریف لے آئیے۔ ان بلانے والوں میں حسین بن جوہر قائد القواد بھی
تھا۔ پس ابورکوہ برقہ سے صعید میں آگیا۔ حاکم نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کرکے
اُن سے مشورہ لیا اور شام کے والیوں کے نام حکم بھیجا کہ فوج روانہ کریں۔ شام سے فوجیں
آگئیں۔ اُنکو مال جانور اور ہتھیار تقسیم کئے گئے۔ یہ فوج علاوہ عربوں کے ۱۲ ہزار
سوار پیادے تھے۔ ابن خلدون نے کل ۱۶ ہزار لکھے ہیں۔ یہ فوج فضل بن عبداللہ کی
ماتحتی میں ابورکوہ کے مقابلہ میں بھیجی گئی۔ اور ادھر علی بن جعفر بن فلاح دوسری طرف سے
حملہ کرنے کو روانہ کیا گیا۔ فضل کی فوج سے مقام کوم شریک پر لڑائی ہوئی۔ طرفین کے بہت سے
آدمی مارے گئے مگر آخر فضل نے بنی قرہ کو مار بھگایا۔ اور اُنکے سرداروں میں سے عبدالعزیز
بن مصعب۔ رافع بن طراد۔ اور محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ اسکے بعد فضل نے بنی قرہ کو پرچا
لیا۔ اُنکے ایک امیر ماضی بن مقرب نامی نے اطاعت قبول کرلی اور وہ اُنکے رتی رتی حالات
سے فضل کو مطلع کرنے لگا۔ علی بن فلاح کی فوج نے بمقام فیوم بنی قرہ سے شکست کھائی
اور ابورکوہ ہرمین میں آ اترا مگر اُسی روز اُلٹا پھر گیا۔ پھر فضل اُن سے لڑنے کے لئے فیوم
کی طرف چلا۔ اور راس البرکہ پر شکست دی۔ بنی کلاب وغیرہ نے امان مانگی۔ امان دیگئی
اب علی بن فلاح تو واپس چلا آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش میں آگے بڑھا۔ اُس وقت

اب لڑ نہیں سکتے۔ آپ شہر نوبہ میں جاکر اپنی جان بچائیے۔ ناچار ابورکوہ نوبہ کی حدود میں چلا گیا اور وہاں جاکر کہا کہ میں تمہارے پاس خلیفہ حاکم کا فرستادہ آیا ہوں۔ لوگوں نے کہا کوئی فرمان یا پروانہ دکھاؤ۔ مگر پروانہ تھا کہاں جو دکھاتا۔ پس اُنہوں نے اُسے حراست میں لے لیا اور حاکم کو اطلاع دی۔ ادھر فضل نے اپنے قاصد کی معرفت صغیر کو جو اپنے باپ سرقہ کے بعد یہاں کا حاکم ہوا تھا ابورکوہ کے حالات سے مطلع کر دیا تھا اور اُس سے اُسے طلب کیا تھا۔ پس صَغیر نے ابورکوہ کو حاکم کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اور وہ فضل کے پاس لایا گیا۔ فضل نے ابورکوہ کو ایک خیمہ میں اُتارا اور پھر مصر روانہ کر دیا۔ وہاں اُسے ایک بہت لمبی ٹوپی اُڑھا کر اونٹ پر سوار کر کے اُسکے پیچھے ایک بندر کو بٹھا کر جسے چانٹے مارنے سکھائے گئے تھے شہر میں تشہیر کرایا گیا۔ پھر قتل کرنے کو قاہرہ کے باہر لائے مگر وہ مقام قتل پر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا۔ اب اُسکا سر کاٹ کر بدن کو دار پر کھینچ دیا گیا۔ اس کار نمایاں پر حاکم نے فضل کا بہت کچھ اعزاز و اکرام کیا۔ اور اُسکا رتبہ بڑھایا۔ مگر بعد میں کسی بات پر ناراض ہو قتل بھی کرا دیا۔

حاکم کے بعض احکامات و مذہبی خیالات

ہر قسم کی شراب اور بوزہ کی خرید و فروخت کی ممانعت کی۔ جب لوگ باز نہ آئے تو کھجور اور انگور اور کشمش وغیرہ تمام ایسی اشیا کی فروخت کی ممانعت کر دی جن سے شراب تیار ہوتی ہے۔ پھر بھی نہ مانے تو اس غرض سے کہ شراب بنائی ہی نہ جا سکے سنہ ۳۹۳ھ میں جنیرہ۔ مصر۔ صعید۔ اسکندریہ اور دمیاط وغیرہ کے انگورستان کٹوا ڈالے۔ مصر کے گوداموں میں پانچ ہزار گولیں شہد کی تھیں اُنکو نیل کے کنارے لیجا کر توڑ ڈالا گیا۔ تاجروں کو مصر میں منقّے اور کشمش لانے کی ممانعت کر دی۔ اور ملک کی تمام کشمش اکٹھی کرا کے جلوا دی۔ کشمش کے پھونکنے میں پانچسو دینار صرف ہوئے۔

قرمانی نے اخبار الدول میں اور سید احمد دحلان نے دول الاسلامیہ میں لکھا ہے کہ جرجیر

بھاتی تھی اور بے چھلکے کی مچھلی کی خرید و فروخت کی ممانعت کردی۔ سنہ ۳۹۵ھ میں حکم دیا کہ مسجدوں۔ مقبروں اور رستوں کی دیواروں پر (نامعقول) صحابہ پر سب ولعن لکھی جائے۔ اور تمام عاملان دربار مصریہ کو سب صحابہ کرنے اور کرانے کا حکم لکھ بھیجا۔ سنہ ۳۹۷ھ میں (کسی مصلحت سے) اس حکم کو منسوخ کردیا اور تھوڑے دنوں بعد حکم دیدیا کہ جو کوئی سب صحابہ کرے اُسے مار کر تشہیر کیا جائے۔ سنہ ۳۹۹ھ میں تراویح پڑھنے کی ممانعت کردی۔ جامع عتیق کے امام نے تراویح پڑھائی تو اُسے پکڑ کر قتل کرادیا گیا۔ پھر سنہ ۴۰۸ھ تک کسی نے تراویح نہ پڑھی۔ اسکے بعد پھر تراویح پڑھنے کی اجازت دیدی۔ کچھ دنوں بعد لوگوں نے آکر شکایت کی کہ رافضی بچھڑتے ہیں اور اہلسنت کو تراویح پڑھنے اور نماز جنازہ اہلسنت کے طور پر پڑھنے سے روکتے ہیں۔

بادشاہ نے اس بارہ میں ایک فرمان نافذ کیا جو مصر میں منبر پر پڑھا گیا اُس کے چند فقروں کا ترجمہ یہ ہے "امابعد۔ امیر المومنین تم لوگوں کے سامنے کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کرتے ہیں "لا اکراہ فی الدین" (دین میں زبردستی نہیں ہے) کل کا دن اور جو کچھ اُس میں ہوا وہ تو ہو چکا آج کا دن آیا اور جو کچھ اسکا مقتضی ہے۔ اے مسلمانو! ہم امام ہیں اور تم امت ہو کلمہ شہادتین پڑھنے سے اخوت قائم ہو جاتی ہے۔ صلح آدمیوں میں بہت اچھی بات ہے۔ اور فساد اور افساد بندوں میں قبیح ہے۔ مضے مامضے۔ گزشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط کسی کے فرائض مذہبی اپنے طور پر ادا کرنے میں مداخلت نہ کرنی چاہیے۔ تراویح پڑھنے والے تراویح پڑھیں۔ نہ پڑھنے والے نہ پڑھیں۔ جنازہ پر پانچ تکبیریں کہنے والے پانچ کہیں چار کہنے والے چار کہیں۔ اذان دینے والے اذان میں حی علی خیر العمل کہا کریں جو نہ کہیں اُنکو ایذا نہ دو۔ اسلاف میں سے کسی کو سب نکرو۔ اور وصف بیان کرنے والے جو انکے وصف بیان کریں اُنکے مزاحم نہو۔ نہ اُنکی مخالفت سے مزاحمت کرو جو اُنکے خلاف بیان کرے۔ ہر مسلمان کا مجتہد ہوتا ہے جو اُس کے دین میں اجتہاد کرتا ہے۔ اُسکے رب اللہ کی طرف اُسے عود کرنا ہے اُسی کے پاس اُسکی کتاب ہے اور وہی اُسکا حساب لیگا۔ اے بندگان خدا آج سے تمہارا عمل اسکے موافق ہونا چاہیے۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے عقیدہ

پر زبردستی نہ کرے اور کوئی کسی کے معتقدات و معتمدات پر معترض نہو"۔

بعض مورخین نے اس فرمان کے صادر ہونے کی تاریخ رمضان ۳۹۳ھ لکھی ہے مگر یہ تاریخ صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تراویح کی ممانعت ۳۹۹ھ سے ۴۰۰ھ تک رہی ہے۔ اور اس سے ثابت ہے کہ تراویح کی اجازت دینے کے بعد ۴۰۰ھ یا ۴۰۹ھ میں یہ فرمان صادر ہوا ہے۔

۴۰۲ھ (یا ۴۰۳ھ) میں حکم دیا کہ کوئی یہودی و نصرانی مسلمانوں سے خدمت نہ لے اور مسلمان کے گدھے یا کشتی پر سوار نہونے پائے۔ ۴۰۳ھ میں حکم دیا کہ یہود و نصاریٰ کے حمام مسلمانوں کے حماموں سے جدا ہوں۔ نصاریٰ کے حماموں پر دو صلیبیں اور یہودیوں کے حماموں پر دو بچھڑے کی صورتیں لگی رہیں تاکہ مسلمانوں کے حماموں سے تمیز رہے۔ اسی ۴۰۳ھ میں بیت المقدس میں کنیسۂ قمامہ مسمار کرا کر مسجد بنوا دی اور تمام مصر کے کنیسے مسمار کرا کے اُن میں جو آلات و اموال وغیرہ تھے مسلمانوں کو ہبہ کر دئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے یہود و نصاریٰ مسلمان ہو گئے۔ مگر اس کے بعد اگر ان نومسلموں میں سے کوئی حاکم کے پاس آ کر اپنے پُرانے دین پر عود کرنے کی درخواست کرتا تو اُسکو اجازت ملجاتی۔ اسی سال حکم دیا کہ کوئی ہماری زمین خدمت یا رکاب کو بوسہ نہ دے نہ سلام کے وقت ہاتھ چومے کیونکہ مخلوق کے لئے زمین کی طرف جھکنا رومیوں کا فعل ہے۔ ہمیں سلام صرف اس طرح کیا کرو السلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم پر نہ کوئی صلوات بھیجے اور نہ لکھے بلکہ صرف سلام اللہ وتحیاتہ ونوامی برکاتہ علی امیر المؤمنین لکھا کریں۔ اور جو دعا کا قاعدہ ہے اسی طرح ہمارے لئے دعا کیا کریں۔ پس خطیب جمعہ کے خطبہ میں سوائے اللّٰھم صل علی محمد المصطفیٰ وسلم علی امیر المومنین علی المرتضیٰ اللّٰھم وسلم علی امیر المومنین واٰباء امیر المومنین اللّٰھم اجعل افضل سلامك علی عبدك وخلیفتك کے اور کچھ دعا نہ کرتے تھے۔ حاکم کی خاتم کا نقش یہ تھا ینصر اللہ العظیم الولی ینتصرہ الامام ابو علی۔

حسین بن طاہر الوزان نے احکامات بخشش کی تعمیل میں توقف کیا۔ حاکم نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا بعد بسملۃ "الحمد للہ کما ہو اہلہ۔ اصبحت لا ارجو ولا اتقی ؛ الا الٰہی ولہ الفضل ؛ وجدی نبی وامامی ابی ؛ ودینی الاخلاص والعدل ؛ المال مال اللہ عزوجل والخلق عباد اللہ ونحن امناءہ فی الارض اطلق ارزاق الناس ولا تقطعھا والسلام"۔

حاکم کی عادت تھی کہ دربار میں رقعے سربمہر اُچھلوا دیتے۔ ان میں سے کسی میں لکھا ہوتا تھا کہ حامل ہذا کو اتنا انعام دیدو کسی میں لکھا ہوتا تھا کہ حامل کو اتنی سزا دو۔ لوگ اپنے اپنے سربمہر رقعے لیکر اُس امیر کے پاس جاتے جو اس کام کے لئے مقرر تھا اور وہ اسکے موافق تعمیل کرتا۔

ابن خلکان لکھتا ہے کہ حافظ ابو طاہر بن احمد بن محمد السلفی لکھتے ہیں کہ حاکم اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اعیان دولت گرد جمع تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص آیۃ "فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما" پڑھتا جاتا تھا اور حاکم کی طرف اشارہ کرتا جاتا تھا جب وہ پڑھ چکا تو ایک دوسرے شخص نے جس کا نام المشجر تھا اور وہ مرد صالح تھا یہ آیت پڑھی "یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز"۔ ابن مشجر جب اس آیۃ کو پڑھ چکا تو حاکم کا چہرہ متغیر ہوگیا اور ابن مشجر کو سو دینار انعام دیا اور پہلی آیۃ پڑھنے والے کو کچھ نہ دیا۔ پھر ابن مشجر کے ایک دوست نے کہا کہ تم حاکم کے مزاج سے واقف ہی ہو۔ اُس وقت تو اُس نے کچھ نہ کہا مبادا کہ وہ بعد میں تم کو کچھ ایذا پہنچائے۔ مناسب ہے کہ کہیں چلے جاؤ۔ پس ابن مشجر حج کے ارادہ سے سوار ہوگیا۔ مگر راستہ میں سمندر میں غرق ہوگیا۔

مؤلف اس کتاب کا لکھتا ہے کہ حاکم نہایت متشرع خلیفہ تھے جیسا کہ گزشتہ حالات سے ثابت ہے جو سنی مورخین سے نقل کئے گئے ہیں۔ سب جانتے ہیں دشمن خوبی کو برائی اور ہنر کو عیب دکھاتا ہے۔ حاکم کا چہرہ ابن مشجر کے اس آیت کے پڑھنے پر بوجہ ناراضی کے متغیر

بلکہ اُسکا چہرہ خوف خدا سے متغیر ہوا تھا۔ جسکا ثبوت خود اسی سے ہوتا ہے کہ پہلی آیۃ پڑھنے والے کو کچھ نہ دیا اور ابن المشجر کو سو دینار دلے۔ ورنہ اگر حاکم ابن المشجر کو اُسی وقت مروا ڈالتے تو روک کون سکتا تھا۔ پہلے ابن خلدون سے مدلّل لکھا جا چکا ہے کہ حاکم کفر و الحاد سے بالکل مبرّا تھے جیسا کہ اُن کے دشمنوں نے مشہور کیا ہے۔ چونکہ حاکم نے عملی طور پر مذہب تشیع کا بہت کچھ اظہار کیا تھا اس سبب سے عباسیوں کے علاوہ خود اُنکی سُنّی رعایا اُن سے بہت جلتی تھی۔ حاکم اور انکے آباؤ اجداد کو گالیاں اور بد دعائیں لکھکر حاکم کے پاس بھیجتی تھی۔ نوبت یہانتک پہنچی کہ حاکم کے آخر عہد میں مصر (فسطاط) کے باشندوں نے ایک کاغذ کی عورت بنا کر حاکم کے راستہ میں کھڑی کر دی اور اُسکے ہاتھ میں ایک پرچہ دیدیا۔ حاکم اُدھر سے گزرے۔ پرچہ منگا کر پڑھا تو اُس پر ہر قسم کی لعن او مغلظات گالیاں اور حاکم کے حرم کا ذکر نہایت قبیح طور پر لکھا ہوا تھا۔ حاکم نے پرچہ پڑھکر حکم دیا کہ اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا وہ تو کاغذ کی ہے۔ اسپر بادشاہ نے غضبناک ہوکر مصر کو لوٹنے اور پھونکدینے کا حکم دیدیا۔ مصری خوب لڑے مگر آخر کو معذرت کی اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ حاکم نے معاف نہ کیا۔ لیکن جب ترک اور مشارقہ بھی تیسرے دن باغیوں سے آملے اور انکی قوت اور شوکت بڑھ گئی اور پھر اُنہوں نے معذرت کی تو حاکم نے اپنی فوج کو حکم دیدیا کہ ہاتھ روک لیں اس ہنگامہ میں مصر کا ایک حصّہ جل گیا اور ایک حصّہ لٹ گیا۔

ابن خلکان لکھتا ہے کہ قاہرہ کی جامع الکبیر عزیز کے زمانہ میں بننی شروع ہوئی تھی حاکم کے عہد میں بنتی رہی اور ظاہر کے عہد میں اتمام کو پہنچی۔ شہر مصر کے باہر جامع راشدہ حاکم ہی کی تیار کرائی ہوئی ہے جو ۱۷ ربیع الاول سنہ ۳۹۳ھ میں بننی شروع ہوئی تھی۔ اسکی بنا کا متولی حافظ ابو محمد عبد الغنی بن سعید اور اُسکی محراب کا مصحح ابو الحسن علی بن یونس منجم تھا۔ اسی طرح قاہرہ وغیرہ میں اور بھی کئی مسجدیں تعمیر کیں اور مسجدوں میں مصاحف آلات نقرہ۔ اور پردے اور ریشمی پٹیاں بڑی بڑی قیمتی بھجوائیں۔ یہ چیزیں اتنی اور

علوی کو ملاکر اُسکے گھر سے نقب لگاکر رسول اللہ صلعم کے روضہ میں جائیں اور ابوبکر اور عمر کی لاشیں کھود کر نکال لیں مگر اُس علوی نے حاکم مدینہ سے یہ بھید کہدیا۔ اُسنے اُن مصریوں کو پکڑ کر سیاست کیا اور بقول صاحب تاریخ گزیدہ یہ کہا کہ یہ امر ابوبکر و عمر کی کرامات سے ہوا ہے۔ اس پر مُلّا نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر خلفائے اسمٰعیلیہ کا یہ ارادہ ہوتا تو جس زمانہ میں حرمین شریفین اُنکے تصرف میں تھے اُسی وقت اُکھیر پھینکتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے جوار میں کدال پھاوڑے کا استعمال کرنا اُن دو غداروں کی نکلنے کی لئے اُنکو وہاں رہنے دینے کی نسبت زیادہ قبیح تھا وہ اس امر کے مرتکب نہوئے۔ اگر یہ بھی مان لیں کہ خلیفہ حاکم اس امر کے مرتکب ہوئے ہوں تو ہم یہ نہیں مانتے کہ اُنکے گماشتے اس امر سے ممنوع ہوئے ہوں (اُنھوں نے ضرور اُکھیڑ پھینکا ہوگا) کیونکہ اس قسم کا انکار باطل اور مکابرہ بے حاصل اہلسنت سے بہت واقع ہوا ہے۔ یہانتک کہ ابن کثیر شامی وغیرہ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آل عباس نے اپنے شروع غلبہ کے زمانہ میں تمام بنی امیہ کی قبروں کو کھود ڈالا۔ جلایا اور خراب کر دیا تھا۔ اور کئی صدی کے بعد جب عباسیوں کی سلطنت میں خلل آگیا اہلسنت کے ایک گروہ نے جو بنی امیہ کے ہوا خواہ اور طرفدار تھے اُن مقاموں پہ جہاں سے اُنکی قبریں کھودی گئی تھیں عمارتیں بنالیں۔ اور اُنکی زیارتیں کرتے ہیں۔ اور اسی طرح تمام دنیا کے لوگوں پر ظاہر ہے کہ حضرت شاہ اسمٰعیل صفوی نے ابو حنیفہ کوفی کی قبر کو جو بغداد میں تھی کُھدوا ڈالا اور اُنکی ہڈیوں کو جلا دیا تھا اور اُنکی جگہ ایک کتے کو دفن کر دیا تھا اور اُس مقام کو اہل بغداد کا مزبلہ مقرر کیا تھا۔ بہت برس اسی طرح گزر گئے۔ آخر جب سلطان روم نے بغداد پر غلبہ پایا تو مزبلہ کے مکانوں کو تڑوا ڈالا اور اُنکی جگہ ایک عمارت بنوا کر اُس میں ایک صندوق دفن کرا دیا اور لوگوں کو اُسکی زیارت کا حکم دیا۔ اور اب تک اہلسنت وجماعت اُسی مزبلہ کی زیارت کرتے اور تعظیم بجالاتے ہیں۔ اور اگر ہم اس انکار کو صحیح بھی مان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ چونکہ قبریں ابوبکر اور عمر کی آنحضرت کے مرقد منور سے بہت ہی نزدیک تھیں اس سبب سے احتمال تھا کہ اُن لوگوں کی نقب خصوصاً اس صورت

امر مانع ہوا۔ اور اگر ابوبکر و عمر کی کرامت ہوتی تو غار میں سانپ انکو کیوں کاٹتا اور جہاد سے بھاگنے کی عار انکو کیوں پیش آتی؟

وزارت

برجوان کو سنہ ۳۸۹ھ میں قتل کرنے کے بعد حاکم نے حسن بن عمار (قتل سنہ ۳۹۰ھ) فہد بن ابراہیم (قتل سنہ ۳۹۳ھ) صالح بن علی بن صالح رودباذی (قتل سنہ ۴۰۱ھ) حسین بن جوہر (قتل سنہ ۴۰۱ھ) اور کافی بن نصر بن عبدون (قتل سنہ ۴۰۴ھ) زرعہ بن عیسٰے بن نسطورس اور ابو عبد اللہ حسن بن طاہر وزان (قتل سنہ ۴۰۵ھ) کو یکے بعد دیگرے وزیر بنایا اور پھر معزول کر کے قتل کرا کرا دیا۔ آخر خطیر رئیس الرؤسا ابوالحسن عمار بن محمد وزیر ہوا۔ حسین بن جوہر کا حال ابن خلکان نے اس طرح لکھا ہے کہ جب حسین کو حاکم نے معزول کر دیا تو وہ جان کے خوف سے اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر اپنے بہنوئی قاضی عبد العزیز بن النعمان کے پاس چلا گیا۔ حاکم نے قاضی کو لکھا کہ حسین اور اُسکے بیٹے کو ہمارے پاس بھیجدو۔ قاضی مدت تک ٹالتا رہا مگر آخر کو حاکم نے پھسلا لیا اور حسین اور قاضی دونوں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے کچھ دنوں اپنے پاس قصر میں رکھا اور پھر راشد الحقیقی ایک سردار کے ساتھ دس ترک غلام بھیجکر حسین بن جوہر اور قاضی عبد العزیز دونوں کو سنہ ۴۰۱ھ میں قتل کرا دیا۔

قضاۃ

ابو عبد اللہ محمد بن النعمان کا صفر سنہ ۳۸۹ھ میں انتقال ہو گیا تو حسین بن علی بن النعمان قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔ مگر وہ سنہ ۳۹۴ھ میں معزول کر دیا گیا اور ابوالقاسم عبد العزیز بن محمد بن النعمان مقرر ہوا۔ وہ رجب سنہ ۳۹۸ھ میں معزول ہوا۔ اور مالک بن سعید الفارقی مقرر ہوا۔ یہ بھی ربیع الآخر سنہ ۴۰۵ھ میں معزول ہوا اور ابوالعباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام قاضی القضاۃ بنایا گیا جو برابر اس عہدہ پر مامور رہا یہانتک کہ ربیع الاول سنہ ۴۱۸ھ میں خلیفہ ظاہر کے عہد میں انتقال کر گیا۔

حاکم کی وفات

حاکم علم نجوم میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ اگر ۲۷ شوال سنہ ۴۱۱ھ کی رات خیر سے گزر گئی تو میری عمر

انکی شان سے زیادہ ہوئی تھی پسند بہت تھے۔ قاہرہ کے قریب ہی کوہ مقطم کی چوٹی پر
ایک خلوتگاہ بنا رکھی تھی رات کو اکثر وہاں چلے جایا کرتے تھے اور بقول ابن خلدون عبادت
کیا کرتے اور کبھی ستاروں کو دیکھا کرتے۔ ۲۷ شوال کو جب حسب معمول باہر جانے لگے
تو انکی والدہ نے جن کو اس شب کا دھڑکا لگا ہوا تھا باہر جانے سے روکا۔ تھوڑی دیر تو
رک گئے پھر ضبط نہ کر سکے اور والدہ سے کہا کہ اگر میں باہر نہ جاؤنگا تو میری روح بدن
سے نکل جائیگی یہ کہکر اپنی خلوتگاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر ایسے گئے کہ پھر نہ آئے۔ لوگ ہر
روز بادشاہ کے استقبال کو باہر جاتے اور مایوس ہو کر چلے آتے۔ جب اس طرح ایک ہفتہ
گزر گیا اور بادشاہ نہ آئے تو کھلبلی پڑ گئی جستجو کے لئے آدمی دوڑائے گئے۔ پہاڑ پر چڑھے
تو دیکھا کہ وہ اشہب دراز گوش جس پر بادشاہ سوار ہوا کرتے تھے جسکا نام قمر رکھا تھا
تلوار سے آگے کے پاؤں کٹے پڑا ہے۔ آگے بڑھے تو ایک گڑھے میں بادشاہ کے کپڑے ملے
جن میں خنجروں سے سوراخ ہو رہے تھے۔ بٹن اب تک لگے ہوئے تھے مگر لاش کا پتہ کہیں
نہ لگا۔ یہ سب چیزیں قاہرہ میں لائی گئیں۔ لوگوں نے دیکھیں اور کسی کو حاکم کے قتل ہو جانے
میں شبہہ نہیں رہا۔

ابن خلکان لکھتا ہے کہ باوجود اسکے بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاکم کے غائب ہو جانے کے
قائل ہیں اور اسکی غیبت کی قسم کھاتے ہیں۔ مولوی امیر علی اپنی تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں
کہ کوہ لبنان کے دروزیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حاکم نے زمین سے غیبت اختیار کی ہے اور
آخر زمانہ میں یا جب اُن کا جی چاہیگا ظہور کرینگے۔ دروزیوں کی مذہبی کتابوں میں اُن کو
مولانا الحاکم اعلے اللہ شانہ لکھا جاتا ہے۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ حاکم کی بہن ست الملک بدچلن تھی امیر الجیوش سیف الدولہ
یوسف ابن دواس کتامی سے اُسکی دوستی تھی اور حاکم نے ان دونوں کو سیاست کرنا چاہا تھا
اسی سبب سے ست الملک نے امیر الجیوش سے سفارش کر کے حاکم کو قتل کرا دیا تھا۔ ادھر امیر الجیوش
نے دو آدمی حاکم کے قتل کے لیے جبل مقطم پر تعینات کر دئے تھے۔ بلکہ سیوطی صاحب حسن المحاضرہ

امیر الجیوش کے کسی کو یہ بھید معلوم نہوا۔

مؤلف کہتا ہے کہ ست الملک کی امیر الجیوش سے آشنائی اور اُسکی سازش سے حاکم کے مارے جانے کا قصہ محض افترا اور بہتان ہے جو بنی فاطمہ کے دشمنوں نے باندھا ہے اور ہارون رشید کی بہن عباسہ اور جعفر برمکی کے سچے واقعہ کے مقابلہ میں گھڑا گیا ہے۔ مقریزی جسکا نمبر تاریخ مصر کی تحقیق میں اول سمجھا جاتا ہے اس قصہ کو بالکل جھوٹ بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ چار برس بعد ۴۱۵ھ میں ایک شخص نے جو بالائی مصر میں بغاوت کھڑی کرنے کے جرم میں گرفتار ہوا تھا خود اقرار کیا کہ اُس نے تین شریکوں کے ساتھ قربۃً الی اللہ مذہب کے کارن حاکم کو قتل کیا تھا اُس شخص کا بیان ایسا مفصل اور ربط وار ہے کہ اُسکے اقرار کے سچے ہونے میں کوئی شبہہ نہیں رہتا۔ اس شخص کے پاس حاکم کے سر کی کھال کا ایک ٹکڑا اور اُس دھاریدار چادر کا ایک ٹکڑا بھی نکلا جو حاکم اُس رات کو اوڑھے ہوئے تھے۔

۴۱۱ھ (۷) ابو الحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ۴۲۷ھ

مختصر حالات قاہرہ میں یوم چہارشنبہ ۱۰ رمضان ۳۹۵ھ کو پیدا ہوئے ۱۶ سال کی عمر میں عید اضحےٰ ۴۱۱ھ کو بیعت ہوئی۔ وزیر خطیر متولی بیعت ہوا ست الملک حاکم کی بہن نائب السلطنت مقرر ہوئی۔ چونکہ حاکم اپنے آخر زمانہ میں ابن دواس سے ناراض ہوگئے تھے اور اُسے اپنے قتل کا اندیشہ لگا رہتا تھا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ اُسنے ضرور بعض ایسے لوگوں کو مامور کرکے جو حاکم سے مذہبی دشمنی رکھتے تھے حاکم کو قتل کرادیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ست الملک کو بھی یہی ثابت ہوا پس جب ابن دواس بیعت کے دوسرے دن اپنے ماتحت سرداروں کے ساتھ حاضر ہوا تو ست الملک نے سر دربار اپنے ایک خادم کو حکم دیا جو سب کے سامنے تلوار لئے ہوئے ابن دواس پر پل گیا اور یہ کہکر قتل کر ڈالا کہ یہ حاکم کا انتقام ہے اس نے تمہارے آقا اور پیشوا امیر المومنین کو قتل کیا ہے۔ کوئی اُس خادم کا مزاحم نہوا۔ ست الملک چار سال تک انتظام سلطنت

مدبر سلطنت مقرر ہوا۔ اسے قائد عز الدولہ ابو الفوارس معضاد الظاہر کا خطاب اور خلعت
دیا گیا۔ شریف کبیر عجمی اور شیخ نجیب الدولہ جرجرائی اور شیخ عمید محسن بن بدوس نے قائد معضاد
کے ساتھ یہ قرارداد کر لی کہ خلیفہ ظاہر کے پاس ہم لوگوں کے سوائے کوئی اور داخل نہ ہو سکے۔
پس ہر روز یہی لوگ بادشاہ سے خلوت میں ملتے اور امور سلطنت پر حاوی ہو گئے تھے جز
صاحب انشاء، داعی الدعاۃ، قاضی القضاۃ اور نقبائے طالبیین تک کو بیس دن میں ایک دفعہ
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ انکے سوا کوئی اور تو خلیفہ کا [illegible]
تھا۔ سنہ ۴۱۸ھ میں ابو القاسم علی بن احمد الجرجرائی وزیر بنایا گیا جو ظاہر کی سلطنت پر آخر
وقت تک متغلب رہا۔ جرجرائی بروایت ابن اثیر بڑا منتظم اور دیانتدار تھا۔

سنہ ۴۱۴ھ میں منتخب الدولہ دزبری متوفی قیساریہ کو فلسطین کا گورنر بنایا گیا۔ اسکی صالح
بن مرداس اور حسان بن مفرج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر صالح نے حلب اور اسکے مضافات
پر اور حسان نے رملہ اور اسکے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اور اسطرح شام کا ایک بڑا حصہ فاطمیوں
کے ہاتھ سے نکل گیا۔

سنہ ۴۱۵ھ میں بنی حسین میں سے ایک شخص ظاہر ہوا وہ پکڑا گیا اُسنے اقرار کیا کہ حاکم کو میں نے ہی قتل
کیا ہے۔ اسکے پاس سے حاکم کے سر کی کھال کا ٹکڑا اور چادر کا ٹکڑا بھی نکلا جو حاکم اس رات کو
اوڑھے ہوئے تھے۔ اس شخص نے اپنے کو چھری مار کر خودکشی کر لی اور اسکا سر قاہرہ لایا گیا۔

سنہ ۴۱۵ھ میں مصر میں قحط شدید پڑا بہت سے آدمی بھوک کے مر گئے بہت سے بھوکوں نے لوٹ مار
کا بازار گرم کر دیا جو بڑی مشکل سے فرو ہوا۔

سنہ ۴۱۶ھ میں ظاہر کے حکم سے فقہائے مالکی وغیرہ مصر سے نکال دئے گئے۔ داعیوں کو حکم ہوا کہ
لوگوں کو کتاب دعائم الاسلام اور مختصر الوزیر حفظ کرائیں۔ ان حفظ کرنے والوں کے واسطے
انعام مقرر کیے گئے۔ ظاہر نے اسماعیلی مذہب کو بڑی رونق کے ساتھ رواج دیا۔

سنہ ۴۲۰ھ میں ظاہر گھوڑے سے گرے چوٹ نہ آئی۔ سلامتی کے شکریہ میں ایک لاکھ دینار تصدق
کیے۔ سنہ ۴۲۷ھ میں شاہ روم سے صلح ہو گئی اُسنے اپنے ملک میں ظاہر کا خطبہ پڑھنے کی اجازت

اور جس کسی عیسائی نے حاکم کے زمانہ میں اظہار اسلام کیا تھا اُسے اجازت دیدی کہ اگر چاہے پھر نصرانی ہو جائے۔ سنہ ۴۲۰ھ میں مغربیوں اور ترکوں کے درمیان فتنہ برپا ہوگیا جس میں طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ سنہ ۴۲۱ھ میں ظاہر نے اپنے بیٹے مستنصر باللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی جو اس وقت ۸ ماہ کا تھا اس موقع پر اہل دولت کو اتنے خلعت و انعام دئے اور رعایا پر اسقدر بخشش کی کہ بیان نہیں ہو سکتا صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ سنہ ۴۲۱ھ میں قیصر روم نے ۶ لاکھ فوج سے شام پر حملہ کیا حلب پر آیا۔ اہل حلب نے اُسپر چھاپا مارا اور فتح عظیم حاصل کی۔ سنہ ۴۲۴ھ میں ولیعہد اول دفعہ سوار ہو کر قاہرہ سے مصر قدیم میں گیا اُس روز پانچ ہزار دینار نثار کئے گئے۔ سنہ ۴۲۵ھ میں جب بغداد میں ترکوں نے فساد برپا کیا تو ظاہر نے اپنے داعی بغداد میں بھیجے اور وہاں اسماعیلی داعیوں کی کثرت ہو گئی اور وہاں کے بہت سے لوگوں نے اُنکی دعوت قبول کی۔ سنہ ۴۲۶ھ میں مصر میں وبا کا زور رہا بہت سے آدمی مر گئے۔

نصف شعبان سنہ ۴۲۷ھ کو خلیفہ ظاہر نے ۳۲ سال کی عمر میں ۱۵ سال ۸ ماہ حکومت کر کے انتقال کیا۔ صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ یہ مثل اپنے جدامجد عزیز باللہ کے منصف عادل اور نیک سیرت تھے۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ظاہر کی فرط سیاست اور کمال کیاست سے فتنے ساکن ہو گئے اور مہم دولت و دین نے استقامت حاصل کی۔ چونکہ انکے زمانہ میں امیروں کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا اور قریب قریب نظر بندی کی حالت میں بسر کرتے تھے اس سبب سے طبیعت آرام طلب اور عیش پسند ہو گئی تھی۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ظاہر جمیل السیرۃ۔ حسن السیاسۃ۔ منصف مزاج پسند اور آرام طلب تھے۔ مقریزی لکھتا ہے کہ افریقیہ۔ مصر۔ شام اور حجاز میں انکی حکومت تھی۔ بادشاہوں سے مراسلت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے غلاموں کو طرح طرح کے علوم اور تمام فنون حرب سکھائے۔ خزانۃ البنود قائم کیا اور اُس میں ۳ ہزار کاریگر مقرر کئے۔ جواہرات کے بڑے شوقین تھے بہت سے جواہر خریدے۔ ظاہر کے عہد سے مصر کی فاطمی سلطنت کا انحطاط شروع ہو گیا۔ اب ہم ظاہر کے زمانہ کے بعض واقعات تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

میں اور بھی شدت ہوئی۔ تمام قسم کے مویشی کی اسقدر قلت ہوگئی کہ ایک گائے پچاس دینار کو بکنے لگی اور کمی کی وجہ سے گائے کے ذبح کرنے کی ممانعت کردی گئی۔ شہر مصر کے باہر خوف زیادہ ہوگیا۔ لوگوں کا اضطراب بڑھ گیا۔ اس موقع پر کارکنان سلطنت نے تجار پر مصادرہ کرنا چاہا۔ اسپر آپس میں مخالفت پیدا ہوئی۔ فوج کا حال مارے فقیری کے تباہ ہوگیا۔ فوجیوں نے فریاد کا غل مچایا اور کارکنان سلطنت نے تحاسد کرکے عمید محسن کو پکڑ کر گردن مروا دیا۔ قحط کی اور شدت ہوئی۔ موتوں کی کثرت اور حیوانوں کی قلت حد کو پہنچ گئی۔ لوگ اپنے مال بیچنے پر مجبور ہوئے مگر کوئی خریدار نہ ملتا تھا۔ لوگ بھوک کرکے بادشاہ سے فریاد کرتے تھے۔ انہیں دنوں میں ابن جراح کی فوج فرما پر آپڑی۔ وہاں کے لوگ تباہ حال بھاگے ہوئے قاہرہ پہنچے۔ قحط کے مارے لوٹ مار چھین جھپٹ کا بازار گرم ہوگیا۔ قاہرہ میں بھوک کے مارے ایک ہزار غلام اکٹھے ہوکر لوٹ مار کرنے لگے۔ پس منادی کردی گئی کہ جس کسی سے کوئی غلام تعرض کرے وہ اُسی غلام کو قتل کر ڈالے اور ایک جماعت شہر کی حفاظت پر مقرر کردی گئی۔ لوگوں نے گلی کوچوں پر دروازے لگا لئے اور بعض محلوں کے گرد خندقیں کھودلیں۔ معضاد فوج لیکر نکلا اور اُن غلاموں کو بھگا دیا۔ اور اُن میں سے بعض کو پکڑ کر گردن مروا دیا۔ پھر یہ غلام جرجائی وغیرہ بڑے بڑے ارکان دولت کے درپے تلاش ہوئے مگر ان لوگوں نے پہرے بٹھا دئے اور گھر سے نکلنا بند کردیا۔ غرض سنہ ۴۱۵ھ طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں ہی میں گزرا۔

حاجیوں کو خلعت سنہ ۴۱۵ھ

سنہ ۴۱۵ھ میں عراق و خراسان کے حاجی مصر و شام کی راہ سے اُلٹے پھرے۔

عراقیوں کا امیر حاج شریف ابوالحسن اقساسی اور خراسانیوں کا امیر حاج یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا نائب حسنک تھا۔ ظاہر نے حاجیوں کے ساتھ بہت کچھ احسان و سلوک کیا اور خلعت گرانمایہ عنایت کئے۔ قادر باللہ خلیفہ عباسی کو یہ امر نہایت ناگوار گزرا۔ پس حسنک تو اپنے قافلہ کے ساتھ ادوانا کے پاس دجلہ عبور کرکے بالا ہی بالا خراسان کو چلا گیا۔ مگر اقساسی کو قادر باللہ نے بہت کچھ تہدید کی اور وہ بیچارہ اس صدمہ میں بیمار

محمود نے ... خلعت لیکر قادر باللہ کے پاس بھیجدیا اور وہ بغداد میں جلا دیا گیا۔ (ابن اثیر)

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ابھی حاجی بغداد ہی میں تھے کہ محمود سبکتگین کا قاصد قادر باللہ کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ سلطان کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حاجیوں نے حاکم مصر کے خلعت جو بد مذہب ہے کیوں لے لیے۔ پس قادر باللہ کے حکم سے وہ خلعت حاجیوں سے چھینکر جلا دیے گئے۔ چونکہ روضۃ الصفا میں یہ واقعہ سنہ ۴۰۳ھ میں لکھا ہے اس سبب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ظاہر نے حاجیوں کو دو دفعہ خلعت دیے ہیں۔

سنہ ۴۱۱ھ میں ظاہر نے خود محمود غزنوی کو خلعت بھیجا۔ محمود نے ایک مراسلہ کے ساتھ اُس خلعت کو قادر باللہ کے پاس بھیجکر دریافت کیا کہ اسے کیا کیا جائے۔ خلیفہ نے اسے بغداد میں جلوا دیا۔ اُس میں سے بہت سا سونا نکلا جو مفلس عباسیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

حالات شام

خلیفہ مصر کی طرف سے انوشتگین دزبری شام میں نائب تھا جسکے ماتحت دمشق۔ رملہ اور عسقلان وغیرہ کے علاقے تھے۔ سنہ ۴۱۴ھ میں حسان بن مفرج امیر بنی طے اور صالح بن مرداس امیر بنی کلاب اور سنان بن علیان نے ملکر اتفاق کر لیا کہ حلب سے عانہ تک صالح لیلے۔ رملہ سے مصر تک حسان اور دمشق سنان لیلیوے۔ یہ اتفاق کر کے تینوں نے ایک ساتھ علم بغاوت بلند کر دیا۔ پس حسان نے آکر رملہ میں دزبری کا محاصرہ کر لیا۔ دزبری تو عسقلان بھاگ گیا اور حسان نے رملہ فتح کر کے لوٹ لیا اور باشندوں کو قتل اور شہر کو جلا کر برباد کر ڈالا (سنہ ۴۱۵ھ) اور اپنے فوجی دستے شام کے مختلف حصوں میں پھیلا دیے جو لوٹ مار کرتے ہوئے عریش تک جا پہنچے۔ اہل بلبیس اور اہل قرافہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ قاہرہ کو بھاگ آئے۔ غرض حسان رملہ اور اسکے نواح پر قابض ہو گیا۔ اُدھر صالح بن مرداس نے اسی سال شہر حلب اور قلعۂ حلب مصریوں سے چھین لیا۔ اور علاوہ حلب کے بعلبک سے عانہ تک کے تمام ملک پر قابض ہو گیا۔

سنہ ۴۲۰ھ میں ظاہر نے دزبری کے پاس بہت سی فوج روانہ کی کہ صالح بن مرداس اور حسان بن مفرج کی ... صالح اور حسان دونوں دزبری سے لڑنے پر متفق ہو گئے

اور صالح حلب سے چل کر طبریہ کے قریب حسان سے جا ملا۔ طبریہ کے قریب دریائے اردن پر بمقام اقحوانہ دزبری سے لڑائی ہوئی۔ صالح اور اسکا چھوٹا بیٹا مارا گیا دونوں کے سر مصر روانہ کیے گئے۔ صالح کا بڑا بیٹا ابو کامل نصر بھاگ آیا اور حلب میں اپنی حکومت جمائی اسکا لقب شبل الدولہ تھا۔ یہ سنہ ۴۲۹ھ تک حلب پر حکومت کرتا رہا۔ مستنصر علوی کے زمانہ میں دزبری نے شبل الدولہ پر چڑھائی کی حماۃ کے قریب لڑائی ہوئی اور شعبان سنہ ۴۲۹ھ میں شبل الدولہ مارا گیا۔ اور رمضان سنہ ۴۲۹ھ میں دزبری نے حلب پر قبضہ کر لیا اور پھر رفتہ رفتہ دیگر بلاد شام پر قابض ہو گیا۔ اور اسکی شان اور قوت بہت بڑھ گئی۔ یہانتک کہ سنہ ۴۳۳ھ میں حلب ہی میں مر گیا۔

صالح بن مرداس کا ایک بیٹا معز الدولہ ابو علوان ثمال رحبہ میں تھا وہ دزبری کے مرتے ہی شہر حلب پر اور صفر سنہ ۴۳۴ھ میں قلعہ حلب پر قابض ہو گیا۔ اور سنہ ۴۴۹ھ تک آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ اس نے سنہ ۴۴۰ھ اور سنہ ۴۴۱ھ میں مصری حملہ آور فوج کو شکست دی۔ تیسری دفعہ سنہ ۴۴۹ھ میں حلب انکے حوالہ کر کے صلح کر لی۔ مصریوں نے حسن بن علی بن ملہم کو حلب کا گورنر بنا کر بھیجا اور مکین الدولہ خطاب دیا۔ اور ثمال سنہ ۴۴۹ھ میں حلب مصریوں کے حوالہ کر کے مصر چلا آیا۔ اور اسکا بھائی عطیہ رحبہ چلا گیا۔ مگر اہل حلب نے ابن ملہم سے بغاوت کر کے شبل الدولہ کے بیٹے محمود کو بلا لیا اور اس نے جمادی الآخر سنہ ۴۵۲ھ میں حلب میں ابن ملہم کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب محمود کے ساتھ ہو گئے۔ مصریوں نے ابن ملہم کو مدد بھیجی۔ مصری فوج قریب پہنچی تو محمود بھاگ گیا اور ابن ملہم نے حلب کے باغیوں کو گرفتار کر لیا۔ انکا مال چھین لیا۔ اور محمود کا تعاقب کیا۔ مگر محمود نے مار بھگایا۔ اور پلٹ کر پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اور شعبان سنہ ۴۵۲ھ میں شہر و قلعہ حلب پر قابض ہو گیا۔ اور ابن ملہم اور مصریوں کا سردار لشکر ناصر الدولہ حمدانی دونوں مصر کو واپس آئے محمود حلب کا مستقل حاکم بن گیا۔ سنہ ۴۵۳ھ میں ثمال کو فوج دیکر حلب پر روانہ کیا اس نے محمود کو بھگا کر حلب پر قبضہ کر لیا۔ ذیقعدہ سنہ ۴۵۴ھ میں ثمال مر گیا اور اپنے بھائی عطیہ کے لیے

... حکومت حلب کی وصیت کر گیا پس ثمال کے مرتے ہی عطیہ نے حلب پر

[illegible] عطیہ پر حملہ کیا اور [illegible]
سنہ ۴۵۵ھ میں حلب پر قابض ہوگیا۔ عطیہ نے بھاگ کر رقہ پر قبضہ کرلیا مگر رقہ بھی اُس سے چھین لیا گیا اور وہ قسطنطنیہ جاکر رہنے لگا اور آخر سنہ ۴۶۵ھ میں وہیں مرگیا۔ ذیحجہ سنہ ۴۶۸ھ میں محمود بھی حلب میں حکومت کرتا ہوا مرگیا۔ اسنے سنہ ۴۶۳ھ میں حلب میں خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ قطع کرکے قائم عباسی کا خطبہ پڑھوایا تھا۔ محمود کے بعد اُسکا بیٹا نصر حلب کا بادشاہ ہوا مگر سنہ ۴۶۹ھ میں ترکمانوں نے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور نصر کا بھائی سابق حلب کا بادشاہ ہوا۔ سنہ ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش صاحب موصل نے اُس سے حلب کو چھینکر سلطنت موصل میں شامل کرلیا۔ سنہ ۴۷۹ھ میں حلب سلجوقیوں نے فتح کرلیا اور قسیم الدولہ اقسنقر کو وہاں کا گورنر بنایا اور تقریباً تمام شام پر اپنا تسلط بٹھا لیا۔ حلب کے حالات سنہ ۴۲۷ھ تک خلیفہ ظاہر کے عہد سے متعلق ہیں اور بقیہ حالات خلیفہ مستنصر کے عہد میں گزرے ہیں۔ ہم نے تسلسل کے خیال سے یہاں ایک جگہ لکھکر ختم کردئے ہیں۔

صقلیہ

سنہ ۴۱۶ھ میں رومیوں نے جزیرہ صقلیہ پر حملہ کرکے یہاں کے اکثر مقامات مسلمانوں سے چھین لئے۔ اور جزیرہ نمائے قلوریہ اُن سے بالکل خالی کرالیا۔ پھر رومیوں نے وہاں سکونت اختیار کرلی۔ اور اس انتظار میں رہے کہ بادشاہ کی بہن کے ساتھ اُنکے جنگی جہاز آجائیں تو اور نئے حملے شروع کردیں۔ معز بن بادیس کو یہ خبر ملی تو اُسنے چار سو جہازوں کا ایک زبردست بیڑا فوجوں اور مجاہدین سے بھر کر صقلیہ کی طرف روانہ کردیا۔ مگر افسوس یہ بیڑا ایک سخت بحری طوفان میں مبتلا ہوگیا اور جزیرہ قوصرہ میں پہنچکر ایسا تباہ ہوا کہ معدودے چند جہاز باقی بچے اور سب دریا برد ہوگئے۔

وزارت

خطیر ابو الحسن عمار ۷ ماہ تک ظاہر کا وزیر رہا۔ ربیع الاول سنہ ۴۱۲ھ میں قتل کردیا گیا۔ اور بدر الدولہ ابو الفتوح موسے بن حسین وزیر بنایا گیا۔ یہ بھی محرم سنہ ۴۱۳ھ میں معزول اور شوال سنہ ۴۱۳ھ میں پکڑ کر قتل کردیا گیا۔ اسکے پاس ۶ لاکھ ۲۰ ہزار دینار نکلے۔ اسکے بعد امیر شمس الملوک المکین مسعود بن طاہر

ربیع الآخر سنہ ھ میں اسلئے دونوں ہاتھ حاکم نے کسی خیانت پر ناراض ہوکر کٹوا ڈالے تھے۔ جب ظاہر نے وزیر بنایا تو جرجرائی لکھنے کا کام علامہ قاضی ابو عبداللہ قضاعی سے لیتا تھا جو مصنف کتاب الشہاب کا ہے۔ جرجرائی اپنی وزارت کے زمانہ میں عفاف اور امانت زائد داور احتراز اور تحفظ سے کام لیتا رہا۔ اور مسلسل ۱۷ سال ۸ ماہ ۱۸ دن فاطمیوں کا وزیر رہا۔ یہانتک کہ ۷ رمضان سنہ ۴۳۶ھ کو انتقال کر گیا۔ جرجرائی منسوب ہے جرجرایا سے جو عراق کا ایک قریہ ہے۔

قضاوت جب قاضی القضاۃ ابو العباس احمد بن محمد نے ربیع الاول سنہ ۴۱۸ھ میں انتقال کیا تو ابو محمد قاسم بن عبد العزیز بن محمد بن نعمان اسکی جگہ مقرر ہوا اور جب وہ رجب سنہ ۴۱۹ھ میں معزول ہوا تو ابو الفتح عبد الحاکم بن سعید الفارقی مقرر ہوا جو مستنصر کے عہد میں ذیقعدہ سنہ ۴۲۹ھ میں معزول ہوا۔

سنہ ۴۲۷ھ (۸) ابو تمیم معد مستنصر باللہ سنہ ۴۸۷ھ

مختصر حالات ۱۵ شعبان سنہ ۴۲۷ھ کو ۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے جرجرائی بدستور وزارت پر قائم رہا۔ دزبری شام کی گورنری پر بحال رہا۔ دزبری عادل۔ مدبر اور منتظم حکمران تھا۔ اس نے ملک شام کی بہت کچھ اصلاح کی ممالک غیر کے بادشاہ اسکی بڑی عزت و حرمت کرتے تھے اور رومی اس سے بہت ڈرتے تھے۔ مستنصر کے دل میں اسکی بڑی عظمت تھی۔ اس سبب سے وزیر جرجرائی اس سے جلتا تھا اور آخر بغاوت کا الزام لگا کر سنہ ۴۳۳ھ میں جرجرائی نے دمشق پر فوج روانہ کر دی۔ دزبری حماۃ کی طرف بھاگ گیا اور کچھ فوج بہم پہنچا کر حلب میں داخل ہو گیا مگر اسی سال نصف جمادی الاول کو انتقال کر گیا۔ دزبری نے سنہ ۴۲۹ھ میں شبل الدولہ پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر ڈالا اور حلب پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور سنہ ۴۲۲ھ میں حماۃ اور افامیہ کے درمیان رومیوں کو شکست دیکر انکا ایسا دھر توڑا کہ مدت تک مسلمانوں کو ستانے سے رک گئے۔

دزبری کے انتقال پر معز الدولہ ثمال نے صفر سنہ ۴۳۴ھ میں حلب کے تمام علاقہ اور حمان

...پر اپنا تسلط جمالیا۔ حلب کے باقی حالات ظاہر کے عہد میں بیان ہوچکے ہیں۔

سنہ ۴۶۳ھ میں سلجوقیوں کے سردار اقسنز نے رملہ اور بیت المقدس اور اُنکے قرب وجوار کے علاقے فتح کرلئے اور سنہ ۴۶۸ھ میں دمشق فتح کرکے مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ اس وقت سے دمشق بھی خلفائے مصر کی حکومت سے نکل گیا۔ دمشق فتح کرکے اقسنز نے شام کے اکثر اور علاقوں پر بھی اپنا تصرف بٹھالیا اور اذان میں سے حی علی خیر العمل نکلوا ڈالا۔ سنہ ۴۶۹ھ میں اقسنز نے دمشق سے جاکر قاہرہ کا محاصرہ کرلیا مگر بدر الجمالی نے جو اس وقت مدبر سلطنت تھا اقسنز پر حملہ کرکے ایسی بھاری شکست دی کہ وہ برے حالوں دمشق کی طرف واپس بھاگ گیا۔

سنہ ۴۸۲ھ میں مصری فوج نے حملہ کرکے شام کے ساحلی علاقے صور۔ صیدا۔ عکہ۔ جبیل وغیرہ پھر فتح کرلئے مگر باوجود کئی حملوں کے دمشق فتح نہو سکا۔

افریقیہ (تونس) کے گورنر معز بن بادیس نے جو شیعوں سے بہت جلتا تھا سنہ ۴۴۲ھ میں مستنصر کے نام کا خطبہ قطع کرکے عباسی خلیفہ کا خطبہ پڑھ دیا۔ مستنصر نے وزیر یازوری کی صلاح سے عرب کے دو قبیلوں زغبہ اور ریاح کو معز کے پیچھے چمٹا دیا۔ انہوں نے برقہ کی سکونت اختیار کی اور لوٹ مار مچانے لگے اور پھر اپنی تعداد بڑھاکر سنہ ۴۴۶ھ میں طرابلس فتح کرلیا۔ اور افریقیہ (تونس) میں گھسکر آگ لگانی شروع کردی۔ اور قیروان سے تین منزل پر بمقام جندران ان عربوں کی ۳ ہزار فوج نے معز کی ساٹھ ہزار فوج کو شکست دی اور دو اور سخت لڑائیوں میں شکست فاش دیکر قیروان کے مصلے میں آاترے۔ سنہ ۴۴۶ھ میں باجہ فتح کرلیا۔ اور سنہ ۴۴۹ھ میں قیروان میں گھس گئے۔ معز مہدیہ بھاگ گیا۔ عربوں نے اور بھی کئی مقامات پر فتوحات حاصل کیں۔ یہانتک کہ معز سنہ ۴۵۳ھ میں مرگیا۔ اُسکا بیٹا تمیم بادشاہ ہوا۔ اُسنے سنہ ۴۶۷ھ میں عربوں کو شکست دیکر قیروان اور بعض دیگر علاقوں سے نکال دیا۔ اور سنہ ۴۸۰ھ میں باغیوں سے ملک کو پاک کرکے آزادانہ حکومت کرنے لگے

سنہ ۴۴۲ھ میں علی بن محمد صلیحی نے یمن میں مستنصر کے نام کا خطبہ پڑھدیا۔ سنہ ۴۵۰ھ میں بساسیری نے عباسی خلیفہ قائم کو قید کر کے اُسکے کپڑے اور عمامہ وغیرہ مصر بھیجدیا اور ایک سال تک بغداد میں مستنصر کا خطبہ پڑھا۔ سنہ ۴۵۱ھ میں مستنصر کی دعوت بصرہ۔ واسط اور ان کے مضافات میں قائم ہو گئی۔ مگر پھر طغرل بیگ سلجوقی نے آکر بساسیری کو قتل کروا ڈالا اور قائم کو دوبارہ خلیفہ بنایا۔ سنہ ۴۶۲ھ میں مکہ اور مدینہ سے خلفائے مصر کا خطبہ منقطع ہو کر پھر عباسیوں کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سنہ ۴۴۳ھ میں بنی قرہ نے بغاوت کر کے جیزہ میں آکر ڈیرے ڈالدئے۔ سخت لڑائی کے بعد بنی قرہ نے اطاعت قبول کی۔ سنہ ۴۴۴ھ میں عباسیوں نے ان علوی خلفا کے قدح نسب میں محضر تیار کرا کر اُسکی نقلیں شہروں میں شائع کر دیں۔ سنہ ۴۵۷ھ سے سنہ ۴۶۴ھ تک مصر میں ایسا سخت قحط پڑا اور بیشمار مصری فاقہ سے مر گئے اور بیشمار ملک چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس وقت فاطمی سلطنت مصر کی کشتی گرداب فنا کے قریب آلگی تھی۔ مگر سنہ ۴۶۶ھ میں ایک بڑا مدبر اور منتظم سردار وزیر بنایا گیا جو بدر الجمالی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص ارمنی اور بڑا پکا امامی اثنا عشری تھا۔ مستنصر کے حق میں یہ خوش نصیبی کا فرشتہ ثابت ہوا۔ اس نے اس کشتی کو ڈوبتے ڈوبتے بچا لیا اور بربادی کے بعد مصر کو پھر آباد کر دیا۔ طرابلس الشام صور۔ عکہ وغیرہ جو مصر کی سلطنت سے نکل گئے تھے واپس لے لئے۔ مصر کی بغاوتوں کو فرو کیا اور ملک کا انتظام بالکل درست کر لیا۔

مصر میں ترکی غلاموں کا زور بہت بڑھ گیا تھا اُنکا زور توڑنے کے لئے جدید غلام بھرتی کئے گئے۔ ان دونوں میں رشک و حسد بڑھتے بڑھتے جنگ کی نوبت پہنچی۔ قائد القواد ناصر الدولہ ابو علی حسین بن حمدان نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ کئی لڑائیوں کے بعد ترکوں نے فتح پائی اور قاہرہ میں ناصر الدولہ اور ترکوں کا طوطی بولنے لگا۔ بادشاہ سے زبردستی بڑی بڑی رقمیں وصول کرنے لگے۔ خزانے خالی ہو گئے۔ شاہی سامان و اسباب فروخت ہوتے ہوتے بادشاہ

لہ مگر سنہ ۵۰۶ھ میں مغر کے پوتے یحییٰ بن تمیم نے مصلحت وقت دیکھکر پھر مصر کے علوی خلیفہ کا خطبہ جاری کر دیا۔ مصر سے خلعت و انعام اُسکو بھیجا گیا۔ اس وقت سے یہ حکمرانان بنی زیری خلیفہ مصر کے
[illegible]

[illegible]

بہت کم دیتا تھا اس سبب سے ترک اُس سے بگڑ گئے اور مستنصر سے کہکر ناصر الدولہ کو قاہرہ سے نکلوا دیا۔ ناصر الدولہ نے آدمی جمع کرکے قاہرہ پر چڑھائی کی۔ بادشاہ خود ترکوں کے ساتھ ہوکر ناصر الدولہ کے مقابلہ کو آئے اور اُسے شکست دیکر بھگا دیا۔ ناصر الدولہ نے پھر چڑھائی کی۔ شاہی فوج نے جو اُسکے مقابلہ کو بھیجی گئی شکست کھائی۔ ناچار ترکوں نے ناصر الدولہ کو صلح کا پیغام بھیجا اس شرط پر صلح ہوئی کہ تاج الملوک شاذی ناصر الدولہ کا نائب قاہرہ میں رہے وہ قاہرہ سے ناصر الدولہ کے پاس بھیجتا رہے اور اُسکے ساتھ اور اسکے مقابلہ میں کسی کو حکم دینے کا اختیار نہو۔ شاذی قاہرہ میں رہنے لگا مگر ناصر الدولہ کو کچھ مال نہ بھیجتا تھا ناصر الدولہ نے چڑھائی کی شاہی فوج نے شکست دیکر بھگا دیا۔ ناصر الدولہ نے اسکندریہ اور دمیاط پر قبضہ کرکے وہاں سے مستنصر کا خطبہ قطع کر دیا۔ پھر قاہرہ میں آگیا اور مستنصر کے سو دینار روز مقرر کر دئے اور خود آزادانہ حکومت کرنے لگا۔ ناصر الدولہ کی ان حرکتوں کی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ سُنی ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ سے مذہبی عناد رکھتا تھا اور مغربی جو سنی تھے اُسکے مددگار ہوگئے تھے۔ وہ قاہرہ میں قائم عباسی کا خطبہ پڑھوانا چاہتا تھا۔

پس ناصر الدولہ اطمینان اور بیفکری سے مصر میں حکومت کر رہا تھا کہ ۴۶۵ھ میں اُسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ چند ترک سرداروں نے اُسکے محل میں گھسکر اُسے قتل کر ڈالا اُسکے بھائی فخر العرب اور تاج المعالی بھی قتل کر دئے گئے۔

۲۲ر جمادی الاول ۴۶۶ھ کو بدر بن عبد اللہ جمالی قاہرہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ نے محل کے سوا تمام سلطنت کا سیاہ و سپید اُسکے سپرد کر دیا۔ سید الاجل امیر الجیوش کافل قضاۃ المسلمین و داعی دعاۃ المومنین خطاب دیا گیا خلعت۔ جواہرات کی مالا اور اپنی تلوار اُسکو عنایت کی۔

مصر کی بدنظمی کے ساتھ صقلیہ میں بھی بدنظمی پھیل گئی اور خانہ جنگی برپا ہوگئی تھی۔

[illegible]

[illegible]

ذیقعدہ ۴۸۷ھ میں بدر جمالی کا انتقال ہوگیا اور اُسکا بیٹا محمد ملک ابو القاسم شاہنشاہ ملک الافضل کے خطاب سے وزیر اعظم مقرر ہوا۔

مستنصر نے ۶۷ سال کی عمر میں ۶۰ سال ۴ ماہ حکومت کر کے ۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ کو انتقال کیا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ مستنصر پر ایک وقت ایسا آیا تھا کہ سوائے سجادہ کے اُس کے پاس کچھ نہ رہا تھا۔ مقریزی لکھتا ہے کہ کھانا تک میسر نہ آتا تھا۔ ایک شریف زادی ایک قعب میں روٹی کے ٹکڑے بھیجتی تھی وہ ایک وقت کھاتے دوسرے وقت کچھ نہ کھاتے مگر اس حال میں بھی صابر و شاکر اور قانع رہتے۔ ناصر خسرو انکے عہد میں ایک سال تک مصر میں رہا تھا۔ ۴۷۱ھ میں حسن بن صباح جو بعد میں نزاریہ اسماعیلیوں کا سرگروہ ہوا تاجروں کے لباس میں مستنصر کے پاس آیا تھا۔ ۱½ برس تک مصر میں رہا پھر مستنصر کی طرف سے خراسان و بلاد عجم میں داعی مقرر ہوا۔ حسن نے پہلے سرًا باطنی طور پر اور پھر علانیہ بلاد عجم میں آکر اسماعیلیہ دعوت پھیلانی شروع کر دی۔ اور قلعوں پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ چلتے وقت اُسنے مستنصر سے پوچھا تھا کہ آپکے بعد میرا امام کون ہے۔ مستنصر نے کہا تھا کہ میرا بڑا بیٹا نزار۔

مستنصر کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑا نزار۔ منجھلا ابو القاسم احمد مستعلی جو اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ چھوٹا محمد جو خود تو خلیفہ نہیں ہوا مگر بعد میں اُسکا بیٹا عبد المجید میمون حافظ کے لقب سے خلیفہ ہوا۔

اب ہم مستنصر کے عہد کے بعض واقعات کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

حالات شام

انوشتگین وزیری نے بڑے عدل و انصاف اور حسن انتظام اور تدبر و ہوشیاری سے ملک شام کی بہت کچھ درستی اور اصلاح کر لی تھی۔ اسنے ۴۲۹ھ میں مصری فوج کی مدد سے شبل الدولہ نصر کو شکست دیکر قتل کر ڈالا اور حلب پر قبضہ کر لیا۔ ۴۳۳ھ میں مصریوں نے وزیری کی ماتحتی میں

سے مسلمان قیدیونکو رہا کیا اور اس کے بعد اونھوں نے مسلمانونکو ستانا چھوڑ دیا۔ وزیری بڑا صاحب لیاقت مدبر اور منتظم حکمران تھا ملکونکے بادشاہ اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور رومی اسکی ہیبت بہت مانتے تھے مستنصر کے دل میں بھی بڑی اوسکی عظمت تھی۔ اس سبب سے وزیر ابو القاسم جرجرائی اوس سے جلتا اور حسد کرتا اور اوسے ضرر پہونچانا چاہتا تھا۔ مگر موقعہ نہ پاتا تھا آخر اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ اپنے کاتب ابو سعد کو نکالدو کیونکہ وہ تم کو بغاوت پر آمادہ کرتا ہے وزیری نے اسکا کچھ جواب نہ دیا جرجرائی کو بہانہ ہو گیا سنہ ۴۳۳ھ میں ایک فوج دمشق پر روانہ کیا۔ وزیری بعلبک کی طرف بھاگ گیا۔ برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں بعلبک کے حاکم نے اوسے گھسنے نہ دیا۔ حماۃ آیا وہاں بھی داخل نہو سکا آخر اپنے دوست مقلد بن منقذ حاکم کفر طاب کو لکھا اور وہ ۲۵ ہزار آدمیوں کے ساتھ اوس کی مدد کو آگیا وزیری ان آدمیوں کے ساتھ **حلب** میں داخل ہو گیا مگر اسی سال ۱۵ ر جمادی الاول کو انتقال کر گیا امیر الجیوش اسکا لقب تھا۔

وزیری کے انتقال پر شام کا انتظام بگڑ گیا حسین بن احمد جسے جرجرائی نے دمشق کا گورنر کرکے بھیجا تھا اوس نے شام کو قبضہ میں کرنے اور رکھنے کی از حد کوشش کی مگر معز الدولہ ثمال بن صالح بن مرداس کلبی والی رحبہ نے صفر سنہ ۴۳۴ھ تک تمام علاقہ حلب پر قبضہ کر ہی لیا۔ اور حسان بن مفرج فلسطین پر قابض ہو گیا۔

جمادی الآخر سنہ ۴۴۰ھ میں مصری فوج نے حلب پر حملہ کیا تین دن کی سخت لڑائی پر بھی معز الدولہ ڈٹا رہا اسوقت بارش اس شدت کی ہوئی کہ بہ جانیکا اندیشہ ہوا لہذا مصری فوج شام کے بالائی حصہ کی طرف چلی گئی آخر سنہ ۴۴۹ھ ہجری میں مصریوں نے حملہ کرکے حلب فتح کر ہی لیا۔ اور معز الدولہ صلح کرکے مصر چلا آیا سنہ ۴۵۲ھ ہجری میں شبل الدولہ کے بیٹے محمود نے حلب پر قبضہ کرکے مستنصر کا خطبہ جاری رکھا۔ مگر سنہ ۴۶۳ھ ہجری میں قائم عباسی کا خطبہ جاری کر دیا۔

اسی زمانہ میں سلجوقیوں اور اونکی لشکری غزوں نے خراسان و عراقین و بغداد پر قبضہ پالیا تھا اور اونکا لشکر دور دور پھیل گیا تھا ملک شاہ سلجوقی کے ایک امیر نے جسکا نام اتسز بن اوق تھا اور جسے شامی اقسیس کہتے تھے ترکونکو جمع کرکے سنہ ۴۶۳ھ میں فلسطین پر چڑھائی کی اوشہر رملہ کو فتح کرکے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا بیت المقدس بھی مصریونسے چھین لیا اور سواے عسقلان کے اوس تمام علاقہ پر جو رملہ اور بیت المقدس کے جوار میں واقع تھا قابض ہوگیا اسکے بعد اتسز نے دمشق کا محاصرہ کیا اور اوسکے نواح کو لوٹ مار کرکے برباد کردیا۔ اہل دمشق کیلئے جو رسد آتی اوسے لوٹ لیتا اہل دمشق بہت تنگ ہوے مگر اونھوں نے صبر کیا اور شہر پر اوسکو قبضہ نہ کرنے دیا ناچار دمشق سے اولٹا پھر گیا مگر سنہ ۴۶۷ھ تک فوجیں بھیجا کیا اسوقت معلی بن حیدرہ مستنصر علوی کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا۔ رمضان سنہ ۴۶۷ھ میں خود اتسز نے دمشق پر حملہ کیا اور محاصرہ کرلیا لیکن شوال سنہ ۴۶۷ھ میں ناکام واپس پھرا۔ اسوقت ایک تو دمشق کے باشندے اتسز کے حملوں سے تنگ آرہے تھے دوسرے معلی باشندونپر ظلم شدید کرتا تھا۔ دق آکر اونھوں نے معلی کو نکالدیا وہ مصر بھاگ آیا وہاں قید کردیا گیا اور قید ہی میں مرگیا دمشق کے مصمودیوں نے معلی کو نکالکر اپنے سردار انتصار بن یحیی مصمودی کو بزین الدولہ کا لقب دیکر دمشق کا حاکم بنالیا۔ اتسز نے بیت المقدس سے آنکر سنہ ۴۶۸ھ میں پھر دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ اہل دمشق غلہ کے قحط سے کمال مضطرب ہوے اور امان مانگ کر اتسز کی اطاعت قبول کرلی۔ اتسز نے بزین الدولہ کو قلعہ بانیاس اور یافا دیدیا اور خود ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۶۸ھ میں دمشق میں داخل ہوکر مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ پڑھدیا۔ اسوقت سے دمشق خلفاے مصر کی حکومت سے نکل گیا

دمشق فتح کرکے اتسز نے شام کے اکثر اور علاقونپر بھی اپنا تصرف بڑھالیا اور اذان میں سے حی علی خیر العمل نکالڈالا۔ وہاں کے لوگ بہت خوش ہوے مگر اتسز باشندونپر بڑا ظلم کرتا تھا اور اونسے بری طرح پیش آتا تھا۔

سنہ ۴۶۹ھ میں اتسز نے دمشق سے جاکر قاہرہ کا محاصرہ کرلیا باشندونکو بہت تنگ کیا اور قریب تھا

... ابن ابو عمری واقعہ کے ساتھ جامع مسجد میں جمع
ہوئے اور بڑے گریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگی اور بدر الجمالی نے جو مستنصر کا سپہ سالار
تھا عربوں وغیرہ کی فوج جمع کرکے اتسز پر حملہ کیا اور شکست دی اوس کے اکثر اصحاب
مارے گئے اوسکا ایک بھائی بھی کام آیا اور دوسرے بھائی کا ہاتھ کٹ گیا اور اتسز بھاگ
کر بری حالوں دمشق واپس آیا اوس کے بقیہ اصحاب متفرق ہو گئے اتسز کی عدم موجودگی
میں اہل دمشق نے دمشق کا انتظام درست رکھا اور اوس کے مال کی حفاظت کی تھی
اتسز نے اس کے شکریہ میں انکا ایک سال کا خراج معاف کر دیا پھر بیت المقدس آیا
یہاں کے باشندوں نے اوسکے اصحاب کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور اونکو محراب داؤد
میں گھیر لیا تھا پس جب اتسز شہر کے قریب پہونچا تو وہ متحصن ہو گئے اور اتسز کو گالیاں
دیں مگر اتسز نے شہر کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور قتل عام کرایا یہاں تک نوبت پہونچی کہ جس
کسی نے مسجد اقصیٰ میں پناہ لی وہیں قتل کر دیا گیا۔ فقط وہ چھوڑے گئے جو صخرہ کے قریب تھے۔
سنہ ۴۷۱ھ میں سلطان ملک شاہ سلجوقی نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو ملک شام اور
وہ علاقہ جو اوس نواح میں فتح کیے تھے جاگیر میں دیدیئے تتش نے ترکونکی جماعت کثیر کو
ساتھ لیکر حلب کا محاصرہ کر لیا مگر اسی موقع پر بدر الجمالی نے نصیر الدولہ کے ساتھ ایک
فوج بھیجکر دمشق میں اتسز کو گھیر لیا اور بہت تنگ کیا اتسز نے تتش سے مدد مانگی وہ حلب کا
محاصرہ چھوڑ کر اتسز کی کمک پر روانہ ہوا اوسکے آمد کی خبر سنکر مصری فوج مثل شکست یافتہ
کے پیچھے ہٹ گئی اتسز شہر پناہ کے قریب نکلکر تتش سے ملا تتش بہت ناراض ہوا۔
اور کہا کہ تو نے آگے بڑھکر میرا استقبال کیوں نہیں کیا اوس نے بہیترے عذر کیے ایک نہ مانا
اتسز کا سر قلم کرا دیا اور دمشق میں داخل ہو گیا یہ ۴۷۱ھ کا واقعہ ہے۔

ربیع الاول ۴۷۸ھ میں امیر الجیوش بدر الجمالی نے مصر سے فوج لیکر دمشق پر حملہ کیا اسوقت
تتش دمشق ہی میں تھا بدر الجمالی خوب لڑا اور نہایت تنگ کیا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اور
ناکام واپس ...

سنہ ٤٧٩ھ میں ملک شاہ نے حلب فتح کرکے سنہ ٤٨٠ھ میں قسیم الدولہ **آقسنقر** کو حلب کا گورنر بنایا اور سلجوقیوں نے تقریباً تمام شام پر اپنا تسلط بٹھالیا۔

طرابلس کا قاضی ابوطالب بن عمار جو طرابلس الشام پر قابض ہوگیا تھا سنہ ٤٦٤ھ میں میں مرگیا تھا اور اوسکا بھتیجا جلال الملک ابوالحسن بن عمار جو اوسکے جگہ مقرر ہوا تھا۔ اوسنے ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ اوسکے چچا کا مرنا معلوم بھی نہوا۔

قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل نے **صور** میں اپنی جدا آزادانہ حکومت قائم کرلی تھی سنہ ٤٨٢ھ میں مصری فوج نے حملہ کرکے اوسکی اولاد سے جو صور پر قابض تھی صور کو چھین لیا اور پھر **صیدا۔ عکہ۔** اور **جبیل** فتح کرلیئے امیرالجیوش نے اس ملک کا انتظام کرکے والی مقرر کئے چنانچہ صور کا گورنر **منیر الدولہ** کو بنایا۔

سنہ ٤٨٥ھ میں ملک شاہ نے حلب کے گورنر **آقسنقر** اور رُہا کے گورنر **بوزان** کو لکھا کہ تاج الدولہ تتش کے ساتھ ہوکر مستنصر علوی کے تمام وہ علاقے جو ساحل شام پر واقع ہیں فتح کرلو اسکے بعد مصر فتح کرلینا یہ سب ملکر چڑھ گئے اور حمص عرقہ اور افامیہ کو فتح کرلیا اسکے بعد ان تینوں میں طرابلس کے فتح کرنے میں اختلاف ہوا جہاں ابن عمار کی اولاد حکمران تھی اور سب اپنے اپنے علاقہ کو واپس چلے گئے۔

جمادی الآخر سنہ ٤٨٦ھ میں صور کے گورنر منیرالدولہ نے مستنصر اور امیرالجیوش کی اطاعت چھوڑدی یہ امر خود صور کے باشندوں کو ناگوار گذرا پس جب امیرالجیوش نے صور پر فوج روانہ کیا اور صور کا محاصرہ کیا تو باشندوں نے مستنصر اور امیرالجیوش کی طرفداری کا نعرہ مارا اور شہر کو مصری فوج کے حوالہ کردیا مصری فوج بلامزاحمت صور میں داخل ہوگئی منیرالدولہ اور اوسکے طرفدار قید کرکے مصر بھیجدیئے گئے اور وہاں اونکے سر اوڑا دیئے گئے۔

مغرب کے حالات معز بن بادیس نہایت متعصب سنی تھا شیعوں سے سخت جلتا تھا علوی سلطنت کی کمزوری کو دیکھکر اوس نے موقع پایا اور سنہ ٤٤٢ھ میں مستنصر کا

اوسکے لیئے فرمان امارت اور خلعت ونشان ارسال کردیا - مستنصر کو یہ سُن کر سخت غصہ آیا جواب طلب کیا معزنے جواب سخت دیا -

وزیر جرجرائی کا ۴۳۶ھ میں انتقال ہوگیا تھا اوسکی جگہ چار وزیر یکے بعد دیگرے مقرر ہوکر معزول ہوئے اور شوال ۴۴۲ھ میں قاضی ابو محمد حسن بن علی یازوری وزیر بنایا گیا وہ جرجرائی کے رتبہ کا نہ تھا کیونکہ وہ ایک معمولی باغبان کا بیٹا تھا لہذا معز بن بادیس نے اپنے مکاتبت میں یازوری کا القاب اوس سے گھٹیا لکھا جو پہلے وزیروںکو لکھا کرتا تھا اور یازوری کو صنیعة (آپ کا در آوردہ یا کارگذار) لکھا اس وجہ سے وزیر تو معز سے جلتا ہی تھا خطبہ بند کردینے سے بادشاہ بھی سخت ناراض ہوئے - طرہ یہ کہ سخت جواب آیا مستنصر نے یازوری کی صلاح سے عرب کے دو قبیلوں زغبہ اور ریاح کو بہت کچھ انعام واکرام دے کر اور اون کو مدد دیتے رہنے کا اقرار کرکے اور یہ قرار دیکر کہ جو کچھ فتح کرو وہ تمھارا ہے ۴۴۲ھ میں افریقیہ میں لوٹ مار کرنے کے لیئے روانہ کردیا اور معز بن بادیس کو لکھا کہ تیرے جواب کے جواب میں بہادر سواروںکی فوج تیری طرف روانہ کیجاتی ہے تاکہ خدائے تعالےٰ اوس امر کو پورا کرے جو ہونیوالا ہے غرض عربوں کی یہ فوج برقہ میں آئی برقہ کو خالی پایا کیونکہ معز بن بادیس نے وہاں کے باشندوں بنی زناتہ کو اوجاڑ دیا تھا پس یہ عرب برقہ میں جا بسے اور گرد و نواح کے علاقہ میں لوٹ مار کرنے لگے معز نے اونکو حقیر سمجھکر کچھ پروانہ کی مگر برقہ میں رہ کر ان عربوں نے جدید غلام خرید خرید کر اونکی تعداد تیس ہزار کرلی - اب بنی زغبہ نے چڑھائی کرکے طرابلس فتح کرلیا اور بنی ریاح اور بنی اثبج اور بنی عدی افریقیہ میں گھس گئے اور آگ لگانی شروع کردی اس کے بعد اُنکے امیر جنکا سردار مونس بن یحییٰ مرداسی تھا معز بن بادیس کے پاس پہونچا معز ان کے ساتھ انعام واکرام سے پیش آیا مگر اِن سے اِنپر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنے اوسی فساد کی حالت وخیال میں لوٹ مار کرتے ہوئے واپس چلے گئے اور افریقیہ میں سخت بلا نازل کی ناچار معز اپنی جمعیت لیکر اون کے

کل تیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے تھے عرب کل تین ہزار تھے قیروان سے تین
منزل پر بمقام جندران جنگ ہوئی عربوں نے مغربی فوجوں کو مار بھگایا صنہاجیوں کو
خوب قتل کیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ مغز بھاگ کر قیروان میں
داخل ہوا۔ عید اضحی کے روز جبکہ عرب نماز عید میں مصروف تھے مغز نے ۲۷ ہزار
سوار ساتھ لیکر اُن پر حملہ کر دیا اس مرتبہ عربوں نے پہلے سے بھی بھاری شکست دی مغز نے
پھر زناتہ کو جمع کر کے تیسری دفعہ حملہ کیا اور پھر شکست کھائی اور اوس کی فوج میں
سے تین ہزار تین سو مارے گئے اور عرب مارتے ہوئے قیروان کے مصلے تک
جا پہنچے وہاں قیام کیا اور برابر مغز کی فوج کو شکستیں دیتے رہے اور بہت سے
آدمی وہاں کے قتل کیے۔ اس کے بعد مغز نے مجبور ہو کر عربوں کو دانہ چارہ
لینے کے لیے قیروان کے اندر آنے کی اجازت دیدی جب وہ قیروان میں آنے
جانے لگے تو شہر والوں نے اون سے سختی کا برتاؤ کیا عربوں نے اون میں سے بہت سے
قتل کر ڈالے مغز نے سنہ ۴۴۴ھ میں قیروان کے گرد فصیل بنوائی اور سنہ ۴۴۵ھ میں
اپنے بیٹے تمیم کو مہدیہ کا گورنر مقرر کیا سنہ ۴۴۶ھ میں مونس بن یحیی نے شہر باجہ پر
قبضہ کر لیا اور مغز نے اہل قیروان کو حکم دیا کہ مہدیہ چلے جاؤ اور وہاں محفوظ اور
متحصن ہو جاؤ میں عربوں سے تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا اور شعبان سنہ ۴۴۹ھ میں
خود بھی قیروان چھوڑ کر مہدیہ چلا گیا۔ رمضان سنہ ۴۴۹ھ میں عربوں نے قیروان اور
وہاں کے تمام قلعوں اور دیہات پر لوٹ اور بربادی کا ہاتھ دراز کیا اور سنہ ۴۵۰ھ میں
زناتہ کو مار بھگایا۔ سنہ ۴۵۲ھ میں قبیلہ ہوارہ کو شکست دی اور خوب قتل کیا اور اسی
سال متوقہ میں گھس گئے اسی سال مغز داعی اجل کو لبیک کہہ گیا اور اپنے ولی نعمت کی
بغاوت کا نتیجہ اچھی طرح بھگت گیا اور اوس کی وفات پر ہر شہر کا حاکم خود سر ہونے
کی کوشش کرنے لگا اور سلطنت بنی زیدی کا زوال شروع ہو گیا۔ اس کا بیٹا تمیم
بادشاہ ہوا تو صرف دار الملک کی شہر پناہ کے اندر ہی اوسکی سلطنت کا انحصار تھا

[illegible] میں تواپس میں کرکے کمزور کردیا اور پھر رفتہ
رفتہ تونس۔ موسہ اور بعض اور بڑے بڑے شہر افریقیہ کے فتح کرلیے اور ۴۴۶ھ میں
مہدیہ کے قریب عرب جنگ آوروں کو شکست دیکر قیروان سے باہر نکالدیا ۴۴۹ھ
میں تیس ہزار باغیوں نے تین سو جہازوں کے بیڑے میں مہدیہ پر حملہ کیا تمیم نے اونکو
شکست دی جہازوں پر قبضہ کرلیا تمیم ۵۰۱ھ تک آزادانہ حکومت کرکے ۷۹ سال کی
عمر میں سو لڑکے لڑکیاں چھوڑکر انتقال کرگیا اور اوسکا بیٹا یحیی بادشاہ ہوا اس نے
مصلحت وقت دیکھکر پھر علوی خلفائے مصر کی طرفداری اختیار کی اور علویوں کا خطبہ
افریقیہ میں جاری کردیا۔ مصر سے خلعت وانعام اوسکو بھیجا گیا اسوقت سے جو برابر
برابر خلیفہ مصری کا خطبہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ۵۴۳ھ میں جارج (روجر)
بادشاہ صقلیہ نے مہدیہ فتح کرلیا۔

سکّین کا خروج

ماہ رجب ۴۳۴ھ میں ایک شخص سکّین نامی نے جو حاکم بامر اللہ
سے بہت مشابہ تھا دعوے کیا کہ میں حاکم ہوں بعد موت کے رجعت کرکے آیا ہوں بہت سے
لوگ جو حاکم کی رجعت کا اعتقاد رکھتے تھے اوسکے ساتھ ہوگئے اونکو لیکر وہ مصر کے
شاہی قصر پر حملہ آور ہوا محل کے سپاہیوں سے جنگ ہوئی سکّین پکڑا گیا اوسکے بہت سے
ساتھی مارے گئے بہت پکڑے گئے اور مع اوسکے دار پر کھینچدیے گئے اور بہت سے
نیزوں اور تیروں سے ہلاک کردیے گئے۔

بنی قرہ کی بغاوت

۴۴۳ھ میں مستنصر نے بنی قرہ کا حاکم اونہیں میں سے
ایک شخص کو بنادیا اونھوں نے اوسے ناپسند کیا اور معزولی کی درخواست کی۔
مستنصر نے اوسے معزول نہ کیا لہذا بنی قرہ نے علم بغاوت بلند کردیا اور مصر کے مقابل
جنیزہ میں آنکر ڈیرے ڈالدیے اور فساد برپا کردیا جو فوج اونکی سرکوبی کو بھیجی گئی اسے
اونھوں نے مار بھگایا اور دریا عبور کرکے دوسرے طرف آاترے مستنصر کو بڑی
مشکل پیش آئی۔ مگر بنی طے اور بنی کلاب وغیرہ عربوں کی ایک جمعیت اونکے مقابلہ میں

قبول کی اور پھر بغاوت نہ کی۔

مصر میں قحط عظیم سنہ ۴۵۷ھ سے سنہ ۴۶۴ھ تک سات سال مصر میں ایسا سخت قحط پڑا کہ حضرت یوسف کے زمانہ سے کبھی ایسا قحط نہ پڑا تھا آدمی کو آدمی کھانے لگا ایک۔ روٹی پچاس دینار کو بکنے لگی۔ بادشاہ سوار ہوئے تو خواصوں تک کی سواری کو گھوڑے نہ تھے پیدل ساتھ جاتے مارے بھوک کے گر گر پڑے چتر بردار کی سواری کیلئے ابن ہبۃ اللہ صاحب دیوان سے خچر مستعار منگایا جاتا سنہ ۴۶۲ھ میں مستنصر کی والدہ فاقہ کشی سے بچنے کیلئے کچھ دنوں اپنے بیٹیوں کو لیکر بغداد جا رہی۔ مصر والے دور دراز ملکوں میں منتشر ہو گئے سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ اس قحط میں لوگ مردار کھانے لگے تھے چوہا نایاب ہو گیا کتا پانچ دینار کو بلی تین دینار کو بکتی تھی خلیفہ کے پاس صرف تین گھوڑے رہ گئے تھے اور پھر صرف ایک ہی رہ گیا کیونکہ چتر بردار تک کے لئے گھوڑا نہ تھا) ایک دن وزیر اپنے خچر سے اترا غلام نے بھوک کے ضعف میں اوس کی طرف سے غفلت کی۔ تین آدمی اوس خچر کو پکڑ ذبح کر کے کھا گئے صبح ہوئی تو اونکی صرف ہڈیاں باقی تھیں گوشت لوگ کھا گئے تھے ایک شخص عورتوں بچوں کو پکڑ کر اونکا گوشت بیچتا تھا اور سر اور ہاتھ پاؤں کا پتہ نہ دیتا گاڑ دیتا تھا۔ آخر اوسکا بھید کھلا تو قتل کر دیا گیا ایک انڈہ ایک دینار کو بکتا تھا دو من انگریزی گیہوں ستر اشرفی کو اور پھر تو گیہوں بالکل نایاب ہی ہو گیا یہاں تک کہ ایک عورت ایک مُد (۸ ۶ ۳/۷ تولہ) جواہر لیے ہوئے یہ آواز لگاتی ہوئی قاہرہ سے نکلی کہ "کون ہے جو اس ایک مد جواہر کو ایک مد گیہوں سے بدل دے" کسی نے اوس کی طرف التفات نہ کی قرمانی لکھتا ہے کہ پھر اوس عورت نے مایوس ہو کر وہ جواہر پھینکدیئے چلی گئی اور مر گئی سنہ ۴۶۵ھ میں اس قدر شدت ہوئی کہ گھر کے گھر سونے رہ گئے۔ ایک عورت نے ایک ہزار میں ایک روٹی بہم پہنچائی تھی حبشی لوگ کتے چھوڑ چھوڑ کر عورتوں کا شکار کرتے اور اونکا گوشت کھاتے تھے ابوالعلاء لکھتا ہے کہ اس قحط میں سنہ ۴۶۲ھ میں مستنصر اپنا اسباب بیچنے پر مجبور ہو گیا تھے

اپنے خزانہ سے اسی ہزار بڑے بڑے قطعۂ بلور اور پچھتر ہزار قطعہ دیبا اور گیارہ ہزار کزغند
(قزاگند) اور بیس ہزار مرصع تلواریں فروخت کر ڈالیں ان میں سے بعض چیزیں سوداگر بغداد
میں بھی بیچنے لائے تھے غرض قحط کی یہی شدت اوس وقت تک رہی کہ بدر جمالی ۴۶۶ھ میں
عکہ سے مصر میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ نے تمام امور سلطنت اوسکی تحویل میں
دیدیئے۔ جسنے ملک مصر کو تباہی سے نکالا اور علوی سلطنت کی کشتی کو ڈوبتے ڈوبتے بچایا۔

بدر جمالی

بدر اصل میں ارمنی موالی مصر سے تھا تمام رسوخ اسکو اسی سلطنت کی بدولت
حاصل ہوا ابن خلکان لکھتا ہے کہ "بدر کو بدر جمالی اس سبب سے کہتے ہیں کہ جمال الدولہ ابن
عمار نے اسے خرید کر اپنے پاس تربیت کیا تھا بدر معدودے لوگوں میں سے تھا بڑا صاحب رائے
صاحب شہامت اور قوی الارادہ تھا مستنصر کے حق میں خوش نصیبی کا فرشتہ ثابت ہوا۔"
پہلے صاحب دمشق نے اسے اپنا صاحب بنایا تھا اپنے دروازے کے باہر تمام کاروبار اسکے
سپرد کر دیئے تھے جب وہ مر گیا تو اوس وقت تک کہ ۴۵۵ھ میں مستنصر کے طرف سے ابن منیر
دمشق کا گورنر بنایا گیا بدر ہی دمشق کی گورنری کرتا رہا پھر وہ مصر چلا آیا اور آخر ۴۶۰ھ میں
عکہ کا گورنر بنا دیا گیا بڑا مدبر اور منتظم تھا جب ترکوں کے غلبہ سے مستنصر کا حال تباہ ہو گیا اور
اونھوں نے بہت تنگ کیا تو بادشاہ نے بدر الجمالی کو حضور میں طلب کیا بدر الجمالی نے عرض
کی کہ مجھے ان سرکشوں کے دبانے کے لیئے دوسری فوج بھرتی کرنے کی اجازت دیجائے
بادشاہ نے اوسے اجازت دیدی اور وہ عکہ سے جہازوں میں بہت سا سامان اور بہت
سی فوج ارمنیوں کی لیکر ۲۸ جمادی الاول ۴۶۶ھ کو قاہرہ میں خلیفہ کی خدمت میں حاضر
ہوا بدر کے آتے ہی اہل دربار میں سے ایک شخص نے آیہ "ولقد نصرکم اللہ ببدر" کی
تلاوت کی بادشاہ نے اپنے محل کے سوا تمام امور کا والی و مختار کر دیا خلعت عطا فرمایا اور بجائے
طوق کے جواہرات کی ایک مالا عنایت کی۔ مثل والی دمشق کے اسکو بھی سید الاجل امیر الجیوش
کا خطاب دیا بلکہ اسکے ساتھ کافل قضاۃ المسلمین وداعی دعاۃ المومنین بھی زیادہ کیا وزیر اعظم
بنایا اپنی تلوار بھی اوس کو عنایت کی تمام امور اوسی کی معرفت بادشاہ ...

بادشاہی بدر کرتا تھا بدر جمالی مذہب امامیہ کا بڑا اوسکا ماننے والا تھا اور اوس میں بڑا مبالغہ کرنے والا تھا اس نے بربادی کے بعد مصر کو پھر آباد کر دیا۔

اس عظیم الشان عہدے پر مامور ہونیکے بعد بدر جمالی نے امرائے مصر کے گھروں پر اپنے آدمی مقرر کرکے تمام امیروں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور مفسدوں کو قتل کرا دیا اور تمام وہ علاقے واپس لے لیے جنپر اہل نواحی نے تغلب کر لیا تھا مثلاً ابن عمار نے طرابلس پر ابن معروف نے عسقلان پر اور ابن حقیل نے صور پر قبضہ کر لیا تھا اوس نے یہ سب علاقے واپس لے لیے اس کے بعد مصر کے قائدوں اور امیروں سے وہ تمام مال و متاع واپس لیا جو اونھوں نے ایام فتنہ میں خلیفہ سے جھپٹ لیا تھا و میاط پر عرب وغیرہ مفسدوں کی ایک جماعت نے تغلب کر لیا تھا بدر جمالی نے چڑھائی کر کے لواتہ کو قتل و غارت کر کے اُن کی عورتوں کو اسیر کر لیا اور اون کے گھوڑوں کو چھین لیا پھر حمنہ کیطرف آیا اُن کے ساتھ بنی جعفر کا بھی ایک گروہ تھا سنہ ۴۶۹ھ میں انکو بھی شکست دی اور اون کے مال و اسباب لوٹ لیے پھر دمواد کیطرف آیا جسے کنز الدولہ محمد ہتھیا بیٹھا تھا اور اوسے قتل کر کے اسوان پر قبضہ کر لیا بدر جمالی نے رعایا پر بڑے بڑے احسان کیئے اونکا تین سال کا خراج معاف کر دیا اون کے حالت کو بہت کچھ درست کیا اور سلطنت کو پھر اوسی عمدہ حالت پر کر دیا جیسی اس انقلاب سے پہلے تھی۔

بدر جمالی سنہ ۴۸۷ھ میں بیمار ہوا اپنے بیٹے افضل کو اپنی جگہ بادشاہ کا وزیر بنایا اور آخر اسی مرض میں اسی سال انتقال کیا۔

ابن خلکان لکھتا ہے کہ عسقلان میں امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کا مقبرہ بھی بدر جمالی ہی نے تعمیر کرایا تھا مگر ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ سر مبارک جو مدتوں خزانہ بنی امیہ میں رکھا رہا اور بعد میں کسی طرح عسقلان میں دفن کر دیا گیا تھا ایک مکان کہنہ و بوسیدہ میں دفن تھا بدر جمالی کا بیٹا ملک افضل شاہنشاہ جب بیت المقدس فتح کر کے ماہ شعبان سنہ ۴۹۱ھ میں عسقلان میں آیا تو ایک مقبرہ عالیشان تیار کرا کے سر مبارک کو اوس بوسیدہ مکان میں سے نکلوا کر مشک و عنبر سے خوشبو کیا اور سینہ سے لگا کر پیادہ پا مقبرہ میں لا کر

لاکر دفن کیا اور قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ ۸ رجمادی الآخر ۵۴۸ھ کو کفار کے غلبہ کیوقت فائز خلیفہ مصر نے سر مبارک مصر میں منگالیا اوس روز تمام شہر ماتم کدہ بن گیا سر مبارک قصر زمرد میں دفن کر دیا گیا دفن کے وقت سر مبارک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی قطع ہوا ہے چہرہ شریف منور اور خون تر او رتازہ معلوم ہوتا تھا اور ایسی خوشبو آتی تھی کہ کبھی کسی نے نہ سونگھی تھی یہ مقبرہ مشہد راس الحسین کے نام سے مشہور ہے سلطنت فاطمیہ کا خاتمہ ہوگیا مگر احترام مدفن سر مبارک کا اب تک ویسا ہی چلا آتا ہے لوگ زیارت کو جاتے ہیں والی مصر کیطرف سے وہاں کے خدام مقرر ہیں ہر شب روشنی اور اکثر عزاداری ہوتی ہے سنیلین اسلام اور مصر کی ہیڈ بک فور ایجپٹ میں ہے کہ صالح بن رزیک ۵۴۸ھ میں سر مبارک عسقلان سے اس اندیشہ میں مصر لایا تھا کہ عیسائی اوسکی بے ادبی نہ کریں۔

ناصر الدولہ بن حمدان کا قتل

مستنصر کی والدہ امور سلطنت پر حاوی تھی[۱] اوسنے ابوسعد ابراہیم تستری یہودی کو اپنا وزیر بنا رکھا تھا اوسنے والدہ مستنصر سے سفارش کرکے ابو نصر صدقہ بن یوسف الفلاحی کو بھی جو یہودی سے مسلمان ہوا تھا کار وزارت میں شریک کرلیا مدت تک یہ دونوں ملکر کاروبار کو سرانجام دیتے رہے پھر فلاحی تنہا کام کرنے لگا اور دونوں میں نزاع و وحشت قائم ہوگئی فلاحی نے اپنی بنیاد مستحکم کرنے کے لیئے ترک غلاموں کو عروج دیا اونکا روزینہ بڑھا دیا اور اس طرح اپنا گرویدہ کرلیا اور اپنی جڑ مضبوط کرکے فلاحی نے یہودی وزیر کو مروا دیا مستنصر کی والدہ کو سخت صدمہ ہوا اور اسنے حکمت عملی سے اس کے نو مہینے کے بعد فلاحی کو قتل کرا دیا اب ۴۳۹ھ میں ابوالبرکات حسین بن محمد بن احمد الجرجرائی جو وزیر صفی الدین ابو القاسم علی بن احمد جرجرائی کا بھتیجا تھا وزیر بنایا گیا اور اوسکو ترک غلاموں کی قوت گھٹانے کا حکم دیا گیا اوسنے ترک غلاموں کا حال بہت کچھ خراب کر دیا

---

[۱] مقریزی لکھتا ہے کہ مستنصر کی والدہ کنیز تھی خلیفہ ظاہر نے اوسے تاجر یہودی ابوسعد سہل بن ہارون التستری سے خریدا تھا جب مستنصر ۷ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے تو اونکی

اور مستنصر کی والدہ نے غلام خریدنے شروع کردیئے جب اون کی بہت کثرت ہوگئی تو والدہ
مستنصر نے ابوالبرکات سے کہا کہ ان غلاموں کو ترکوں سے بھڑادو۔ وزیر نے اس خیال سے
کہ خانہ جنگی قائم ہوجائیگی اور بہت کچھ فتنہ وفساد برپا ہوگا اس حکم کی تعمیل میں لیت ولعل کیا
اس پر والدہ مستنصر نے ناراض ہوکر سنہ ۴۴۱ھ کے آخر میں ابوالبرکات کو قید کرلیا اور ابومحمد حسن
بن علی یازوری[۱] کو وزیر بنایا اوسے بھی یہی حکم دیا اوسنے بھی اسکی تعمیل نہ کی اور تمام امور
حسن وخوبی سے انجام پاتے رہے یہانتک کہ سنہ ۴۴۹ھ میں یازوری بھی کسی سازش کی جرم
میں قتل کردیا گیا اور محرم سنہ ۴۵۰ھ میں ابوعبیداللہ حسین بن محمد البابلی[۲] وزیر بنایا گیا اوس نے
اس حکم کی تعمیل کی اور ترکی اور جدید غلاموں میں کھٹ پٹ کرادی انہیں دنوں میں اتفاق
ہوا کہ مستنصر جاجیونکو کچھ دور پہونچانے کے لیئے سوار ہوئی ایک ترک اون کے گھوڑے کی
لگام پکڑے ساتھ تھا راستہ میں بادشاہ جدید غلاموں کی ایک جماعت میں سے گذرے جو بادشاہ
کے گرد جمع ہوگئے اور اوس ترک کو ایسا مارا کہ وہ زخمی ہوگیا ترکونکو یہ امر نہایت ناگوار گذرا
جدید غلاموں پر آپڑے جنگ ہوئی اور آخر شش اس شرط پر صلح ہوگئی کہ زخمی کرنیوالا ترکوں کے
حوالہ کردیا جائے مگر اس وقت سے ترکی غلاموں اور جدید غلاموں میں عداوت مستحکم ہوگئی
یہ حالت دیکھکر وزیر نے جدید غلاموں سے کہا کہ ہوشیار ہوجاؤ پس وہ اپنے محلہ میں جمع ہوگئے
ترکوں کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھی اپنے سرداروں کے پاس جمع ہوئے اور ناصر الدولہ ابوعلی حسین
بن حمدان کے پاس جاکر جو مصر میں سب سے بڑا قائد تھا شکایت کی اور مصمودیوں اور کتامیوں
کو اپنے سے ملالیا ان سب نے آپس میں عہدوپیمان کرلیئے۔ اسطرح ترکوں کی قوت زبردست
اور غلاموں کی کمزور ہوگئی پس جدید غلام قاہرہ سے نکلکر سعید میں آئے اور اون کے پاس بہت
سی خلقت سوار پیادے جو تعداد میں پچاس ہزار سے زیادہ تھے آملے ترک صرف چھ ہی ہزار تھو

۱؎ یازور شام میں رملہ کے قریب ایک قریہ ہے۔ یازوری حنفی مذہب تھا یہ بغداد سے خط کتابت
رکھتا تھا کئی تحریریں اوس کے پاس سے نکلیں پس گرفتار کرلیا گیا اور اوس کی
اور اوس کے اصحاب سے اموال عظیمہ وصول کئے گئے ۲؎ حسن المحاضرہ میں ابوالفرج
عبداللہ بن محمد البابلی لکھا ہے جو دیگر مورخین کے خلاف ہے ۱۲

[illegible] مستنصر نے جواب دیا کہ مجھے جدید غلاموں کے
معاملہ کی کچھ خبر نہیں کہ اونھوں نے کیا کیا ترکوں نے اس جواب کو حیلہ پر محمول کیا اتنے میں
ترکوں کو خبر پہونچی کہ غلام اپنی کثرت کیساتھ ہمپر چڑھے چلے آتے ہیں پس ترکوں کتامیوں
اور مصمودیوں کی یہ چھ ہزار کی جمعیت بسرعت تمام مقابلہ کو روانہ ہوئی کوم الریش پر مقابلہ ہوا
ترک اور اون کے ساتھی شکست کھاکر قاہرہ کی طرف بھاگ آئے مگر پانچ سو ترک سوار گھاتیں میں
بیٹھ گئے تھے جب ترک بھاگے تو ان گھاتیوں نے غلاموں کے ساقہ پر جان توڑ کر حملہ کر دیا
اور بوق بجادیئے غلاموں پر ہیبت طاری ہوگئی اور سمجھے کہ یہ مستنصر کی مکاری ہے اور یہ کہ بادشاہ
خود باقی فوج لیکر آگیا ہے بس وہ بھاگے اور ترکوں نے پلٹ کر غلاموں کو تلوار کے گھاٹ اوتارنا
شروع کیا اسطرح غلام اور اون کے ہمراہیوں میں سے چالیس ہزار قتل اور غرق ہوے یہ جنگ
بھی ایک یادگار لڑائی تھی اس سے ترکوں کے دل قوی ہوگئے اور جان گئے کہ بادشاہ کا خیال
ہمارے طرف سے اچھا ہے اب اونھوں نے اپنی جمعیت کو بڑھا لیا اور اونکا خرچ اور وظیفہ بھی بڑھ گیا
جو خزانہ کے خالی ہوجانے اور امور سلطنت کے بگڑ جانیکا باعث ہوا۔

اس شکست کے بعد شام وغیرہ کے کچھ فوجی صعید میں غلاموں سے آملے اس طرح ان کی
تعداد پھر پندرہ ہزار سوار پیادوں کی ہوگئی اور وہ جیزہ میں آاترے ترک بھی ناصر الدولہ بن
حمدان کو ساتھ لیکر نیل کو عبور کرکے اوسی طرف جا اُترے جدھر غلام تھے لڑائی ہوئی غلام
شکست کھاکر صعید کیطرف بھاگ گئے اور ناصر الدولہ اور ترکوں نے مظفر و منصور معاودت
کی اس کے بعد غلاموں نے پھر صعید میں پندرہ ہزار سوار پیادوں کی جمعیت اکٹھی کرکے
جنگ کی تیاری کی ترکوں کو اندیشہ ہوا اور اون کے سردار قصر شاہی پر اون کے شکایت و فریاد
کرنے کو حاضر ہوئے مستنصر کی والدہ نے قصر کے غلاموں کو حکم دیا اور اونھوں نے اون
فریادی سرداروں پر ہجوم کرکے اونہیں قتل کر ڈالا ناصر الدولہ یہ خبر سنکر قاہرہ سے بھاگ گیا اور
ترکوں کو اپنے پاس جمع کرلیا اور ترکوں اور غلاموں اور اون لوگوں میں جو مصر و قاہرہ سے
اون کے پیچھے آئے تھے جنگ واقع ہوئی۔ ناصر الدولہ نے قسم کھائی کہ جب تک بالکل فیصلہ

ناصر الدولہ نے فتح پائی۔ دشمنوں کو خوب قتل کیا جو بچے بھاگ گئے اور قاہرہ سے انکا زور جاتا رہا اور مستنصر کی عظمت و وقعت ترکوں کی نگاہ سے گر گئی۔

سکندریہ میں بھی غلاموں کی جمعیت کثیر تھی اس شکست کے بعد اونھوں نے امان طلب کی ناصر الدولہ نے امان دیکر سکندریہ اونسے لیلیا اب صرف وہ غلام باقی رہگئے جو صعید میں تھے۔

ترکوں نے غلاموں سے میدان خالی پاکر مستنصر کو دبانا اور مال طلب کرنا شروع کیا۔ اسطرح خزانے خالی ہوگئے اور مستنصر کے پاس کچھ نہ رہا ترکوں کے مطالبے روز بروز بڑھتے جاتے تھے آخر مستنصر نے کہا کہ اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر ناصر الدولہ نے قصر کا مال و متاع نکالنے پر مجبور کیا اور وہ سستی قیمت پر فروخت کر کے ترکوں میں تقسیم کیا گیا[1]

یہ حالت دیکھکر صعید کے غلاموں نے رہزنی شروع کردی راستہ چلنے والے اونسے خوف کرنے لگے ناصر الدولہ نے ان پر چڑھائی کی غلام ہٹکر صعید اعلی کی طرف چلے گئے ناصر الدولہ وہیں پہونچا لڑائی ہوئی۔ ناصر الدولہ شکست کھاکر بھاگا اور جیزہ میں آکر دم لیا۔ اوسکے اصحاب جو سلامت بچے تھے اوس کے پاس جمع اور مستنصر پر بہت ہی برانگیختہ ہوئے اور بادشاہ پر غلاموں کا طرفدار ہونے اور اون کی مدد کرنے کی تہمت لگائی اور ناصر الدولہ نے پھر ایک فوج تیار کر کے ان صعید کے غلاموں پر حملہ کیا اور شکست دیکر اونہیں قتل کیا اس شکست سے غلاموں کا زور بالکل ٹوٹ گیا اور ناصر الدولہ کی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی اور وہ بغیر ترکوں کی رائے لیے جو چاہتا کرنے لگا یہ امر ترکوں کو سخت ناگوار گذرا اور مانع ہوئے اون کے خیالات اون کی طرف سے فاسد ہوگئے اور وزیر سے آکر شکایت کی کہ جو مال خلیفہ کے پاس آتا ہے اوس میں سے زیادہ تر اپنے اور اپنے حواشی کیواسطے لیلیتا ہے اور ہمیں بہت کم دیتا ہے وزیر نے کہا کہ یہ تم اپنے ہاتھوں کرتے ہو اگر تم اوس سے الگ ہو جاؤ تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ترکوں کی سمجھہ میں آگئی اور سب ترکوں نے ناصر الدولہ کے نکالدینے پر اتفاق کر لیا اور مستنصر سے درخواست کی کہ ناصر الدولہ کو ہم میں سے نکالدیجیے مستنصر نے ناصر الدولہ کو حکم بھیجا کہ فوراً نکلجاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا پس ناصر الدولہ قاہرہ سے نکلکر جیزہ میں چلا آیا اوسکے اور اوس کے حواشیوں کے گھر لوٹ لیے گئے

رات ہوئی تو ناصر الدولہ چھپ کر قائد تاج الملوک **شادی** کے پاس آیا اور منت سماجت کرکے اسے ترکوں کے سردار دکز اور وزیر خطیر الملک کو کسی ترکیب سے قتل کرنے پر آمادہ اور راضی کرلیا اور راتوں رات جنیزہ واپس چلا آیا دوسرے دن شادی اپنے جمعیت کو لیکر دونوں قصروں کے درمیان آکھڑا ہوا۔ دکز جب سوار ہوکر قصر شاہی کیطرف آیا تو یہ حال دیکھا اور آنکھ بچاکر بسرعت تمام قصر میں داخل ہوگیا اسطرح شادی کے ہاتھ سے نکل گیا پھر وزیر خطیر الملک اپنے جلو کے حلقہ آیا شادی نے اوسے قتل کرڈالا یہ ۴۵۶ھ کا واقعہ ہے۔

وزیر کو قتل کرکے شادی نے ناصر الدولہ کو لکھا کہ آپ سوار ہوکر تشریف لائیے۔ ناصر الدولہ باب القاہرہ پر آگیا اسوقت دکز نے بادشاہ سے کہا کہ اگر اسوقت آپ سوار نہونگے تو آپ اور ہم سب ہلاک ہوجائینگے مستنصر ہتھیار لگاکر سوار ہوئے بہت سی خلقت اور فوج اونکے ساتھ ہولی۔ صف آرائی ہوئی ترکوں نے ناصر الدولہ کو شکست دی اوس کے بہت سے اصحاب مارے گئے اور وہ اپنے بقیہ آدمیوں کو ساتھ لیکر بھاگا چلاگیا یہانتک کہ بنی سنبس میں پہونچکر قیام کیا اور اون کے ساتھ رشتہ دامادی قایم کرکے اپنی قوت بڑھالی۔ شاہی فوج اون کے دفع کرنے کے لیئے بھیجی گئی اس فوج کی تین ٹکڑیاں تھیں پہلے ٹکڑے کے سردار نے دریا عبور کرکے ناصر الدولہ پر حملہ کیا لڑائی ہوئی۔ ناصر الدولہ نے شکست دیکر سردار کو گرفتار کرلیا اور بہت سے آدمی قتل کیئے اب دوسرے ٹکڑے نے جسے اب تک معلوم نہ تھا کہ پہلے ٹکڑے کا کیا حشر ہوا دریا عبور کیا ناصر الدولہ نے اوسپر حملہ کیا اور پہلے ٹکڑے کے مقتولوں کے سر نیزوں پر بلند کردیئے جس سے ان کے دلوں پر رعب بیٹھ گیا وہ بھاگے اور ان میں سے اکثر مارے گئے تیسرے ٹکڑے دریا عبور کرکے آئے اونکا بھی یہی حشر ہوا۔ اور سردار پکڑا گیا۔ اب کیا تھا ناصر الدولہ نے ریف کو لوٹ لیا اور خشکی وتری دونوں طرف سے مصر کی رسد روک دی قحط پڑ گیا کثرت سے لوگ فاقہ کرکے مرنے لگے ایک عورت کو ایک ہزار دینار خرچ کرکے ایک روٹی میسر آتی تھی ساتھ ہی وبا اس کثرت سے پھیلی کہ ایک رات میں گھر کے گھر سوئے رہ گئے ادھر ناصر الدولہ نے خشکی اور تری میں رہزنی شروع کردی ایک عالم ہلاک ہوگیا مستنصر کے بہت سے آدمی

شرط پر صلح ہوگئی کہ تاج الملوک شادی مصر میں ناصر الدولہ کا نائب رہے جو ناصر الدولہ کے پاس مال روانہ کرتا رہے اور اوس کے ساتھ اور اوس کے مقابلہ میں کسیکو حکم دینیکا اختیار نہو

جب تاج الملوک شادی ناصر الدولہ کا نائب بنکر قاہرہ میں رہنے لگا تو مال کو جس طرح چاہتا صرف کرتا اور ناصر الدولہ کو کچھ نہ بھیجتا یہ حالت دیکھکر ناصر الدولہ جنیوہ میں آیا اور ترکوں کے دیگر سرداروں کو بلایا۔ تھوڑے سردار اوس کے پاس آگئے اور اونکو اوسنے قید کرلیا اور مصر کے دونوں اطراف لوٹ لیے اور اونکا اکثر حصہ جلادیا مستنصر نے فوج بھیجی جسنے ناصر الدولہ کو شکست دیکر بھگا دیا مگر ناصر الدولہ نے پھر جمعیت بہم پہونچا کر مستنصر کی فوج کو شکست دی اور سکندریہ اور دمیاط اور تمام علاقہ ریف سے مستنصر کا خطبہ قطع کردیا۔ ان علاقوں نے ناصر الدولہ کا ساتھ دیا۔

اس کے بعد ناصر الدولہ نے بغداد کے عباسی خلیفہ کو لکھا کہ اگر آپ میرے لیے خلعت ارسال کردیں تو آپ کے نام کا خطبہ پڑھ دوں۔ ایک تو قحط پڑا دوسرے ملک کی خانہ جنگی مستنصر کی حکومت چراغ سحری کیطرح ٹمٹما رہی تھی لوگ قاہرہ کو چھوڑ کر متفرق ہو رہے تھے اسی حالت میں ناصر الدولہ نے مستنصر کے پاس قاصد بھیجکر روپیہ طلب کیا قاصد پہنچا تو دیکھا کہ بادشاہ بورئے پر بیٹھے ہیں اور تین خادموں کے سوا اون کے پاس کیا نہیں ہے کوئی علامت مملکت اور بادشاہی کی نہ پائی قاصد نے پیغام دیا تو بادشاہ نے کہا "کیا ناصر الدولہ کو یہ کافی نہیں ہے کہ ایسے مکان میں ایسے بورئیے پر بیٹھنے کی نوبت پہونچگئی ہے" قاصد بادشاہ سے یہ سنکر اور یہ حالت دیکھکر رونے لگا اور واپس آکر ناصر الدولہ سے کل ماجرا بیان کیا ناصر الدولہ نے بادشاہ کے سو دینار روز مقرر کردیئے اور قاہرہ چلا آیا اور قاہرہ میں حکومت کرنے لگا بادشاہ اور اون کے اصحاب پر اپنی فوقیت رکھتا تھا ناصر الدولہ کی ان تمام حرکتوں کی وجہ یہ تھی کہ اوس نے اہل سنت کا مذہب اختیار کرلیا تھا اور اس سبب سے مستنصر کو عیب لگاتا اور برا سمجھتا تھا مغربی بھی سنی تھے اس لیے اوس کے ارادوں میں اوس کے مددگار رہے اس کے بعد ناصر الدولہ نے مستنصر کی والدہ کو گرفتار

فتنوں ہی میں گذرے سنہ ۴۶۵ھ میں ناصر الدولہ نے بادشاہ کے اصحاب کو بھی ظاہرا مختلف علاقونکا حاکم بنا کر قاہرہ سے نکالنا شروع کیا اور جب وہ اون علاقوں میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ صرف بہانہ سے نکالا گیا تھا پھر اونکو واپس آنے کی اجازت بھی نہ دی اور اس سے اسکا مطلب یہ تھا کہ قاہرہ میں قائم عباسی کا خطبہ پڑھدے اور اون اصحاب کی موجودگی میں یہ امر ممکن نہ تھا۔ ناصر الدولہ کے اس ارادہ اور ترکیب کو قائد دکز سمجھ گیا اوسنے ترکوں کے دوسرے قائدوں سے اُسکا یہ منشا بیان کیا چنانچہ اوںھوں نے خفیہ ناصر الدولہ کی قتل پر اتفاق کر لیا اور اوس کے قتل کرنے کی تاریخ مقرر کر لی۔ ناصر الدولہ اپنی قوت کی زیادتی اور ظاہر کوئی دشمن نہونے کے سبب مطمئن تھا مقرر تاریخ کے صبح ہوتے ہی وہ اوسکے محل کی دروازے پر آئے جو دریائے نیل کے کنارے واقع تھا اور بغیر اذن طلب کئے اوسکے صحن میں گھس گئے ناصر الدولہ کو چونکہ اون کے طرف سے اطمینان تھا چادر اوڑھے ہوئے اون کے پاس آیا۔ ناصر الدولہ کا آنا تھا کہ اوںھوں نے اوس کو تکابوٹی کر ڈالا اور سر اوتار لیا اور ایک سردار کوکب الدولہ نامی نے ناصر الدولہ کے بھائی فخر العرب کو سلام کے بہانہ جا کر قتل کیا اور سر اوتار لیا اور اوس کی بیش قیمت تلوار لیکر اور اوس کی ایک کنیز کو اپنے پیچھے بٹھا کر قاہرہ کا راستہ لیا ناصر الدولہ کا بھائی تاج المعالی بھی مارا گیا۔ اور اس طرح حمدانیہ کا دفتر مصر سے بالکل ہی گاؤخورد ہو گیا۔

۲۸ جمادی الاول سنہ ۴۶۶ھ کو بدر بن عبد اللہ جمالی بادشاہ کے حسب الطلب قاہرہ میں داخل ہوا مصر کے تمام انتظام کا متولی مقرر ہوا۔ بادشاہ نے محل کے سوا تمام سلطنت کا سیاہ و سپید اوسکے سپرد کر دیا دکز اور وزیر ابن کدینہ قتل کر دیئے گئے

صقلیہ مسلمانونکے ہاتھ سے نکلگیا سنہ ۴۸۴ھ

پہلے لکھا جاچکا ہے کہ خلیفہ عزیز کیطرف سے ابو الفتوح یوسف صقلیہ کا گورنر تھا وہی سنہ ۳۸۸ھ میں فالج ہو گیا تھا جس سے اوسکی بائیں جانب بیکار اور راست جانب کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے یوسف نے اپنے بیٹے جعفر کو اپنا نائب بنالیا تھا جعفر سنہ ۴۰۵ھ تک خوبی او عمدگی سے

اور غلاموں کی ایک جماعت کو ملا کر جعفر سے بغاوت کی جعفر نے بربروں سے ایک فوج اوسکی سرکوبی کو روانہ کی، ۵ رشعبان ۴۰۵ھ کو جنگ ہوئی بہت سے بربری اور غلام مارے گئے باقی بھاگ گئے. علی گرفتار ہو کر آیا جعفر نے اوسے قتل کرا دیا۔ باپکو بہت صدمہ ہوا علی کی خروج و قتل میں صرف ۸ دن لگے اب جعفر نے تمام بربریوں کو افریقیہ کیطرف بھگا دیا اور تمام غلاموں کو قتل کرا دیا صرف اہل صقلیہ کو فوج میں رکھا۔ اس طرح صقلیہ میں فوج کی تعداد بہت گھٹ گئی اور صقلیہ کے باشندوں نے امیروں اور حاکموں کو دبانا شروع کیا اور تھوڑی ہی دنوں بعد جعفر کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کر دیا اوسکو خلع کر کے نکالدیا اور اوسکے قتل کے درپے ہوئے بات یہ ہوئی کہ اوس نے اُنپر ایک شخص کو مقرر کیا تھا جسنے اُنپر ڈنڈ ڈالا تھا اونکے غلہ سے عشر لیا تھا اور اون کے سرداروں اور شیوخ سے حقارت سے پیش آتا تھا اور جعفر نے اپنے بھائیوں پر قہر اور دست تطاول دراز کیا تھا پس جعفر کو خبر بھی نہوئی اور محرم ۴۱۰ھ میں شہر کے چھوٹے بڑوں نے جا کر جعفر کو اوسکے قصر میں گھیر لیا۔ اور قریب تھا کہ اوسے پکڑ لیں اسوقت اوسکا باپ یوسف ایک محفہ میں باہر نکل آیا یہ لوگ یوسف کو بہت دوست رکھتے تھے یوسف اونسے بڑے ملاطفت اور مہربانی سے پیش آیا وہ اوسکی حالت کو دیکھکر رونے لگے اور جو مصیبت اوسکے بیٹے سے اونہیں پہنچی تھی اوس سے بیان کی اور درخواست کی کہ اپنے دوسرے بیٹے تائید الدولہ کو جسے اکحل کہتے تھے ہمارا حاکم بنا دیجیے یوسف نے ایسا ہی کیا اور اونکے خوف سے جعفر کو سوار کر کے مصر روانہ کر دیا۔ اور بعد میں خود بھی مصر چلا آیا دونوں باپ بیٹے اپنے ساتھ چھ لاکھ ستر ہزار دینار لیکر آئے یوسف کے اصطبل میں خچروں وغیرہ کے علاوہ ۱۳ ہزار گھوڑے تھے مگر جب مصر آیا تو اوسکے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔

غرض اکحل صقلیہ کا گورنر مقرر ہوا اور حزم و احتیاط کیساتھ حکومت کرنے لگا فوج جمع کر کے کفار کے ملک میں دستے بھیجنے لگا جو آگ لگاتے لوٹتے قید کرتے اور ملک کو برباد کر کے واپس آتے صقلیہ کے تمام اسلامی قلعوں نے اوسکی اطاعت قبول کی۔

اکحل کا ایک بیٹا تھا اوسکا نام بھی جعفر تھا اکحل جب سفر کو جاتا اوسے اپنا نائب کر کے چھوڑ جاتا مگر وہ اپنے باپ کی سیرت کے خلاف تھا کچھ عرصہ حکومت کرنیکے بعد اکحل نے اہل صقلیہ کو جمع کیا

اور کہا کہ میں افریقیوں پر جو تمھارے ملک میں تمھارے شریک ہو گئے ہیں تمکو غلبہ دینا چاہتا ہوں۔
میری رائے یہ ہے کہ تم اونکو مار کر نکالدو اوںھوں نے جواب دیا کہ ہم میں اون میں رشتہ ناطہ ہوگیا ہے
اور اب ہم دونوں ملکر ایک ہو گئے ہیں۔ اکحل نے یہ سنکر اونکو رخصت کردیا اور افریقیونکو بلاکر کہا کہ
میں تمکو اہل صقلیہ پر غلبہ دینا چاہتا ہوں اونہیں مار کر مغلوب کرلو افریقیوں نے منظور کرلیا پس
اوسنے افریقیونکو اپنے پاس جمع کیا اہل صقلیہ سے خراج لیتا اور اہل افریقیہ کے املاک کی حمایت
کرتا یہ حالت دیکھکر اہل صقلیہ کی ایک جماعت معز بن بادیس کے پاس آگئی اپنے اس حال
کی اوس سے شکایت کی اور کہا کہ ہم آپ کی اطاعت وحمایت میں آنا چاہتے ہیں آپ اپنا گورنر
بھیجدیں ورنہ ہم ملک رومیوں کے حوالہ کردینگے ۴۲۷ھ کا واقعہ ہے معز نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو
ایک فوج دیکر اون کے ساتھ کردیا یہ لشکر بلرم میں داخل ہوگیا اور اکحل کا خالصہ میں محاصرہ
کرلیا اسوقت اہل صقلیہ میں باہم اختلاف واقع ہوگیا اور بعض نے اکحل کی مدد کرنی چاہی۔ اُن
لوگوں نے جو عبد اللہ بن معز کو لائے تھے غلبہ پایا اور اکحل کو مار ڈالا اب صقلی آپس میں لڑنے
لگے طرفداران اکحل نے طرفداران عبد اللہ سے کہا کہ تم غیر کو اپنے اوپر لے آئے واللہ اس میں
تمھاری کبھی بہتری نہ ہوگی اور اوںھوں نے معز کی فوج سے لڑنے کا قصد کیا۔ جمع ہوکر اوپر چڑھ گئے
اور اونکو شکست دی اس افریقی فوج کے ۸ سو آدمی مارے گئے اور باقی کشتیوں میں بیٹھکر
افریقیہ واپس چلے گئے اور اہل صقلیہ نے اکحل کے بھائی حسن صمصام الدولہ کو اپنا والی
بنالیا۔ اسطرح صقلیہ میں بدانتظامی پھیل گئی رذیلوں نے غلبہ پالیا پھر اہل بلرم نے بغاوت
کرکے حسن کو نکالدیا اور ابن الثمنہ راس الاخیار کو اپنا حاکم بنالیا اوسنے قادر باللہ لقب
اختیار کرکے بلرم پر قبضہ کرلیا تو پھر ہر شہر کا حاکم آزاد ہوگیا چنانچہ قائد عبد اللہ بن منکوت
مازر اور طرابنش وغیرہ میں اور قائد علی بن نعمت المعروف بابن الحواس قصریانہ
وجرجنت وغیرہ میں دم استقلال بھرنے لگے ابن الثمنہ کی حکومت میں بلرم سرقوسیہ
اور قطانیہ وغیرہ کے علاقے تھے اسنے ابن الحواس کی بہن سے شادی کرلی۔ مگر زن وشوہر
میں جھگڑا ہوگیا زوجہ جب اپنے بھائی کے گھر ملنے آئی تو اپنے شوہر کی بدسلوکیاں بیان

میں محاصرہ کر لیا ابن الحواس نے اوسے مار بھگایا اور قطانیہ تک اوسکا تعاقب کیا اور
اوس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر کے مراجعت کی ابن الثمنہ یہ دیکھکر کہ میرا لشکر برباد ہو گیا
کفار سے مدد لینے مالطہ آیا جو ٣٧٢ھ سے فرنگیوں کے قبضہ میں تھا اور اوسوقت رجار فرنگی
وہانکا بادشاہ تھا اور رجار سے کہا کہ میں جزیرہ صقلیہ تمکو دلوائے دیتا ہوں رجار اور اوسکو
اصحاب نے کہا کہ صقلیہ میں فوج بہت ہے ہم میں اونسے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ابن الثمنہ نے
کہا کہ اون میں پھوٹ بڑی ہوئی ہے اور اکثر لوگ میرا کہا مانتے ہیں اور میرے حکم سے مخالفت
نہیں کرتے پس فرنگی ٤٤٤ھ میں اوسکے ساتھ روانہ ہوگئے اونکو کوئی روکنے والا نہ ملا۔
راستہ میں جو جو علاقے ملے اُن اون پر قبضہ کرتے بڑھے چلے گئے یہان تک کہ قصریانہ کا
محاصرہ کر لیا ابن الحواس نے نکلکر جنگ کی فرنگیوں نے شکست دی اور ابن الحواس نے قلعہ مین پناہ
لی اس کے بعد فرنگیوں نے یہاں سے ہٹ کر جزیرہ میں دورہ کیا اور مواضع کثیرہ پر قابض
ہوگئے بہت سے علما و صلحا صقلیہ سے نکل گئے اور ایک گروہ صقلیہ کا معز بن بادیس کے
پاس آیا اور اہل صقلیہ کی حالت اور فرنگیوں کے غلبہ کی کیفیت بیان کی معز نے ایک بیڑا
تیار کیا اور آدمیوں سے بھر کر روانہ کر دیا جاڑے کا موسم تھا جب یہ بیڑا قوصرہ کے قریب پہنچا
سمندر میں طوفان آیا اس میں سے اکثر جہاز غرق ہوگئے تھوڑوں نے نجات پائی۔
اس بیڑے کی تباہی نے معز کو کمزور اور عربونکو اوسپر غالب کر دیا تھا یہان تک کہ آخر
اونھوں نے اوس سے ملک ہی چھین لیا اب فرنگیوں نے اطمینان سے بلا مزاحمت صقلیہ کے
اکثر شہرونکو فتح کر لیا۔ معز صاحب افریقیہ اپنے عربوں کے خرخشہ میں پھنسا ہوا تھا ادھر کا
رخ نہ کر سکا ٤٥٣ھ میں معز مر گیا اور اوسکا بیٹا تمیم افریقیہ کا بادشاہ ہوا اوس نے
ایک بیڑا فوج سے بھر کر صقلیہ کیطرف روانہ کیا اس بیڑے پر اوس کے بیٹے **ایوب** اور
علی بھی سوار تھے صقلیہ پہونچکر ایوب تو لشکر کو لیکر بلرم میں اُترا اور علی جرجنت میں
پھر علی بھی جرجنت میں چلا آیا۔ علی ابن الحواس نے ہدایائے کثیرہ ارسال کیئے اور کہا کہ
ہمارے قصر میں نزول فرمایئے جب ایوب نے وہاں قیام کیا تو وہاں کے باشندے اُس سے

ابن الحواس فوج لیکر ایوب سے لڑنے آیا اہل جرجنت نے ایوب کا ساتھ دیا لڑائی ہو رہی تھی کہ ابن الحواس کے ایک تیر آ لگا جس سے وہ مرگیا اور ایوب کی فوج شہر پر قابض ہو گئی

اس کے بعد اہل بلرم اور غلامان تمیم میں جھگڑا ہو پڑا جنگ کی نوبت پہنچی اور فتنہ و فساد بہت بڑھ گیا یہ حالت دیکھکر ایوب اور علی اپنے آدمیوں کو جہازوں میں بٹھاکر ۴۶۱ھ میں افریقیہ واپس چلے آئے اعیان صقلیہ کی ایک جماعت بھی اونکے ساتھ افریقیہ چلی آئی۔

فرنگیوں نے میدان خالی پاکر سوائے قصریانہ اور جرجنت کے جو اونکے مقابلہ میں مدت تک ڈٹے رہے ۴۶۴ھ تک کل جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور پھر ان دونوں شہروں کا محاصرہ کرلیا یہانتک کہ ۴۸۴ھ میں قصریانہ نے دروازے کھولدیئے اور اپنے شہر فرنگیوں کی حوالہ کردیئے اسطرح تمام جزیرہ پر رجار کا تسلط ہو گیا رومی اور فرنگی مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگے کسی مسلمان کے پاس حمام یا دوکان یا آسیہ خانہ نچھوڑا۔ رجار ۴۹۵ھ میں مرگیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا اوسکا نام بھی رجار ہی تھا۔ اسنے اپنے دربار کا کل طریقہ مسلمانوں کا سا رکھا وہی اور اسی نام کی مجلسیں اور عہدے حجاب۔ جامداریہ۔ سلاحیہ وغیرہ۔ فرنگیوں کیطرح کوئی ڈھنگ اختیار نہ کیا اپنے لیئے دیوان مظالم بنایا جس میں بیٹھکر انصاف کرتا تھا غیر کے مقابلے میں اپنے بیٹے تک کو سزا دیتا تھا۔ مسلمانوں کا اکرام کرتا اونکو عہدے دیتا فرنگیوں کو اونپر سختی کرنیسے روکتا اس کے اس برتاؤ سے مسلمان بھی اوس سے محبت کرنے لگے شریف ادریسی اسکی دربار کا ایک رتن تھا ادریسی نے اپنا جغرافیہ نزہۃ المشتاق اسیکے نام پر لکھا ہے صقلیہ پر تسلط بیٹھانے کے بعد رجار نے مہدیہ اور صقلیہ کے درمیان تمام جزیروں توصرہ جبرہ قرقنہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ساحل افریقیہ پر حملے کرنے شروع کردیئے۔

وزارت

مستنصر کے شصت سالہ حکومت میں ۴۳ مرتبہ وزارت میں تبدیلی ہوئی ۲۷ وزیر ہوئے جن میں سے بعض صرف چند روز اور بعض کئی کئی مرتبہ معزول اور بحال ہوئے چنانچہ حسن بن ابی کدینہ چھٹی دفعہ وزیر بنایا گیا تھا جبکہ ۴۶۷ھ میں قتل ہوا۔

مستنصر کے عہد میں وزارت کیطرح قضارت میں بھی جلدی جلدی تغیر ہوتا رہا

اوربعض بارہ بارہ مرتبہ تک بعد معزولی بحال ہوئے ان میں سے بعض ایسے تھے جو وزیر بھی تھے اور قاضی القضاۃ بھی مستنصر کے زمانہ کے مشہور قاضی القضاۃ یہ لوگ ہوئے ہیں۔ ابو الفتح عبدالحاکم بن سعید الفارقی۔ ابو محمد قاسم بن عبدالعزیز بن محمد بن نعمان۔ ابو محمد حسن بن علی بن عبدالرحمن الیازوری الحنفی۔ ابو علی احمد بن عبدالحاکم بن سعید الفارقی۔ ابو القاسم عبدالحاکم بن وہب بن عبدالرحمن الملیحی۔ ابو محمد حسن بن مجلی ابن ابی کدینہ۔ جلال الملک احمد بن عبدالکریم بن عبدالحاکم بن سعید الفارقی۔ خطیر الملک بن وزیر یازوری۔ جلال الدولہ ابو القاسم علی بن احمد بن عمار۔

بدر کی وفات ماہ ذیقعدہ ۴۸۷ھ میں بدر نے اسی سال کی عمر میں انتقال کیا ابن خلدون نے اسکی وفات ماہ ربیع الاول میں لکھی ہے اسکے دو آزاد غلام بڑے صاحب فوج تھے ایک امین الدولہ لاویز اور دوسرا نصیر الدولہ اپتگین (جسے عرب کے مورخین نے افتکین لکھا ہے) بدر کی وفات پر لاویز کو اوسکی جگہ دی گئی مگر اپتگین نے مخالفت کی اور فوج لیکر مستنصر کے قصر کو گھیر لیا اور بدر کے بیٹے افضل کو (جسے بدر نے اپنی جگہ اپنے مرض الموت میں مقرر کیا تھا) اوسکی جگہ مقرر کرنے پر مجبور کیا پس بدر کا بیٹا ملک ابو القاسم شاہنشاہ ملک الافضل کے خطاب سے وزیر اعظم اور ابو القاسم ابن المقری جو بدر کا نائب تھا افضل کا نائب مقرر ہوا۔

۴۸۷ھ۔ ابو القاسم احمد مستعلی باللہ ۴۹۵ھ

مختصر حالات مستنصر نے اپنی حیات میں نزار کو ولیعہد کیا تھا مگر افضل نے اُسے خلع[۱] کر دیا اور احمد کو مستعلی کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ نزار اسکندریہ کو بھاگ گیا جہاں ناصر الدولہ اپتگین گورنری کر رہا تھا اہل سکندریہ نے نزار کی بیعت کر لی نزار نے مصطفیٰ لدین اللہ لقب اختیار کیا اور خطبہ پڑھ کر افضل پر لعنت کی۔ اسکندریہ کے قاضی جلال الدولہ ابن عمار نے بھی اوسکی اعانت کی۔ افضل نے چڑھائی کر کے نزار کو سکندریہ میں گھیر لیا مگر شکست کھا کر

---

[۱] افضل نزار سے اسوجہ سے دشمنی رکھتا تھا کہ ایک دفعہ افضل سوار ہو کر مستنصر کے پاس گیا اور باب الذہب کے ... سوار ... نزار ... نکلا تھا اندھیرا تھا افضل نے نہ دیکھا۔ نزار نے بلند آواز سے کہا کہ اے

[illegible] پر حملہ کیا اور نزار البتکین اور قاضی تینونکو گرفتار کر لیا البتکین
اور قاضی ابن عمار اور نزار کے طرفدار قتل کردیئے گئے۔ نزار مستعلی کے حوالہ کردیا گیا مستعلی
نے اوسے دیوار میں چنوادیا[1]۔

ابن خلدون لکھتا ہے کہ افضل نے مستعلی او نزار کی پھوپھی کو بھی اس اقرار سے
اپنے ساتھ ملا لیا تھا کہ وہ مستعلی کی سرپرست رہیگی پس اوسنے بھی گواہی دی کہ مستنصر نے قاضی
اور داعی کے سامنے مستعلی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔

اس وقت سے اسماعیلیوں کے دو فرقہ ہوگئے ایک نزاریہ جو نزار اور اونکی اولاد کو برحق مانتے ہیں
اور وہ حسن بن صباح کے مقلد اور ہندوستان کے آغا خوانی خوجے ہیں دوسرے وہ جو مستعلی
اور اون کے اولاد کو برحق سمجھتے ہیں اور مستعلویہ کہلاتے ہیں وہ ہندوستانکے بوہرے ہیں۔

مستعلی ۱۸ یا ۲۰ سال کی عمر میں دیار مصر و شام کے بادشاہ ہوئے ابن خلکان لکھتا ہے کہ
انکے عہد سے علویوں کی سلطنت ضعیف ہوگئی۔ بلاد شام سلجوقیوں اور فرنگیوں میں تقسیم ہوگئی چنانچہ
فرنگیوں نے ۴۹۲ھ میں معرۃ النعمان اور بیت المقدس[2] ۴۹۳ھ میں حیفا اور ۴۹۴ھ میں
قیساریہ اور ساحل شام کی اور بہت سے شہر فتح کر لیئے۔

۲۵ صفر ۴۹۵ھ کو ۷ سال ۲ ماہ خلافت کرنیکے بعد مستعلی نے کچھ کم ۲۶ یا ۲۸ سال کی عمر
میں انتقال کیا ملک الافضل ابو القاسم محمد شاہنشاہ مستعلی کے تمام دوران حکومت میں بدر سلطنت
اور تمام امور ملکی و مالی و جنگی پر حاوی رہا افضل کے آگے مستعلی کا کوئی حکم نہ چل سکتا تھا۔
مستعلی کی وفات پر افضل نے ابو علی منصور بن مستعلی کو آمر باحکام اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا
اور آمر کی کم سنی کے زمانہ میں نہایت خوبی سے ملک کا انتظام کرتا رہا۔

فخر الحکام ابو الفضل محمد بن حاکم الملیحی ۔ حسن بن علی بن احمد بن المکرمی ۔ ابو طاہر محمد بن رجا ر ابو الفرج

[1] بعض مورخین لکھتے ہیں کہ مستعلی کے پاس گرفتار ہو کر آنیکے بعد نزار کا حشر کسی کو معلوم نہیں
ہوا مگر نزاری اسماعیلی کہتے ہیں کہ نزار یا اوسکا بیٹا ہادی قید سے بھاگ کر بلاد عجم میں چلا آیا تھا۔
یہاں اوس سے الموت کے اسماعیلیونکے امام پیدا ہوئے ۱۲

[2] جسے افضل نے ۴۹۱ھ میں سلجوقیوں سے چھین لیا تھا ۱۲۔

محمد بن جوہر بن ذکا النابلسی۔ حسین بن یوسف اور ابو النجم بدر بن بدر الحرانی مستعلی کے زمانہ کے قاضی القضاۃ تھے

شام کے حالات

شام کا حاکم کتیلہ باغی ہو گیا تھا مصر سے فوج بھیجی گئی جس نے صور کو بعد محاصرہ بزور شمشیر فتح کر لیا کتیلہ مصر میں لا کر قتل کر دیا گیا۔

صفر ۴۸۸ھ میں تتش برکیارق[1] سے لڑتا ہوا مارا گیا اسکے دو بیٹے تھے **رضوان** اور **دقاق** تتش نے مرنے سے پہلے **رضوان** کو اپنا ولیعہد بنایا تھا مگر تتش کے بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہوا جسکا انجام یہ ہوا کہ **دقاق** دمشق کا اور رضوان حلب کا حاکم ہو گیا رضوان نے تھوڑے دنوں مستعلی کا خطبہ حلب میں جاری رکھا پھر عباسیوں کا خطبہ پڑھنے لگا ۴۹۰ھ میں دمشق سے بھی مستعلی کا خطبہ قطع ہو گیا اور وہاں بھی عباسیوں کا خطبہ پڑھا جانے لگا تاج الدولہ تتش نے بیت المقدس امیر سلیمان بن ارتق ترکمان کو جاگیر میں دیا تھا ۴۹۱ھ میں صلیبی مجاہدین قسطنطنیہ ہوتے ہوئے شام پر حملہ آور ہوئے اول سلجوقیوں کے امیر باغیان کے ہاتھ سے انطاکیہ فتح کر لیا اور باغیان کا سر کاٹ لیا اور لشکر شام پر بڑی مصیبت نازل کی یہ حالت دیکھکر موصل کا حاکم کربوقا مرج دابق میں آ اترا اور اسکے پاس دقاق بن تتش اور سلیمان بن ارتق اور طغتگین اتابک صاحب حمص اور صاحب سنجار اور جو جو ترک و عرب اوس علاقے میں تھے آکر جمع ہو گئے اور فرنگیوں کے انطاکیہ پر قابض ہونیکے تیرہویں دن انطاکیہ جا پہنچے یہاں فرنگیوں کی جو بادشاہ جمع ہوئے تھے اُنکا سردار بیمنڈ تھا فرنگیوں کے صف آرا ہوتے ہی مسلمانوں کی فوج بغیر لڑے قبل اس کے کہ تلوار تیر یا نیزہ کا کوئی زخم لگتا بھاگ کھڑے ہوئے صرف مجاہدین بیچارے جو حسبۃ للہ شہادت حاصل کرنیکی غرض سے آئے تھے مقابلہ میں ڈٹے رہے اور بیشمار مارے گئے فرنگیوں نے آن کر تمام مسلمانوں کی چھاونی کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد فرنگی معرۃ النعمان کیطرف بڑھے یہاں کے مسلمان ایسے لڑے کہ فرنگیوں کی چھکے چھوٹ گئے مگر ایک رات کو مسلمان ایک طرف کے فصیل کی حفاظت چھوڑ کر گھروں کی حفاظت

[1] ملک شاہ سلجوقی کا بیٹا جو ملک شاہ کے بعد بادشاہ ہوا ۱۲۔

میں لگ گئے اسی مقام سے فرنگی چڑھ کر شہر میں اُتر گئے مسلمان گھبرا کر گھروں میں گھس گئے فرنگیوں نے تین دن تک شہر میں قتل عام رکھا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی مارے گئے اور بہت سے قید ہوئے۔

چالیس دن معرۃ النعمان میں قیام کر کے فرنگی عرقہ میں آئے چار ماہ کے محاصرہ کے بعد اوسکی فصیل میں کسی جگہ نقب لگائی مگر اوس کے فتح پر قادر نہ ہوئے اور شیزد کے حاکم منقذ نے اون سے مراسلت کر کے صلح کر لی اس کے بعد فرنگیوں نے حمص کا محاصرہ کر لیا یہاں کے حاکم جناح الدولہ نے بھی صلح کر لی پھر عکہ کا محاصرہ کیا مگر ناکام رہے۔

جنگ انطاکیہ میں جب سلجوقیوں کے اہل فوج (قوم غز) کا پتلا حال ہو گیا اور سلجوقیوں کی قوت ضعیف ہو گئی تو ۴۸۹ھ مصریوں نے شام پر فوج کشی کی اور افضل بن بدر نے بہت سی فوج سے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا جہاں اسوقت ارتش کے بیٹے سقمان اور ایلغازی اپنے رشتہ دار امیروں کے ساتھ حکومت کر رہے تھے افضل نے کچھ اوپر چالیس منجنیق لگا دیے اور کچھ اوپر چالیس دن کے محاصرہ کے بعد ۴۹۱ھ میں بیت المقدس امان کے ساتھ فتح کر لیا اور سقمان۔ ایلغازی اور اون کے ہمراہیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اُن کو بہت کچھ انعام واکرام دیکر رخصت کر دیا پس سقمان توریھاء کیطرف چلا گیا اور ایلغازی عراق کی طرف۔ افضل نے افتخار الدولہ کو اپنے طرف سے بیت المقدس کا گورنر بنا کر مصر کی طرف مراجعت کی افضل نے اسی مراجعت کیوقت عسقلان میں مشہد حسینی تعمیر کرایا تھا۔

۴۹۲ھ میں فرنگیوں نے عکہ کے محاصرہ کے بعد رملہ فتح کر لیا اور بیت المقدس کا کچھ اوپر چالیس دن تک محاصرہ رکھا اور آخر ۲۳ شعبان ۴۹۲ھ کو فرنگی مسلمانوں کو قتل کرتے ہوئے شہر میں گھس گئے اور مسجد اقصے کے قریب ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کیے جن میں مسلمانوں کے بہت سے امام عالم۔ عابد وزاہد تھے اور صخرہ کے قریب سے کچھ اوپر چالیس چاندی کی قندیلیں جن میں سے ہر ایک کا وزن ۳۶ سو درہم تھا اور بیحساب مال لوٹ لیا لوٹ میں ایک چاندی کا تنور بھی تھا جو وزن میں چالیس رطل شامی تھا اور ڈیڑھ سو

بیت المقدس سے بھاگے ہوئے بہت سے آدمی روتے پیٹتے بغداد میں آئے اور بیت المقدس
کی قتل و غارت اور قیدیوں کا حال بیان کیا جامع مسجد میں کھڑے ہو کر رو رو کر فریاد کے تمام
اہل مسجد رونے لگے۔ عباسی خلیفہ نے اعیان علماء، قاضی ابو محمد دامغانی۔ ابو بکر شاشی
ابو القاسم زنجانی۔ ابو الوفا ابن عقیل۔ ابو سعد حلوانی۔ اور ابو الحسین سماک کو سلطان برکیارق
اور اوس کے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس روانہ کیا کہ اون کو جہاد پر آمادہ کریں مگر اسوقت تینوں
بھائیوں میں جھگڑا ہو رہا تھا اور وہ حلوان تک جا کر واپس چلے آئے۔

مصر میں جب بیت المقدس کے واقعہ کی خبر پہونچی تو افضل فوجیں جمع کر کے عسقلان کیطرف
چلا اور فرنگیوں کو لکھا کہ یہ تمنے کیا حرکت کی اور بہت دھمکایا فرنگیوں نے قاصد کو جواب دیکر چلتا
کیا اور فوراً خود بھی اوس کے پیچھے روانہ ہو گئے پس ادھر تو قاصد افضل کے پاس پہونچا ادھر
فرنگی عسقلان پر آدھمکے۔ مصریوں کو اون کے آنے کی بالکل خبر نہ تھی وہ تو قاصد کا انتظار کر رہے
تھے جنگ کے لیے مطلق تیار نہ تھے۔ فرنگیوں کے آمد کی خبر سنکر جسطرح ہو سکا فوراً ہتھیار لگا کر
تیار ہونے لگے۔ فرنگیوں نے پھرتی سے تیار ہونے سے پہلے ہی حملہ کر دیا شکست دیکر بہت سے آدمی
قتل کر ڈالے اور چھاونی لوٹ لیا افضل بھاگ کر عسقلان میں گھس گیا بہت سے مصری بھاگ کر
انجیر کے درخت میں چھپ گئے جن کی وہاں کثرت تھی فرنگیوں نے بعض درختوں میں آگ لگا
دی اور جنہوں نے اونمیں پناہ لی تھی جلکر رہ گئے جو نکلکر بھاگے وہ قتل کر دیئے گئے افضل نے
اپنے خواص کیساتھ مصر کیطرف مراجعت کی۔

اس کے بعد فرنگیوں نے عسقلان کا محاصرہ کر کے باشندوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔
فرنگیوں نے بیس ہزار دینار دیکر اس بلا کو ٹالا اور فرنگی بیت المقدس کیطرف واپس چلے گئے۔

۴۹۵ھ (۱۰) ابو علی منصور آمر باحکام اللہ ۵۲۴ھ

مختصر حالات افضل نے جو اصل میں فاطمی سلطنت کا مالک تھا خلیفہ متوفی کے کمسن
بیٹے ابو علی منصور کو آمر باحکام اللہ کے لقب سے تخت پر بٹھا دیا اور آمر کے سن بلوغ پر پہنچنے

مصریوں نے افضل کے بیٹے شرف المعالی کے ماتحت صلیبی مجاہدین پر حملہ کیں سال فنیقیہ کے شہر جو تھوڑے ہی دنوں پیشتر بدر الجمالی نے فتح کیے تھے بتدریج مجاہدین صلیبی کے قبضہ میں آگئے چنانچہ سنہ ۴۹۷ھ میں عکہ اور ذیحجہ سنہ ۵۰۲ھ میں طرابلس الشام بھی نکل گیا مصری فوج جو مدد کو بھیجی گئی اوسوقت پہونچی جب طرابلس کا جنازہ اٹھ چکا تھا اسی سال عرقہ اور بانیاس اور جبیل الامان سنہ ۵۰۳ھ میں بیروت اور سنہ ۵۰۴ میں صیدا اور سنہ ۵۱۱ھ میں قلعہ تبنین بھی سپرد کر دیا گیا سنہ ۵۱۸ھ میں صور بھی فرنگیوں نے لے لیا۔ افضل آمر کو دوہرا کام دیتا تھا وزیر کا بھی اور باپ کا بھی۔ انتظام سلطنت بھی کرتا تھا اور آمر کی تربیت بھی لیکن جوان ہوکر بادشاہ اپنے زبردست وزیر کی اتالیقی سے بہت بھنائے۔ بادشاہ کی نوجوانی عیش پسند اور طبیعت لاابالی۔ وزیر ہر نامناسب اور بیموقع بات سے روکتا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اوس کی قتل کی [illegible] ہو گئے افضل دریائے نیل کے کنارے ایک محل میں رہتا تھا ایک دن جب محل سے سوار ہوکر دریا کے کنارہ آیا آمر کے مقرر کردہ قاتلوں نے اوسے حملہ کرکے قتل کر ڈالا۔ یہ سلخ رمضان سنہ ۵۱۵ کا واقعہ ہے۔ افضل کو مورخین نے حسن التدبیر اور فحل الرائے لکھا ہے اور آمر کو بھی حسن الخط والمعرفۃ والعقل بیان کرتے ہیں۔

ابن خلکان نے صاحب دول المنقطعہ سے نقل کیا ہے کہ افضل ساٹھ کرور دینار ڈھائی سو اِردب (پانچ سو من انگریزی) درہم ۔۷۵ ہزار اطلس و دیبا کے تھان۔ تیس بوجھے عراقی سونے کے نقشے (ڈبے) اور سونے کی دوات جس میں ۱۲ ہزار دینار کا جواہر لگا ہوا تھا۔ سو کھونٹیاں سونے کی جن میں سے ہر ایک کا وزن سو مثقال تھا دس کمروں میں دس دس لگی ہوئی تھیں ہر کھونٹی پر ایک ایک مندیل بندھی ہوئی مذہب جدا جدا رنگ کی لٹکی ہوئی تھی۔ پانچ سو صندوق لباس خاص کے تنیس اور دمیاط کے کپڑوں کے اور گھوڑے اور خچر اور سواریاں اور خوشبوئیں اور زیور اور آرایش کی اتنی چیزیں کہ اونکی تعداد خدا ہی جانتا ہے ماسوا ان کے بھیڑ بکری گائے اور بھینسیں اتنی کہ انسان تعداد بتاتے ہوئے شرمائے۔

اور دو صندوق سونے کے سوئیوں کی جو کنیزوں اور بیگموں کے نقش کرنیکے کام میں آتی تھیں اسی سال مصر میں ایسی کالی آندھی آئی اور تین دن تک چلتی رہی جس سے بہت سے آدمی اور جانور ہلاک ہوگئے۔ افضل کے بعد مامون ابو عبداللہ محمد بن ابی شجاع فاتک البطائحی وزیر بنایا گیا جب بھی سلطنت پر حاوی ہوگیا تو بادشاہ نے اس کے اقتدار سے ناراض ہوکر اسے ۵۱۹ھ میں گرفتار اور ۵۲۱ھ میں قتل کرادیا اوسکا بھائی موتمن بھی جو بڑا جابر اور متکبر تھا اور چار اور بھائی بھی قتل کردیئے گئے۔ مامون نے شہر مصر کے باہر جامع الفیل کی تکمیل کی جو افضل نے ۴۹۸ھ میں بنانی شروع کی تھی اور ۵۱۵ھ میں جامع الاقمر تعمیر کرائی۔

نزاریہ فرقہ کے لوگ مستعلویوں اور اون کے اماموں سے سخت دشمنی رکھتے تھے۔ مدت سے آمر کے تاک میں تھے ایکدن ۵۲۴ھ میں سیرگاہ سے واپس آتے ہوئے دس نزاری فدائیوں نے حملہ کرکے ہلاک کرڈالا۔ ایام سلطنت ۲۹ ½ سال۔ عمر ۳۴ سال۔

آمر نے وفات کے وقت کہا تھا کہ میری فلاں بیگم حاملہ ہے وہ بیٹا جنیگی وہ لڑکا میرے بعد خلیفہ ہوگا کم سنی میں اوس کی کفالت میرا عمزاد بھائی عبدالمجید میمون بن ابو القاسم محمد بن المستنصر کرتا رہے پس آمر کے مرتے ہی عبدالمجید کو حافظ لدین اللہ کے لقب سے ریجنٹ (نائب سلطنت) بنادیا گیا۔

تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آمر لاولد فوت ہوئے حاملہ بیگم سے بعد میں پیدا ہوئی تو لڑکی۔ اس سبب سے حافظ کی بیعت جو پہلے سرپرستی کیلئے ہوئی تھی اس وقت امامت کی بیعت سے مبدل ہوگئی مگر مستعلویوں (بوہروں) کا اعتقاد ہے کہ آمر نے ۲ سال چند ماہ کے ایک صاحبزادہ ابوالقاسم طیب نامی کو چھوڑ کر انتقال کیا اور عبدالمجید کو حافظ لدین اللہ کے لقب سے ریجنٹ مقرر کیا تھا کہ خلافت ظاہری کا انتظام کرے اور جب طیب لائق ہوجائے تو خلافت اوسکو سپرد کردے مگر ۲ سال کے بعد حافظ کی نیت بگڑ گئی اور خود امیرالمومنین بن گیا طیب نے ستر اختیار کیا۔

شام کے تفصیلی حالات

۴۹۶ھ میں امیرالجیوش افضل نے بدر کے غلام سعدالدولہ کے ساتھ جو طواشی کے نام سے مشہور تھا فرنگیوں سے لڑنے کے لیے لشکر روانہ کیا رملہ اور یافا کے درمیان مقابلہ ہوا فرنگیوں کا سردار بالڈوین تھا

جسکو اہل عرب بغدوین اور بردویل لکھتے ہیں مسلمان شکست کھاکر بھاگے سعد الدولہ بھاگتے ہوئے گھوڑے سے گرکر مر گیا مسلمانونکا تمام سامان فرنگیوں نے ہتھیا لیا اس کے بعد افضل نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو بہت سی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اوسنے رملہ کے قریب یازونہ (یازور) پر فرنگیونکو شکست دی۔ فرنگی بھاگے بہت سے مارے گئے بچے کھچے خستہ حال معاودت کر گئے بغدوین کو اپنی گرفتاری اور جان کا اندیشہ ہوا وہ گھاس بھوس میں چھپ گیا جب مسلمان دور چلے گئے تو نکلکر رملہ کی طرف بھاگا۔ اب شرف المعالی بھی رملہ کیطرف آیا اور بغدوین اور اوس کے ہمراہی سات سو فرنگی سرداروں کا ۱۵ دن محاصرہ رکھا۔ بغدوین تو چپکے سے یافا کو بھاگ گیا اور شرف المعالی نے شہر کو فتح کرکے ۴ سو فرنگی سرداروں کو تو حالت صبر میں قتل کر ڈالا اور تین سو کو گرفتار کرکے مصر بھیجدیا۔

اس کے بعد شرف المعالی کے آدمیوں میں اختلاف ہوا عرب کہتے تھے کہ ہمنے فتح کیا ہی اور مصری کہتے تھے کہ ہمنے فتح کیا ہی بعض کہتے تھے کہ اب بیت المقدس پر چڑھائی کرنی چاہیے بعض کہتے تھے یافا پر چڑھائی کرنی چاہیے ان میں یہ جھگڑا ہو ہی رہا تھا کہ بہت سی فرنگی سمندر کی راہ بیت المقدس کی زیارت کو آئے اور بغدوین نے ان کو اپنے ساتھ جہاد کرنے پر آمادہ کر لیا۔ یہ سب عسقلان پر چڑھ آئے جہاں شرف المعالی مقیم تھا۔ چونکہ شرف المعالی کی فوج میں اختلاف پھیل رہا تھا اون میں اسوقت فرنگیوں سے لڑنے کی قوت نہ تھی مگر خدا کی قدرت سمندر کیطرف سے فرنگیوں نے جو عسقلان کو آکر دیکھا تو اونکو ایسا مضبوط اور مستحکم معلوم ہوا کہ اون کی ہمت اور قدرت اوپر حملہ کرنے کی نہ پڑی شبخون کا اندیشہ کرتے یافا کو چلے گئے اس موقع کو غنیمت سمجھکر شرف المعالی اپنے باپ کے پاس مصر چلا آیا۔ اب افضل نے اپنے ایک غلام تاج العجم نامی کو ۴ ہزار فوج کے ساتھ خشکی کی راہ سے اور قاضی ابن قادوسی کو ایک بیڑا جہازوں کے ساتھ تری کی راہ سے یافا پر روانہ کیا۔ تاج العجم نے عسقلان پر پڑاؤ کیا۔ قاضی ابن قادوس نے اوسے یافا کیطرف بلایا کہ دونوں ملکر فرنگیوں سے لڑیں مگر تاج العجم نے یہ کہکر انکار کردیا کہ میں بغیر اجازت افضل کے نہیں آسکتا اور مدد بھی نہ بھیجی

کی تمام فوج کے سردار ہوجاکر تاج العجم کو گرفتار کرلو اور عسقلان میں قیام کرو اسوقت
۴۹۶ھ ختم ہوگیا اس سنہ میں بیت المقدس اور سوائے عسقلان کی تمام فلسطین اور یافہ
ارسوف ۔ قیساریہ ۔ حیفا ۔ طبریہ ۔ لاذقیہ ۔ اور انطاکیہ شام میں اور رہا اور سروج جزیرہ
میں فرنگیوں کے پاس رہے صنجیل فرنگی طرابلس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جہاں فخر الملک بن عمار
حکومت کررہا تھا اور فرنگیوں نے جابجا کشت وخون کا بازار گرم رکھا۔

۴۹۷ھ میں فرنگی طرابلس سے ناکام پھرے اور جبیل فتح کرلیا باشندے خوب لڑے پھر مجبوراً
پناہ مانگی فرنگیوں نے پناہ دینے کا وعدہ کرلیا مگر پورا نہ کیا شہر کو لوٹ لیا اور باشندونکو ستایا
اور قتل کیا اس کے بعد عکہ کی طرف آئے جہاں مصریوں کی طرف سے زہرۃ الدولہ گورنر تھا
خشکی تری دونوں طرف سے محاصرہ کرلیا ۔ زہرۃ الدولہ شہر کی حفاظت نہ کرسکا بھاگ کر پہلے
کچھ دنوں دمشق میں رہا پھر مصر کو چلا گیا افضل سے عذر کیا اوسنے اوسکا عذر قبول کیا فرنگیوں نے
شہر کو تلوار سے فتح کرکے باشندوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔

ذی الحجہ ۴۹۸ھ میں افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو ۵ ہزار فوج
اور امیروں کی ایک جماعت کیساتھ جن میں جمال الملک بھی تھا جو بادشاہ مصر کیطرف سے عسقلان کا
گورنر تھا اور طغتگین اتابک دمشق کو لکھا کہ تم بھی ایک لشکر روانہ کرو پس طغتگین نے سپہ سالار
صباوہ کو ۱۳ سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا بعد وین ۱۳ سو سوار اور ۸ ہزار پیادوں
سے اون کے طرف آیا عسقلان اور یافا کے درمیان لڑائی ہوئی طرفین کے ۱۲ سو آدمی
مارے گئے دونوں میں سے کسی کی فتح نہ ہوئی آخر جمال الملک مارا گیا تو مسلمانوں نے جنگ
کو قطع کردیا اور مصری فوج نے عسقلان کی طرف اور طغتگین کی فوج نے دمشق کیطرف
مراجعت کی اسوقت بکتاش بن تتش نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر فرنگیونکا
ساتھ دیا تھا کیونکہ وہ طغتگین کی اس بات پر جلا ہوا تھا کہ اوس نے اوس کے بھائی دقاق
کے بیٹے کو جو ابھی بچہ ہی تھا سلطنت دلوانے میں بڑی کوشش کی تھی فرنگیونکو طغتگین
سے لڑنے کے لیے اپنی مدد پر لایا تھا۔

طرابلس فرنگیوں کے ہاتھ فتح

آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ غریب لوگ جلا وطن اور امیر لوگ غریب ہوگئے فاقہ
مرنے لگے اور فخر الملک رمضان سنہ ۵۰۱ھ میں سلطان محمد سلجوقی سے مدد لینے بغداد آیا اور پھر
کچھ عرصہ دمشق میں رہکر اور وہاں سے کچھ فوج لیکر جبلہ آیا۔ یہاں کے باشندوں نے اوسکی
اطاعت قبول کرلی اسی اثنا میں طرابلس کے باشندوں نے ملک الافضل کو لکھا کہ ہمپر
کوئی والی مقرر کرکے بھیجدیجیے جو اپنے ساتھ سمندر کی راہ سے جہازوں میں کچھ غلہ بھی لیتا
آئے افضل نے شرف الدولہ ابن ابی طیب کو مع غلہ اور دیگر سامان کے طرابلس کا گورنر
بناکر بحری راستہ سے روانہ کردیا شرف الدولہ نے طرابلس پہنچکر ابن عمار کے طرفدارونکو گرفتار
کرلیا اور اوس کے ذخیرے اور آلات جو کچھ تھے سب پر قبضہ کرلیا اور سمندر کی راہ مصر کو
روانہ کردیے اس طرح طرابلس پھر خلفائے مصر کے قبضہ میں آگیا اور مصر سے طرابلس کو مدد
پہنچتی رہی مگر یکم شعبان سنہ ۵۰۳ھ کو فرنگیوں نے جہازوں کا ایک بڑا بیڑا سپاہیوں ہتھیاروں
اور غلہ سے بھرا ہوا ریمنڈ بن صنجیل کے ماتحت طرابلس پر آاترا اور صنجیل کا بھائی سردانی
پہلے ہی سے یہاں اترا ہوا تھا طنکری صاحب انطاکیہ اور بغدوین صاحب بیت المقدس
بھی آگئے ان سب نے ملکر طرابلس کا محاصرہ کرلیا مصر سے کم کو جہاز روانہ کیے گئے مگر اون کو
باد مخالف نے پہنچنے نہ دیا آخر باشندوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور فرنگی قتل و غارت کرتے ہوئے
۱۱ ذی الحجہ کو شہر میں داخل ہوگئے اور تمام شہر لوٹ لیا مردوں عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا
بیشمار مال اور مدارس وقف کی کتابیں فرنگیوں کے ہاتھ آئیں شہر کے گورنر اور اوس کی
بعض لشکریوں نے فتح سے پہلے امان مانگ لی تھی وہ تو بچے اور دمشق کو چلے آئے باقی باشندوں
پر طرح طرح کے ظلم توڑے گئے اور اون کے مکانوں کے تمام ذخیرے اور دفینے ہتیا لیے گئے
مصری جہاز آدمی سامان اور اتنے غلہ سے لدے ہوئے جو سال بھر کو کافی ہوتا طرابلس فتح
ہوجانے کے آٹھ دن بعد مقام صور پر پہنچے شہر فتح ہوجانیکی خبر سنکر وہ تمام چیزیں صور
صیدا اور بیروت میں تقسیم کردی گئیں۔

بیروت اور صیدا بھی فتح ہوئے

سنہ ۵۰۴ھ میں فرنگیوں نے بیروت اور صیدا کو بھی فتح کرلیا اور مصری بیڑا جو صور میں مقیم تھا
... کیونکہ ... جہاز فرنگیوں ... آگئے تھے اور راستہ بالکل بند تھا۔

شمس الخلافہ کی بغاوت

جمال الملک کے مارے جانے کے بعد افضل نے شمس الخلافہ کو عسقلان کا گورنر بنایا تھا اسنے بغدوین کو تحایف بھیجکر اوراوس کی حمایت میں آکر خلیفہ مصر کی اطاعت سے آزاد ہوجانا چاہا افضل کو یہ حال معلوم ہوا تو مصر سے ایک سردار کو بہت سی فوج دیکر ظاہر تو یہ کیا کہ فرنگیوں سے جہاد کرنے کو روانہ کیا ہے اور باطن میں اوسے سمجھا دیا کہ جب شمس الخلافہ تمسے ملنے آئے تو اوسے گرفتار کرلینا شمس الخلافہ کو بھی یہ بھید معلوم ہوگیا وہ اس سے ملنے ہی نہ آیا بلکہ علانیہ بغاوت کا جھنڈا کھڑا کردیا اور مصری فوج کو اپنے پاس سے اس اندیشہ سے برخاست کردیا کہ مبادا اوس سے بگڑکر اوسے گرفتار نہ کرلے اب افضل کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں شمس الخلافہ عسقلان فرنگیوں کے حوالہ نہ کردے لہذا اوسکو اطمینان اور تسلی دی اوس کی جگہ اوسے بحال رکھا بلکہ اوس کی مصر کی جاگیریں بھی واگزاشت کرادیں۔ اس کے بعد شمس الخلافہ کو اہل عسقلان کی طرف سے اندیشہ ہوا اور ارمینوں کی ایک جماعت کو بلاکر فوج میں بھرتی کرلیا۔ یہ امر اہل شہر کو ناگوار گذرا کچھ لوگوں نے حملہ کرکے اوسے قتل کرڈالا۔ اور خلیفہ آمر اور افضل کو اطلاع دی وہ بہت خوش ہوئے خبر دینے والوںکو انعام دیا اور ایک سردار کو عسقلان کا گورنر بناکر روانہ کردیا اور اوسے حکم دیا کہ شہر والوں سے نیکی اور احسان سے پیش آئے۔

صور کا محاصرہ

۲۵ جمادی الاول سنہ ۵۰۵ھ کو بغدوین نے صور کا محاصرہ کرلیا جہاں فاطمی خلیفہ کی طرف سے عز الملک الاعز گورنر تھا فرنگیوں نے کاٹھ کے تین برج ستر ستر ہاتھ اونچے بناکر ہزار ہزار آدمی اون میں بیٹھا دیئے اور اونپر منجنیق لگادیئے ان میں سے ایک برج شہر پناہ کے نہایت ہی متصل بنایا تھا اور اوسے آدمیوں سے خالی رکھا تھا مسلمانوں نے نکلکر تینوں برجوں میں آگ لگادی اور گڑھے کھود کر خس پوش کردیئے کہ اگر فرنگی اونکی طرف آئیں تو اون میں گر پڑیں اور اگر برج بنائیں تو دھس جائیں مگر بعض مسلمانوں نے فرنگیوں سے پناہ لی اور اونکو مسلمانوں کے اس بندوبست سے آگاہ کردیا جس سے وہ ڈرگئے جب محاصرہ کو مدت ہوگئی تو اہل شہر نے دمشق کے حاکم طغتگین کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کریں ہم شہر آپ کے حوالہ کردیں گے پس ادھر تو طغتگین فوج لیکر آیا اور فرنگیوں کی رسد بند کردی ادھر صور کے لوگ جان سے ہاتھ دھوکر پل پڑے غلہ فرنگیوں کے لشکر میں نایاب ہوگیا۔ لہذا

۱۰ شوال کو وہ صور کا محاصرہ چھوڑ کر عکہ کی طرف چلے آئے اہل صور نے طغتگین کی فوج کو بہت سا
مال دیا اور جہاں جہاں سے فصیل ٹوٹی تھی اوس کی مرمت کرلی طغتگین نے دمشق کیطرف مراجعت کی
سنہ ۵۰۶ھ میں پھر بغدوین نے صور پر چڑھائی کرنیکے لیے لشکر کثیر جمع کیا صور کے باشندونے
ڈر کر طغتگین کو لکھا کہ آپ اپنے طرف سے کسیکو ہمارا امیر بنا کر بھیج دیجیے جو ہماری حمایت کرے اور ہم
شہر اوسکے حوالہ کریں ورنہ ہم شہر فرنگیوں کے حوالہ کر دینگے پس طغتگین نے ایک سردار مسعود نامی کو
صور کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا اور ایک فوج بھی بھیجدی اور رسد اور آلات بھی مدد دی شہر والے بہت خوش
ہوئے مسعود نے آمر خلیفہ مصر کے سکہ خطبہ کو قائم رکھا اور افضل کو صورت حال سے اطلاع دی۔
اور لکھا کہ جب مصر سے کوئی گورنر شہر کی حمایت وحفاظت کو آجائیگا تو میں شہر اوسکے حوالہ کردونگا
اور درخواست کی کہ سپاہ اور خوراک سے بھرا ہوا ایک بیڑا جہازوں کا روانہ کر دیجیے افضل نے اوسکا
شکریہ ادا کیا اور اوس کی بہت تعریف وتحسین کی اور کہا کہ تمنے بہت اچھا کیا یہی مناسب تھا اور
ایک بیڑا جہازونکا تیار کرکے صور کیطرف روانہ کر دیا اسطرح صور کے باشندونکی حالت درست
ہوگئی اور سنہ ۵۱۶ھ تک کوئی خرابی پیش نہ آئی اس سال جو حسب معمول بیڑا آدمیوں اور رسد سے
بھرا ہوا بھیجا گیا اوسکے سردار کو حکم دیا گیا کہ صور کے گورنر مسعود کے ساتھ جو طغتگین کیطرف سے
مقرر ہے حیلہ کرکے پکڑ لینا اور شہر پر قبضہ کرلینا وجہ اس کی یہ ہوئی تھی کہ اہل صور نے مسعود کی
شکایتیں آمر سے بہت کی تھیں کہ وہ ہماری مخالفت کرتا اور ہمیں ضرر پہونچاتا ہے اسوقت ابن البطائحی وزیر
تھا افضل سنہ ۵۱۵ھ میں قتل کر دیا گیا تھا۔
غرض مصری بیڑے نے صور کے قریب پہونچکر لنگر ڈالدیا مسعود بیڑے کے سردار کو سلام کرنے حاضر
ہوا جب اوس کشتی میں چڑھا جس میں سردار تھا فوراً گرفتار کرلیا گیا اور سردار نے جاکر شہر پر قبضہ کرلیا
مسعود مصر بھیجدیا گیا آمر نے اوسے انعام واکرام دیکر دمشق واپس کر دیا
مسعود کے بعد جو سردار صور کا گورنر مقرر ہوا اوسنے اہل صور کو بہت خوش رکھا اور طغتگین کو
دوستانہ مدارات وامداد کا خط تحریر کیا اور بہت سی دعائیں لکھیں یہ بھی لکھا کہ یہ جو کچھ کیا گیا ہے صرف
اس سبب سے کہ اہل صور مسعود کے شاکی تھے طغتگین نے بھی دوستانہ جواب دیا اور کہا کہ میں

جب فرنگیوں نے سنا کہ مسعود صور سے چلا گیا تو اونھیں لالچ آیا اور صور پر چڑھائی کرنیکے لیے فوج اکٹھے کرنے لگے والی صور کو یہ خبر پہونچی تو اپنے پاس فوج اور غلہ کی کمی دیکھکر آمر کو اطلاع دی آمر نے لکھا کہ صور کی حکومت طغتگین کے حوالہ کردو صور کے گورنر نے طغتگین کو لکھا اور طغتگین نے صور پر قبضہ کرلیا اور لشکر وغیرہ جتنا وہاں کیلئے ضروری سمجھا مرتب کیا۔

ربیع الاول ۵۱۸ھ میں فرنگیوں نے پھر صور کا محاصرہ کرلیا برابر لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ اہل صور کے پاس غلہ تھوڑ گیا اور اونکی جی چھوٹ گئی یہ حالت دیکھکر خود طغتگین دمشق سے بانیاس میں آگیا کہ صور سے قریب ہو کر اہل شہر کو مدد پہونچائے۔ یہ بھی خیال کیا کہ شاید مجھے قریب دیکھکر فرنگی صور سے واپس چلے جائیں مگر وہ نہ ہلے اور محاصرہ کیے رہے طغتگین نے خلیفہ مصر کو لکھا کہ مدد روانہ کیجیے مگر وہانسے کوئی مدد نہ آئی اسطرح ایک مدت گذر گئی اور باشندے قریب ہلاکت ہونچگئے یہ حالت دیکھکر طغتگین نے ۲۳ جمادی الاول ۵۱۸ھ کو اس شرط پر کہ شہر کی سپاہ و رعیت جتنا مال اور آدمی وغیرہ اپنے ساتھ لیجا سکیں لیکر نکل جائیں شہر کے دروازے کھلوا دیے اور فرنگی اوسپر قابض ہوگئے صور کے باشندے نکلکر دیگر شہروں میں متفرق ہوگئے اور جتنا وہ لیجاسکے اوٹھا کرلے گئے جو نہ لیجا سکے وہ چھوڑ گئے فرنگیوں میں سے کسینے کسیکو نہ روکا اور سوا ایسے ضعیفوں کے جو حرکت سے عاجز تھے شہر میں کوئی باقی نہ رہا صور کا فتح ہوجانا مسلمانوں کے لئے نقصان شدید تھا کیونکہ وہ نہایت عمدہ شہروں میں سے تھا اور بکمال مضبوط و مستحکم تھا۔

۵۱۲ھ میں بغدوین نے مصر پر قبضہ کرلینے کی نیت سے چڑھائی کی اور تنیس کے مقابل تک جا پہنچا کسی لڑائی میں وہ ایک زخم کھائے ہوئے تھا جو ابھی اچھا نہ ہوا تھا اسی حالت میں وہ دریائے نیل میں تیرا جس سے وہ زخم خراب ہوگیا جب اوسے اپنی زندگی کیطرف سے مایوسی ہوگئی تو بیت المقدس کیطرف مراجعت کا حکم دیا مگر راستہ ہی میں مر گیا اور رہا کے حاکم قمص کو اپنے سلطنت کا بادشاہ بنانیکی وصیت کرگیا۔

ملک الافضل کا قتل ہونا ۵۱۵ھ

۲۳ رمضان ۵۱۵ھ کو امیر الجیوش افضل جو مصر میں اقتدار مطلق رکھتا تھا حتی کہ خلیفہ آمر کا حکم بھی اوسکے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا قتل کردیا گیا کہتے ہیں کہ افضل آمر کی سازش سے مارا گیا

دی تھی جسے خلیفہ نے مجبور قبول کیا تھا۔

آمر نے اپنے اصحاب سے افضل کے قتل کے بارہ میں مشورہ لیا تو اوسکے ابن عم عبد المجید میمون نے جو بعد میں حافظ کے لقب سے خلیفہ ہوئے یہی صلاح دی کہ اسے قتل نہ کرنا چاہئے اسکا نتیجہ بہت خراب ہوگا کیونکہ ایک عالم کو روشن ہے کہ اسنے اور اسکے باپ نے پچاس برس تک اس سلطنت کی نہایت خیر خواہی اور خوش انتظامی سے خدمت کی ہے کہیں کوئی بات سوائے خیر خواہی اور محبت کے ان کی طرف سے دیکھی نہیں گئی انکی اس خیر خواہی کی مکافات میں ہمکو ایسا کرنا ہرگز زیبا نہیں یہ بات بھی ہے کہ اسکے بعد ہمکو کوئی دوسرا دزیر اور منتظم بنانا اور اوسکے منصب کیوجہ سے ہمیں اوسپر اعتماد کرنا پڑیگا اور اگر اوسنے اتنا بھی یا اسکے قریب قریب ہی تمکن حاصل کر لیا تو وہ اس اندیشہ سے کہ کہیں ہم اوسکے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کریں جو افضل کیساتھ کیا گیا اپنی جان کو خوف سے ہمارے پاس آتے ہوئے بھی گھبرائیگا آئیگا بھی تو ڈرتا ہوا اور اپنی جان بچانیکا انتظام کیئے ہوئے اور اسطرح ہماری وقعت اور منزلت میں فرق آجائیگا رائے یہ ہے کہ ابو عبد اللہ بن بطائحی سے مراسلت کیجائے جو افضل کی معتمدین سے ہے اور اوسکے تمام امور پر حاوی ہے اور اوسکے تمام بھیدوں سے واقف ہے اوس سے وعدہ کرو کہ تجھے افضل کیجگہ مقرر کر دیا جائیگا تو اوسکے قتل کی کوئی تدبیر نکال اور کسیکو تعینات کر دے کہ جب افضل سوار ہو تو اوسے قتل کر ڈالے اور جب ہمیں افضل کا قاتل ملجائے تو ہم اوسے قتل کر ڈالیں اور ظاہر کر دیں کہ ہم اوسکے خون کے طالب ہیں اور ہمیں اوس کو مارے جانیکا کمال صدمہ ہے اسطرح ہمارا مطلب بھی حاصل ہو جائیگا اور فساد برپا ہونیکی خرابی سے بھی بچ جائینگے آمر نے یہی ترکیب کی بطائحی کو بلا کر اس سازش میں شریک کر لیا اوسنے کچھ آدمی افضل کے قتل پر مامور کر دیے جنھوں نے اوسے قتل کر ڈالا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ افضل عید کے موقعہ پر اپنی فوج کو ہتھیار تقسیم کیا کرتا تھا ایک دن عادت کے موافق ماہ رمضان میں سلاح خانہ کو جاتا تھا کہ اسلحہ تقسیم کرے سوار و پیادے اوسکے ساتھ کثرت سے تھے راستہ میں غبار زیادہ اوڑ ہی تھی اوسے تکلیف پہونچی تو سب کو اپنے پاس سے دور کر دیا صرف دو آدمی ساتھ رکھے سوق الصیاقلہ سے گذر رہے تھے کہ دو آدمیوں نے آکر اوسے چھریوں کے زخم لگائے اور تیسرے نے آکر کوکھ میں چھری

ڈالکر گھر لائے ابھی رمق جان باقی تھی کہ آمر غمگینوں کی صورت بنائے اوسکے پاس آئے بہت افسوس ظاہر کیا اور پوچھا تمھارا مال کہاں کہاں ہے افضل نے کہا ظاہری مال کا حال تو ابوالحسن ابی اسامہ[1] کاتب کو معلوم ہے اور باطن کا حال ابن الطائی جانتا ہے یہ دونوں بھی حاضر تھے اونھوں نے کہا کہ درست فرماتے ہیں اسکے بعد افضل ۵۷ سال کی عمر میں ۲۸ برس کی وزارت کے بعد انتقال کر گیا۔

افضل کی وفات پر آمر نے اوسکے گھر پر پہرا بٹھا دیا اور اوسکی اولاد کو قید کر لیا اور خود محل میں کتابیں ہوئے چالیس دن کے قریب اوسکے گھر میں رہا چوپائے رات دن سامان اور اسباب ڈھوتے رہے ایسی ایسی عجیب وغریب چیزیں نکلیں کہ سوائے اوسکے اور کسیکے پاس نہ تھیں ابن خلدون لکھتا ہے کہ منجملہ اور چیزوں کے ۶ ہزار کیسے زر سرخ کے بچاس اردب[2] درہم اور طرح طرح کے رنگین دیبا اور بغدادی اور سکندری تھان اور ظروف ہندی اور طرح طرح کی خوشبوئیں مشک وعنبر وغیرہ بیحد و بے انتہا اوسکے گھر سے نکلے انھیں چیزوں میں ایک تخت ہاتھی دانت اور آبنوس کا تھا جو چاندی سے آراستہ تھا اوسپر ایک ہشت پہلو گولہ خالص عنبر کا بنا ہوا رکھا تھا جسکا وزن ہزار رطل[3] تھا اس گولہ پر ایک سنہری پرندہ بیٹھا تھا جسکی ٹانگیں مرجان کی تھیں چونچ زمرد کی اور آنکھیں یاقوت کی یہ اوسکے گھر میں لگا رہتا تھا اور اوسکی خوشبو سے تمام محل معطر رہتا تھا خاندان بنی فاطمیہ کے زوال پر یہ گولہ اور تخت بھی صلاح الدین یوسف کے قبضہ میں آیا۔

ابن اثیر لکھتا ہے کہ اسماعیلی افضل سے کراہت کرتے تھے اور اسکی وجہیں تھیں (۱) اونکے امام کو تنگی میں رکھتا تھا (۲) جیسا سلوک اسماعیلی اپنے ساتھ واجب سمجھتے تھے افضل اونکے ساتھ نہ کرتا تھا (۳) اہلسنت سے اونکے اعتقاد میں کسی قسم کا معارضہ نکرتا تھا بلکہ دوسروں کو اونکے ساتھ معارضہ کرنے سے روکتا تھا (۴) لوگوں کو عام اجازت دے رکھی تھی کہ اپنے اپنے اعتقاد کا اظہار کریں اور اونپر مناظرہ کریں اوسکی اس بے تعصبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر ملکوں کے لوگ بھی کثرت سے مصر میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

---

[1] یہ ابن ابی اسامہ اہل حلب سے تھا اس کا باپ قاہرہ کا قاضی تھا ۱۲

[2] اردب۔ دو من انگریزی کا پیمانہ ۱۲ سیر[3] رطل تیس تولہ کے قریب ہوتا ہے اس حساب سے وہ عنبر کا گولہ وزن میں ۹ من ۱۵ سیر انگریزی ہوا ۱۲

ظاہر ہوا تو ایک جماعت اکٹھے ہو کر آمر کے پاس آئی منجملہ اون باتوں کو جو اونھوں نے خلیفہ سے عرض کیں اونھوں نے افضل پر لعنت بھی کی خلیفہ نے سبب پوچھا تو کہا کہ اوسنے عدل و احسان کیا اور بڑے نیکی و خوبی کیساتھ حکومت کی اوسکے حسن سیرت اور عدل و انصاف کی گرویدہ ہو کر ہم اپنے وطن کو چھوڑ کر مصر میں چلے آئے تھے اوسکے بعد ہمپر یہ ظلم ہوا ہے افضل ہی ہمپر اس ظلم کا باعث ہوا ہے خلیفہ نے اون لوگوں کے ساتھ احسان کیا اور اپنے حکام کو حکم دیا کہ رعایا کیساتھ احسان و اکرام سے پیش آتے رہیں۔

ابن البطائحی

افضل کے بعد ابن البطائحی وزیر بنایا گیا اسکا باپ افضل کیطرف سے عراق میں جاسوس تھا وہ مر گیا اور کچھ مال نہ چھوڑا اسکی ماں نے دوسرا نکاح کر لیا اور یہ بالکل فقیر رہ گیا ناچار اول اسنے مصر میں معماری کا کام سیکھا پھر مصر کے بڑے بازار میں کسی سوداگر کا مال لیکر پھیری لگانے لگا افضل کے پاس بھی مال بیچنے لاتا تھا افضل کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرے متوفی جاسوس کا بیٹا ہے اور ساتھ ہی دیکھا کہ شیریں کلام اور حسن اخلاق رکھتا ہے اوسے فراشوں میں نوکر رکھ لیا اور پھر ترقی دیکر حاجب بنا لیا مگر افسوس اسنے اپنے آقا کے ساتھ غداری کی۔

ابن البطائحی کو ابن فاتک و ابن القائد بھی کہتے ہیں آمر نے جلال الاسلام خطاب دیا تھا اور وزارت پر مامور ہونیکے دو برس بعد اوسکو خلعت دیکر مامون لقب عطا فرمایا مقریزی لکھتا ہے کہ ابن البطائحی کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ محمد ابن امیر نورالدولہ ابی شجاع فاتک ابن امیر منجدالدولہ ابوالحسن مختار ابن فاتک البطائحی المستنصری سنہ ۵۱۰ھ میں افضل نے اسے اپنے خزانہ و توشہ خانہ کا داروغہ بنایا اور پھر اپنے تمام کام اوسکے سپرد کر دیئے اور قائد کا خطاب دیا اور اوسکے بھائی ابوتراب حیدرہ اور ابوالفضل جعفر کو اوسکے عہدہ پر مامور کیا وزارت پر مامور ہونیکے بعد خلیفہ آمر نے اسکو اس القاب سے ممتاز کیا تھا "سید الاجل المامون تاج الخلافہ وجیہ الملک فخرالصنائع ذخر امیرالمومنین عزالاسلام فخرالانام نظام الدین امیر الجیوش سیف الاسلام ناصرالانام کافل قضاۃ المسلمین وہادی دعاۃ المومنین" وزیر ہو کر ابن البطائحی نے بھی اپنا اقتدار بڑھانے میں افضل کی روش اختیار کی آمر کو ناگوار ہوا اور روکنا مامون کو بھی پڑا انہیں دنوں میں مامون کے بھائی موتمن نے بادشاہ سے سکندریہ کی گورنری کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کیا اور وہ علی ابن السلار اور تاج الملوک اور سنار الملک وغیرہ کیساتھ اسکندریہ چلا گیا۔

آنے لگیں یہ بھی سنا گیا کہ وہ اپنے کو امام مختار محمد بن نزار بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کنیز اوس سے حاملہ تھی وہ مصر سے نکل گئی تھی وہ بیٹا جو وہ جنی ہیں ہوں یہ بھی سنا گیا کہ اوسنے ابن نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی دعوت پھیلانے کیلئے بھیجا ہے آمر نے تحقیقات کی غرض سے لوگ یمن کیطرف روانہ کیے ابن اثیر لکھتا ہے کہ مامون نے آمر کے بھائی جعفر کو بھی لکھا تھا کہ اگر تم آمر کو مار ڈالو تو تمکو خلیفہ بنا دیا جائے مگر امیر ابو الحسن بن ابی اسامہ کو یہ بھید معلوم ہو گیا اور اوسنے آمر کو مطلع کر دیا کیونکہ وہ آمر سے خصوصیت رکھتا تھا اور مامون کی ہاتھ سے ایذا بھی اوٹھا چکا تھا یہ حالت دیکھکر آمر نے اون سرداروں کو قاہرہ میں واپس بلا لیا جو مومتن کیساتھ سکندریہ گئے تھے بعد میں مومتن بھی بادشاہ سے اجازت لیکر قاہرہ چلا آیا۔

۴ رمضان ۵۱۹ھ کو لوگ حسب معمول افطاری کی غرض سے قصر شاہی میں حاضر ہوئے مامون اور مومتن بھی آئے بادشاہ نے دونوں کو پکڑ کر محل میں قید کر دیا دوسرے دن دربار کیا مامون کے اور سب حاضرین کے سامنے ایک تحریر پڑھی جن میں دونوں بھائیوں کے جرم اور خطائیں گنوائیں اور پھر قید خانے میں بھیج دیا۔ ابن بطائحی کو قید کر کے آمر نے عہدہ وزارت کو خالی رکھا اور بلادین دہا دین میں سے دو آدمی خراج و زکوٰۃ وغیرہ کی وصولیت اور حساب و کتاب کے لیے مقرر کر دیئے پھر اون کے ظلم کے سبب سے اونکو بھی موقوف کر دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ۵۲۱ھ میں وہ قاصد بھی واپس آئے جو یمن میں استکشاف حال کی غرض سے بھیجے گئے تھے اور مامون کا داعی ابن النجیب بھی لا حاضر کیا گیا اوسوقت آمر نے ابن النجیب مامون اور مومتن تینوں کو قتل کرا دیا ابن اثیر لکھتا ہے کہ مامون کریم عالی حوصلہ اعلی درجہ کا مدبر صاحب الرائے بڑا ہوشیار جنگجو کینہ ور اور سفاک تھا مصر شام و عراق کے خواص و عوام کے حالات سے مطلع رہتا تھا اسکے زمانہ میں جاسوسوں اور غمازوں کی کثرت ہو گئی تھی طرطوشی نے سراج الملوک مامون ہی کے نام پر لکھی ہے مامون ۴۷۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔

مغربیوں سے جنگ ۵۱۷ھ مغرب سے قبیلہ لواتہ کی ایک جمعیت کثیر نے مصر میں آکر فساد اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا اور نہایت بری بری حرکتیں کیں ابن البطائحی نے اون پر چڑھائی کی اور شکست دی بہت سے مارے گئے بہت سے گرفتار ہوئے بقیہ سالانہ خراج دینا منظور کر کے اپنے ملک کو چلے گئے مامون مظفر و منصور قاہرہ سے واپس آیا۔

قضاۃ ابو النجم بدر الحرانی ابو الفضل نعمہ بن بشیر النابلسی المعروف بالجلیس۔ رشید ابو عبد اللہ محمد بن قاسم بن زید الصقلی مسلم بن علی الرسعنی حکم ابو حجاج بن ایوب۔ ابو عبد اللہ محمد بن ہبۃ اللہ بن منیر القیروانی ملقب بہ قاضی الامیر سنار الملک حسینی ہبۃ ملقب بہ شیرینی (یعنی نقل) ایجاد کیا آمر کے زمانہ کے قاضی القضاۃ تھے سنار الملک ربیع الاول ۵۲۶ھ میں حافظ کے عہد میں معزول ہوا۔

آمر کا قتل ہونا ۵۲۴ھ

آمر بہت بلند نظر تھے ہر وقت دل میں عراق پر چڑھائی کرنیکا ارادہ رکھتے تھے اور اس بارہ میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

دع اللوم عنی لست منی بموثق واسقی جیادی من فرات ودجلۃ		فلا بد لی من صدمۃ المتحقق واجمع شمل الدین بعد التفرق	

مگر موقع نہ ملنے سے قاصر رہجاتے تھے ذیل کے دو اشعار بھی آمر کے ہیں

اصبحت لا ارجو ولا اتقی جدی نبی و امامی ابی		الا الٰہی و لہ الفضل ومذہبی التوحید والعدل	

نزاریہ فرقہ کے لوگ مستعلویوں اور اونکے اماموں سے سخت دشمنی رکھتے تھے نزاریہ فرقہ نے حسن صباح کی بدولت بہت کچھ اقتدار حاصل کر لیا تھا اور اونکی حکومت قہستان رودبار۔ الموت اور بعض دیگر علاقوں میں پھیل گئی تھی اور اونکے داعی اور فدائی تمام ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے وہ مدت سے آمر کے قتل کا موقع ڈھونڈھ رہے تھے آخر دس فدائی مصر کے ایک مکان میں جمع ہوئے ایک دن آمر اپنی مقر سیرگاہ جزیرہ کی روضہ سے جو دریائے نیل میں ہے واپس آرہے تھے جب اوس پل کے بیچ میں پہونچے جو روضہ اور قاہرہ کے درمیان ہے جہاں یہ فدائی پہلے ہی سے پہنچکر ٹھہر گئے تھے راستہ تنگ ہونیکی وجہ سے اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو گئے فدائیوں نے فوراً حملہ کیا اور آمر گھر پہنچنے سے پہلے انتقال کر گئے مقریزی لکھتا ہے کہ آمر کریم اور جواد تھے اونکے زمانہ میں لوگ انکے اور انکے حواشی کی کثرت عطا سے کمال عیش و آرام میں بسر کرتے تھے یہانتک کہ مصر و قاہرہ میں کوئی شخص ایسا نہ ملتا تھا جو زمانہ کی شکایت یا افلاس کی شکایت کرے آمر حافظ قرآن تھے۔

سبقت اور ترجیح حاصل تھی۔

آمر کے وفات پر عبدالمجید میمون بن ابوالقاسم محمد بن مستنصر کو حافظ لدین اللہ کے لقب سے سلطنت کا سرپرست بنایا گیا جو از روے سن اور اقرب القرابت ہونیکی وجہ سے اسکا ہر طرح مستحق تھا اور آمر نے وصیت کی تھی کہ میری فلاں بیگم حاملہ ہے مجھے خواب میں معلوم ہوا ہے کہ وہ بیٹا جنیگی وہ لڑکا میرے بعد خلیفہ ہوگا اوس کی کفالت عبدالمجید کرتے رہیں ہزبر الملوک وزیر بنایا جائے اور افضل کا آزاد کردہ غلام سعید باس صاحب الباب (حاجب) مقرر کیا جاوے یہ وصیت نامہ دار الخلافہ میں پڑھکر سنایا گیا اور اوسپر عمل کیا گیا۔

تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آمر لاولد فوت ہوے اور بعد میں جلیلہ بیگم سے پیدا ہوئی تو لڑکی اسی سبب سے حافظ کی بیعت جو سرپرستی یا ولیعہدی کی ہوئی تھی اس وقت امامت کی بیعت سے بدلدی گئی مگر مستعلویہ (بوہروں) کا یہ اعتقاد ہے کہ "آمر لاولد فوت نہیں ہوا بلکہ ایک صاحبزادہ دو سال چند ماہ کا جسکا نام ابوالقاسم طیب تھا چھوڑکر انتقال کیا اور عبدالمجید حافظ بن محمد بن مستنصر باللہ کو ایجنٹ بنایا گیا تھا کہ ظاہری خلافت کا انتظام کرے جب طیب لائق ہوں تو خلافت طیب کو سپرد کردے اسی وجہ سے حافظ خطاب قرار دیا تھا حافظ دو سال تک اسی شرط پر انتظام سلطنت چلاتا رہا پھر اوس کے دل میں آزادی اور ہوا پیدا ہوگئی نیت بدلی اور خود امیر المومنین کا خطاب اختیار کرلیا اس حال کی خبر پہلے سے امام آمر نے اپنا کا بر دعاۃ کو دیدی تھی اور حکم بھی دیا تھا کہ شمس امامت کے ستر میں جانیکا وقت آگیا ہے جب حافظ کی نیت میں فرق دیکھو اوسی وقت میرے فرزند کو لیکر تقیہ اور ستر اختیار کرنا اور ایسا ہی ہوا اب بوہرے اوس امام طیب کے نسل در نسل امام موجود ہر ایک زمانہ میں ہونا واجب سمجھتے ہیں اور یہی انکے اعتقاد میں داخل ہے[1]۔

سنہ ۵۲۴ھ (۱۱) عبدالمجید میمون حافظ الدین اللہ سنہ ۵۴۴ھ

مختصر حالات | ابوعلی احمد بن افضل وزیر بنایا گیا جسنے تمام امور سلطنت پر قبضہ کرلیا

[1] یہ مضمون ہمکو شہر سورت سے ضیاءالدین صاحب بوہرے نے اپنے ۱۱ رجون ۱۹۱۲ء کی خط میں لکھا مولف [2] انکے والد
[illegible]

حافظ صرف اسم بے معنی رہ گیا نظر بندی میں بسر کرتا تھا احمد بڑا پکا امامی تھا اور بروایت قرمانی حافظ
نے بھی مذہب امامی کا اظہار کر دیا تھا وزیر نے بارہویں امام محمد بن حسن عسکری کی نام کا سکہ و خطبہ جاری
کر دیا اسمعیل بن جعفر اور حافظ کا نام نکالڈالا حافظ کی نظر بندی کے سبب اسماعیلی وزیر کے قتل کی درپے
ہوئے حافظ بھی اس سازش میں شریک ہوگئے اور ۱۵ محرم ۵۲۶ھ کو ایک اقربی سے احمد کو قتل کرا دیا
ابن خلکان لکھتا ہے کہ احمد اعلیٰ درجہ کا منتظم تھا اسنے نہایت خوبی سے سلطنت کی حافظ نظر بندی سے نکلکر
احمد کے محل میں آئے اور اوسکا تمام مال و اسباب اپنے قصر میں لے آئے اور ابو الفتح یانس کو اپنا وزیر بناکر
سیف الاسلام ناصر الجیوش خطاب دیا اسنے بھی حافظ کو شاہ شطرنج بنا دیکھا حافظ نے ناراض ہوکر ۲۴ ذیحجہ
۵۲۶ھ کو زہر سے ہلاک کرا دیا پھر دو سال تک کسیکو وزیر نہ بنایا خود نہایت خوبی سے انتظام سلطنت کرتے
رہے ۵۲۶ھ میں حافظ نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو وزیر و ولیعہد بنایا اور جب وہ دو ماہ بعد مر گیا تو
منجھلے بیٹے حیدر کو ولیعہد و وزیر مقرر کیا اسپر چھوٹے بیٹے حسن نے ہنگامہ برپا کر دیا لڑائی ہوئی۔
پانچ ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے اور حافظ حسن کو وزیر و ولیعہد بنانے پر مجبور ہوئے حسن نے وزیر ہوکر
تمام امور سلطنت پر قبضہ کر لیا حسن بڑا سفاک تھا اسنے بڑے بڑے مصری امیر ونکو ہلاک کرایا چالیس
تو ایک ہی رات کو قتل کرائے تھے اوسکی ظلم سے تنگ آکر بقیہ امیروں نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ حسن کو ہمارے حوالہ
کر دیجیے کہ ہم اوسے قتل کریں ناچار بادشاہ نے اوسے زہر سے ہلاک کرا یا (۵۲۹ھ)

حسن کے بعد حافظ نے ارمنی نصرانی امیر تاج الدولہ بہرام کو وزیر بنایا جسنے نصرانیونکو مسلمان پر
سبقت دی امیر رضوان بن ولخشی صاحب الباب جو سنی تھا اوس کی حرکتوں سے جلتا تھا بہرام نے
اوسے ایک دور کے علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجدیا رضوان نے وہیں سے ایک فوج جمع کرکے قاہرہ پر چڑھائی
کی بہرام اسوان کیطرف بھاگ گیا (۵۳۱ھ رضوان کا بھائی اوحد جو امامیہ اثنا عشری تھا)
فوج لیکر گیا بہرام کو امان دیکر ساتھ لے آیا حافظ نے اوسے قصر میں نظر بند کر دیا یہاں اوسنے رہبانیت
اختیار کی تو حافظ نے اوسے رہا کر دیا۔ رضوان وزیر ہوا اور اپنا اقتدار بڑھا کر حافظ کو تخت سے
اوتار دینا چاہا حافظ کو خبر ہوگئی منادی کرا دی کہ لوگ رضوان پر ٹوٹ پڑیں لوگوں نے اوسکا گھر

اوس کے ساتھ تھا اور صرخد کے حاکم امین الدولہ گمشتگین سے مدد لیکر ۵۳۲ھ میں مصر پر چڑھائی
کی اور باب نصر کے قریب مصریونکو شکست دی تین دن وہیں قیام کیا اس عرصہ میں اوسکے بہت سے
ساتھی اوس سے جدا ہوگئے شام کو واپس جانیوالا تھا کہ حاکم نے امان دیکر بلالیا اور اپنے قصر میں قید کر دیا
اور اوسکے اہل وعیال کو بھی اوسکے پاس بلالیا مگر ۵۴۳ھ میں رضوان قید سے نکل جیزہ کیطرف
بھاگ گیا اور مغربیوں کی ایک جماعت اکٹھے کرکے قاہرہ پر حملہ کیا اور مصریونکو شکست دیکر قاہرہ
میں داخل ہوگیا۔ حافظ نے سودانیونکی ایک جماعت کثیر بھیجکر رضوان کو قتل کرادیا اسکے بعد پھر کسیکو
وزیر نہ بنایا ۵۴۴ھ میں حافظ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۹ سال ۷ ماہ حکومت کرکے انتقال کیا اوکی
تمام عمر وزیروں کی محکومیت ہی میں گذری جو کچھ وہ چاہتے تھے کرالیتے تھے مقریزی لکھتا ہے کہ حافظ۔
حازم۔ سیوس۔ کثیر المدارات۔ عارف اور علم نجوم کے شایق تھے حلم اسپر غالب تھا حافظ کو قولنج
بہت ہوتا رہتا تھا اسلیے طبیب شیرویہ دیلمی نے ایک طبل بنایا تھا جسکی خاصیت تھی کہ اوسکو بجانے
سے ریح خارج ہوجاتی تھی اور اس سبب سے قولنج کو فائدہ کرتا تھا یہ طبل ان علویوں بادشاہوں کے
خزانہ میں رہا یہانتک کہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا اور اوسنے انجانی میں اوسے توڑ ڈالا۔

حافظ کے بعد اون کے صاحبزادے ابو منصور اسماعیل ظافر بامر اللہ کے لقب سے موافق
اپنے والد کی وصیت کے بادشاہ ہوئے۔

وزارت

آمر نے جب افضل کو قتل کرایا تھا تو اوسکے سب بیٹوں کو قید کردیا تھا اور پھر سوائے
ابو علی احمد کے جسے قید ہی رکھا باقی سب کو قتل کرادیا تھا جب عبد المجید کی بطور ریجنٹ کی بیعت
ہوئی اور ہزبر الملوک کو وزیر بنایا گیا تو لشکریوں نے اوس کی وزارت کو منظور نہ کیا اور اس
مخالفت میں فوج کے سردار رضوان بن ولخشی نے بڑا زور لگایا ادھر ابو علی احمد کو جو قصر
میں مقید تھا ہزبر کے مدمقابل برغش عادل نے ہزبر سے حسد کرکے بغاوت پر آمادہ کیا
اور اوسکے لیے خروج کی راہ نکالدی پس ابو علی نے خروج کیا لشکری اوسکے ساتھ ہوگئے اور
غل مچایا کہ یہ وزیر ابن الوزیر ہے یہی وزیر ہوگا حافظ نے مجبور ہوکر ہزبر الملوک کو
معزول اور پھر قتل کرادیا اور ۱۶ ذیقعدہ ۵۲۴ھ کو ابو علی کو وزیر بنا لیا اور وہ بانی

روک دیا سوا ایسے شخص کے جسے وہ چاہتا کسیکو بادشاہ کے پاس جانے نہ دیتا سلطنت کے تمام ذخیرے اور بادشاہ کے قصر کا مال اپنے گھر لے گیا ابن خلکان لکھتا ہے کہ ابو علی احمد نے جسکا لقب الکتیفات تھا بہت اچھا انتظام کیا اور نہایت خوبی سے حکومت کی۔

ابو علی بڑا پکا امامی تھا امامیوں کے مشورہ سے اُسنے آخری بارھویں امام حضرت قائم منتظر کی دعوت قائم کردی اور درہم و دینار اون جناب کی نام سے مسکوک کرائے اون پر اللہ الصمد الامام محمد نقش کرایا اور منبر و نیز دعاؤں میں اسمٰعیل بن جعفر کا نام اور حافظ کا ذکر کالدالا حافظ اور اوسکے اہلبیت سے رفض کیا اور اپنے لیے بڑے بھاری القاب مقرر کیے جو منبر و نیز ذکر کیے جاتے اور فرمانوں میں لکھے جاتے تھے خطبہ میں حافظ کا نام نہ لیا جاتا تھا بلکہ ابو علی احمد بن افضل کا نام مع اوسکے تمام القابوں کے لیا جاتا تھا

وہ القاب یہ تھے السید الافضل الاجل سید ممالیک ارباب الدول والمحامی عن حوزۃ الدین وناشر جناح العدل علی المسلمین الاقربین والابعدین ناصر امام الحق فی حالتی غیبتہ وظہورہ والقائم بنصرتہ بماضی سیفہ وصائب رائہ وتدبیرہ امین اللہ علی عبادہ وھادی القضاۃ فی اتباع شرع الحق واعتمادہ ومرشد دعاۃ المومنین بواضح بیانہ وارشادہ مولی النعم ورافع الجور عن الامم ومالک فضیلتی السیف والقلم ابو علی احمد بن السید الاجل الافضل شاہنشاہ امیر الجیوش ۱۵ محرم ۵۲۶ھ تک وزیر ابو علی کا یہی دور دورہ رہا۔

ابن خلدون لکھتا ہے کہ ابو علی نے اپنے بھائیوں کے انتقام میں جو آمر نے قتل کرادیے تھے حافظ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اسپر قادر نہ ہوسکا چونکہ اسنے حافظ کو نظر بند کر رکھا تھا اس سبب سے طرفداران اسماعیلیہ اور ممالیک خلفا اس سے ناراض ہوگئے اور اوسکے قتل کے درپے ہوئے حافظ قیدی کی حالت میں اس سازش میں شریک تھا حافظ کے ایک شخص یانس نامی نے کتامہ وغیرہ کے لشکریوں کو بھی اس سازش میں شریک کرلیا اور کچھ لشکری ابو علی کی تاک میں شہر کے باہر بیٹھ گئے اون میں مملوک افرنجی بھی تھا اور ۱۵ محرم ۵۲۶ھ کو جب ابو علی اپنے

ابوعلی کو قتل کر ڈالا اور سر اوتار لیا اب حافظ کو نظر بندی سے نکالکر از سر نو خلافت کی بیعت کیگئی کیونکہ پہلی بیعت ولیعہدی کی کیگئی تھی۔ ابوعلی کا گھر لوٹ لیا گیا اسمیں سے بچا مال و اسباب نکلا پھر حافظ خود ملازمونکی ساتھ سوار ہوکر اوسکے گھر گئے اور جو کچھ بچا تھا سب قصر میں لے آئے۔

خلیفہ ہوتے ہی حافظ نے ابوالفتح یانس کو جو حافظی کہلاتا تھا اپنا وزیر بنا کر امیر السعید سیف الاسلام ناصر الجیوش خطاب دیا مورخین نے یانس کو عظیم الہمت بعید الغور کثیر الشر شدید الہیبت لکھا ہے بڑا عقلمند دوربین اور قوانین دولت سے واقف تھا اسنے بھی حافظ کو شاہ شطرنج بنا دیا یہانتک کہ خلیفہ نے ایک بڑے خواص سے ناراض ہوکر خلیفہ کی اجازت بغیر اوسکو قصر شاہی سے پکڑ کر گردن مروا دیا اور پھر بادشاہ کے پانچ سو خواصوں میں سے تین سو سے زیادہ قتل کرا دیے کیونکہ اوسے اندیشہ تھا کہ مثل ابوعلی کے مجھے بھی قتل نہ کر ڈالیں اسکے بعد قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ ابوالفخر اور ابوالفتح بن قادرس کو بھی قتل کرا دیا بادشاہ کو ایک تو ان مقتولین کا صدمہ ہوا دوسرے اس کی اس اقتدار اور خود مختاری کو دیکھکر اپنی جان کا اندیشہ ہوا اسلیئے اوسکے تخریب کی درپے ہوگئے یانس اڑتی چڑیا کو پہچانتا تھا سمجھ گیا حافظ سے احتیاط کرنیلگا بادشاہ کے پاس کچھ کھاتا پیتا نہ تھا مگر حافظ نے یہ ترکیب کی کہ یانس کے فراش سے اوسکے پاکخانہ میں زہر ملا ہوا پانی رکھوا دیا جس سے طہارت کرنیسے بروایت مقریزی یانس کی دُبر ایسی وسیع اور فراخ ہوگئی کہ وہ اُٹھ بیٹھ نہ سکتا تھا اور بروایت ابن اثیر اوسکی دُبر میں کیڑے پیدا ہوگئے جسکا علاج طبیبوں نے یہ کیا کہ اوس مقام پر تازہ گوشت رکھ دیا جاتا تھا کیڑے اوس گوشت سے چمٹ جاتے تھے اور اوسی اوٹھنے اور چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی اسی طرح وہ گوشت بار بار بدلا جاتا تھا اور اوسکی جگہ تازہ گوشت رکھا جاتا تھا اسی علاج سے وہ تندرستی کے قریب ہوچکا تھا حافظ کو جب معلوم ہوا کہ اب اچھا ہوا چاہتا ہے اور یہ بھی سن چکا تھا کہ اگر حرکت کریگا تو مر جائیگا ایک دن عیادت کے بہانہ اوسکے گھر آئے یانس نے اوٹھکر تعظیم دی اور خدمت گذاری میں چلنے پھرنے لگا حافظ بہت دیر تک بیٹھکر چلے آئے اور یانس اوسی رات کو ۲۶ ذی الحجہ ۵۲۶ھ کو مر گیا کیونکہ اوسکی انتڑیاں نکل پڑی تھیں اوسکے دو بیٹے تھے حافظ نے اونکی کفالت کی۔

یانس کے بعد دو سال تک حافظ نے کسیکو وزیر نہ بنایا ۵۲۸ھ میں اپنے بڑے بیٹے

چھوٹے بیٹے حسن نے جمعیت اکٹھے کرکے ہنگامہ برپا کردیا لڑائی ہوئی جس میں پانچ ہزار سے زیادہ آدمی
مارے گئے جس سے دولت فاطمیہ کو اول صدمہ پہونچا آخر حسن ظفرمند ہوا اسنے اوباشونکو جو ہمیشہ
اوسکے ساتھ رہتے تھے اپنا مقرب بنایا اور حافظ اور رشیدہ کو ضرر پہونچانیکے درپے ہوا دونوں کہیں غائب
ہوگئے ان کی تلاش میں اوباشوں نے قصر کی ہتک حرمت کی ناچار بادشاہ کو بھی کرتے بن پڑی
کہ حسن سے صلح و مدارا کرلے اور اوسے اپنا ولیعہد و وزیر قرار دے غرض حسن وزیر بنگیا اور تمام
امور سلطنت پر حاوی ہوگیا اور حافظ کو بالکل بے اختیار کردیا یہ بڑا سفاک تھا اسنے اعیان بلاد میں
سے بڑے بڑے مصری امیرونکو ہلاک کیا کہتے ہیں کہ چالیس تو ایک ہی رات میں ہلاک کئے تھے۔
ابن اثیر کہتا ہے کہ حسن نے حافظ کے اشارہ سے ہلاک کرائے تھے کیونکہ حافظ ان سے اس سبب سے
دشمنی رکھتے تھے کہ انھوں نے ابو علی بن افضل کا ساتھ دیا تھا بادشاہ چاہتے تھے کہ وہ قتل بھی
ہوجائیں اور اپنا نام بھی نہ ہو حسن کے ظلم سے تنگ آکر بقیہ امیروں اور فوجی لوگوں نے حافظ کو
خلع کرنے اور حسن سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دل اور ایک جان ہوکر دس ہزار سوار
پیادے دونوں قصرونکے درمیان آموجود ہوئے حسن اونکا مقابلہ نہ کرسکا بادشاہ کے محل میں آکر
پناہ لی اونھوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ حسن کو ہمارے حوالہ کیجیے تاکہ ہم اوسے قتل کر ڈالیں
ورنہ ہم تمھیں اور اوسے دونونکو قتل کر ڈالینگے حافظ نے اونھیں اوس کی قتل سے باز رکھنے کیلیے
بہت کچھ لالچ دیا مگر وہ نہ ملے حافظ نے حسن کا تلوار سے قتل ہونا گوارا نہ کیا اوسکے دو طبیب خاص
تھے ایک یہودی جسکا نام ابو منصور تھا اور دوسرا بروایت ابن اثیر مسلمان اور بروایت
مقریزی نصرانی جسکا نام ابن قرفہ تھا اول ابو منصور سے کہا کہ ہم حسن کو زہر سے ہلاک کرانا
چاہتے ہیں اوسنے کہا میں اس قسم کا زہر نہیں جانتا میں تو صرف جوشاندے خیساندے آب جو اور
اسی قسم کی دوائیں جانتا ہوں پھر ابن قرفہ کو بلاکر اوس سے بھی یہی فرمائش کی اوسنے کچھ ایسا
بنا کردیا کہ حسن پیتے ہی (۲۰ رجادی الآخر ۵۲۹ھ کو) ہلاک ہوگیا پس حافظ نے بلوائیونکو
کہلا بھیجا کہ حسن مرگیا اور اون کے درخواست پر اوس کی لاش بھی اونکو دکھادی اوسکو شبہ ہوا
کہ کہیں کوئی چالاکی نہ کی گئی ہو اوسکے پاؤں کی رگیں کاٹ کر دیکھا خون نہ نکلا اوسوقت انکا

ہجو لکھی تھی۔

اس کے بعد بادشاہ نے بروایت مقریزی ابن قرفہ کو مروا دیا اور اوسکا تمام مالی ومتاع ابو منصور کو دیدیا اور اوسکو رئیس الاطبا بنا دیا۔ اور بروایت ابن اثیر حکم دیا کہ اپنا تمام مال ومتاع لیکر ہمارے پاس سے نکلجاؤ اور ابو منصور سے کہا کہ تم قطعی حسن کے مارنیکے واسطے زہر دیسکتے تھے مگر تم عقلمند ہو تم ہمارے محل میں رہا کرو یہ ۵۲۹ھ کا واقعہ ہے۔

حسن کے بعد تاج الدولہ بہرام وزیر بنایا گیا اوس سے ۵۳۱ھ میں رضوان نے وزارت چھین لی رضوان ۵۴۳ھ میں قتل کرا دیا گیا اسکے بعد حافظ نے مرتے دم تک کسیکو وزیر نہ بنایا۔

قضارت

حافظ کے زمانہ میں ۹ قاضی القضاۃ ہوئے ابن المیسر محمد بن ہبۃ اللہ۔ ابو الفخر صالح بن عبد اللہ۔ سراج الدین نجم بن جعفر۔ ابن المیسر محمد دوبارہ۔ اعز ابو المکارم۔ احمد بن عبد الرحمن حکم آمری۔ فخر الامنا ہبۃ اللہ بن حسین الانصاری المکنی بہ ابن الارزق ابو الطاہر اسمٰعیل بن سلامہ انصاری۔ ابو الفضل یونس بن محمد بن حسن مقدسی جو ظافر کے عہد میں ۵۴۴ھ میں معزول ہوا

۵۴۴ھ (۱۲) ابو منصور اسمٰعیل ظافر بامر اللہ ۵۴۹ھ

۱۷ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے اس زمانہ میں خلفائے مصر کی جو حالت تھی اوسکا ابن اثیر نے اسطرح دلچسپ نقشہ اوتارا ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس کا نقشہ نہ تھا مصر میں وزارت اوسکی تھی جسکے بازو میں زور تھا خلیفہ بےبس تھے کچھ قدرت نہ رکھتے تھے وزیر بادشاہی کرتے تھے افضل کے بعد مصر میں جو کوئی وزیر ہوا وہ بغیر جنگ وجدل اور کشت وخون کے قلمدان وزارت پر قابض نہیں ہوا"

فائز نے تخت نشین ہو کر نجم الدین ابو الفتح سلیم بن محمد بن مصال کو وزیر بنایا اسے وزارت سنبھالے ہوئے چالیس دن سے کچھ زیادہ ہوئے تھے کہ سکندریہ کے گورنر ابن السلار نے چڑھائی کر کے اوسے شکست دی ابن مصال مارا گیا ابن السلار نے بادشاہ سے وزارت[1]

---

[1] اسے وزیر نے اسامہ کو نور الدین محمود بادشاہ شام کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا ۱۲

حاصل کرکے ملک العادل خطاب پایا اور سلطنت کے سیاہ وسفید کا مختار ہوگیا ابن السلار کو اوسکو سوتیلے بیٹے عباس نے ۶ محرم ۵۴۸ھ/۱۱۵۳ء کو قتل کرادیا اور خود وزیر بنگیا خلیفہ کو اپنے محل کے چار دیواری کے باہر کچھ اختیار نہ تھا اسامہ کی تاریخ میں زوال کے ایسے ہی آثار کی تصویر نظر آتی ہے جو اوسنے بیت المقدس کی سلطنت میں دیکھی تھی۔ بغاوتیں۔ رقابتیں۔ سازشیں۔ دھڑا بندیاں سا اور بدعملی جسنے قاہرہ کی زمین کو میدان جنگ بنا رکھا تھا یہ سب باتیں باآواز بلند پکار رہی تھیں کہ اب زمانہ قریب ہے اب تک مصریوں نے جوں توں کرکے عسقلان اپنے قبضہ میں رکھا تھا مگر ابن السلار کے مارے جانے پر جو شورشیں مصر میں برپا ہوئیں اونسے مجاہدین صلیبی کو اس مشہور شہر کو فتح کرلینے کا موقع مل گیا۔

محرم ۵۴۹ھ/۱۱۵۴ء میں نصر بن عباس نے جس سے ظافر کمال محبت کرتا تھا ظافر کو دعوت کی بہانہ اپنے مکان میں بلاکر قتل کرادیا اور اپنے بیٹے کو بری کرنیکے خیال سے ظافر کی بھائیوں جبریل اور یوسف کو اور حسن بن حافظ کے بیٹے کو خلیفہ کے قتل کے جھوٹے الزام میں قتل کرادیا۔ اور ظافر کے کمسن بیٹے ابو القاسم عیسیٰ کو الفائز بنصر اللہ کے لقب سے تخت پر بٹھادیا اور خود مطلق العنان بادشاہ کیطرح حکومت کرنیلگا۔

ظافر نے کئی اوقاف مقرر کئے تھے اون میں سے وہ وقف جو مسجد ظافری کی گزارہ کے لیئے تھا بہت مشہور ہے ظافر نے خزانۃ البنود کے نام سے ایک میگزین بھی قائم کیا تھا جہاں تین ہزار ماہر کاریگر ہتھیار اور جنگی کلیں وغیرہ بنایا کرتے تھے۔

وزارت ملک العادل مظفر ابو الحسن علی سیف الدین ابن السلار سکندریہ کا گورنر تھا اوسنے اپنے چچا کی بیٹی بلارہ سے نکاح کرلیا تھا بلارہ کا بیٹا عباس جو اوسکے پہلے شوہر ابو الفتوح بن یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی سے تھا اس نکاح کیوقت شیرخوار تھا عباس جوان ہوا تو حافظ کے پاس آکر علاقہ غربیہ کا گورنر مقرر ہوا تھا ظاہر خلیفہ ہوا اور ابن مصال کو وزیر بنایا تو عادل کو ناگوار گذرا اور عباس کو ملاکر اوسکے معزولی کی کوشش

ابن مصال سے لڑنے کو روانہ کیا جسنے شکست دیکر ابن عباس کو قتل کرڈالا اور ۲۳ رمضان ۵۴۴ھ کو اُسکا سر لے کر قاہرہ کی طرف مراجعت کی اب عادل نے تمام امور سلطنت پر قبضہ کرلیا اوسکے حکم کے آگے خلیفہ کے حکم کی کوئی حقیقت نہ رہی خلیفہ اوس سے متوحش اور رنج رہتے تھے عادل نصیحت اور خدمت میں مبالغہ کرتا تھا اور بادشاہ کے حراست کیلیئے پیادے مقرر کررکھے تھے خلیفہ کے غلامان خاص نے یہ حالت دیکھکر عادل کے قتل کا ارادہ کیا عادل کو بھی خبر لگ گئی اوسنے اونکے سردارونکو پکڑکر قید کردیا اور اونکی ایک جماعت کو قتل کرڈالا بہت سے اون میں سے بھاگ گئے پس خلیفہ عادل کو ان امور سے روک نہ سکے مگر کمال صدمہ ہوا اور عادل سے ناراض بہت ہوئے عباس خلیفہ کا دوست تھا ہر طرح تسلی وتشفی کرتا رہتا اور طرح طرح کی ترکیبیں بتاتا رہتا تھا عباس کا بیٹا نصر ظافر کیساتھ خصوصیت رکھتا تھا خلیفہ کا مقرب خاص تھا خلیفہ کو ایک آن اوس کی مفارقت گوارا نہ تھی اور اس قدر محبت کرتا تھا کہ لوگ خلیفہ کو اوسکی ساتھ متہم کرینگے لہذا عادل نے بحیثیت پدری عباس سے کہا کہ اپنے بیٹے نصر کو خلیفہ کے ساتھ مخالطت سے روکو مگر نصر باز نہ آیا اسپر عادل نے اوسکی دادی کو جو عادل کی منکوحہ تھی حکم دیا کہ نصر کو گھر میں نہ گھسنے دے نصر اور عباس کو یہ امر شاق گذرا اور عادل سے جلنے لگے پس خلیفہ اور عباس و عباس کی دوست موید الدولہ امیر اُسامہ بن منقذ نے جو امرائے شیزر سے تھا اور اس وقت ظافر کے پاس آیا ہوا تھا آپس میں عادل کے قتل کرنیکا منصوبہ کیا اُسامہ نے اس معاملہ میں بہت ہی تحریک کی انہیں دنوں میں عادل نے عباس کو ایک فوج کیساتھ عسقلان پر فرنگیوں سے جنگ کرنے روانہ کیا عباس بلبیس کیطرف چلا اور اپنے بیٹے نصر کو وصیت کرگیا کہ عادل کو کسی ترکیب سے قتل کرڈالے پس نصر کچھ آدمیونکے ساتھ اپنے دادی کے گھر آیا جہاں عادل سوتا تھا اور اندر جاکر عادل پر وار کیا جو کاری لگا اور وہ واپس اپنے ساتھیونکے پاس چلا آیا اور سب نے گھسکر عادل کو قتل کرڈالا (۶ محرم ۵۴۸ھ) اور سر ظافر کے پاس لا حاضر کیا یہ خبر سنکر عباس فوج لیئے ہوئے بلبیس ہی سے واپس چلا آیا اور ظافر نے اوسے وزیر بنالیا۔

اسی اثنا میں مدد نہ پہونچنے سے اہل عسقلان نے طولانی محاصرہ کے بعد مایوس ہو کر شہر عیسائیوں کے حوالہ کردیا اور اسی سال فرنگیوں کے کشتیوں نے آکر مصر کی شہر تنیس کو لوٹ لیا۔

[illegible] چونکہ بری سزائیں دیتا تھا۔ ارباب عقل وصلاح کیطرف مائل تھا قاہرہ میں بہت
سی مسجدیں اسکی بنوائی ہوئی ہیں بلبیس میں بھی اسنے ایک مسجد بنوائی تھی اسکا باپ سلار سقمان بن ارتق
صاحب قدس کے اصحاب سے تھا جب افضل نے سقمان سے بیت المقدس کو چھین لیا تو اوسکی فوج کی کچھ
لوگ جو بیت المقدس میں تھے اپنی ہاں بھرتی کر لیئے انہیں میں عادل کا باپ سلار بھی تھا جسے افضل نے خدمت
خاص میں رکھا اور سیف الدولہ خطاب دیا اور اوس کے بیٹے علی عادل کی تربیت کی اور اوسکو
مرتبہ اعلی پر پہونچایا۔

سنہ ۵۴۸ھ کے آخر میں فرنگیوں نے عسقلان پر حملہ کیا تو عادل نے اونکی رکھنے اور عسقلان کو مدد
اور رسد پہونچانے میں کمال کوشش کی اور ہر وقت کمک و رسد پہونچاتا رہا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا عادل کی انتقال
کرتے ہی فرنگیوں نے عسقلان فتح کر لیا اس سے سلطنت اور بھی ضعیف ہو گئی کیونکہ عسقلان ایک بہت بڑا
مستحکم اور آباد شہر تھا مقدسی لکھتا ہے کہ عسقلان سمندر کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے غلہ اور میوہ
بہت پیدا ہوتا ہے بزازوں کے بازار میں مسجد ہے جو سنگ مرمر کی نہایت خوشنما اور مضبوط بنی ہوئی ہے۔
یہاں انسان آرام وآسایش سے زندگی گذار سکتا ہے بازار اچھے ہیں اور شہر کے گرد کا نظارہ نہایت
دلکش ہے،، اسکے عہد وزارت میں نور الدین محمود زنگی کو عروج حاصل ہوا جسنے مجیر الدین ایبک سے
دمشق لے لیا اور اسکے بعد یہاں تک نوبت پہونچی کہ خلفائے فاطمیہ سے مصر بھی چھین لیا گیا جیسا
آگے بیان کیا جائے گا۔

عباس کا بیٹا ناصر الدین نصر خلیفہ کا ایسا ندیم تھا کہ اوسکا ایک ساعت کا فراق بھی گوارا نہ تھا
اتفاق یہ ہوا کہ ابن السلار کے عہد وزارت میں امیر اسامہ موید الدولہ کنانی شام سے مصر میں آیا اور عباس
سے گستخ ہو گیا اور اوسے ابن السلار کی قتل پر تحریص کر کے ابن السلار کو قتل کرا دیا اور عباس وزیر
اور سلطنت کے تمام امور پر حاوی ہو گیا لیکن امیر ملل اور خوجیونکو ثابت ہو گیا کہ یہ امر اسامہ بن
منقذ کی کارستانی سے ہوا ہے اور وہ اسامہ کی قتل کے درپے ہو گئے اب اسامہ ایک چال چلا اور وہ
یہ تھی کہ عباس سے خلوت میں کہا کہ تم ایسے ایسے بری باتو پر جو لوگونسے سنی جاتی ہیں کسطرح صبر کرتے
ہو عباس نے کہا وہ کیا باتیں ہیں اسامہ نے کہا کہ لوگونکا خیال ہے کہ نصر خلیفہ سے لواطت کراتا ہے اور

[illegible]

سبب اس بدگمانی کے پیدا کرنیکا یہ ہوا کہ نصر کمال خوبصورت تھا دن رات خلیفہ کی پاس رہتا تھا اور بادشاہ اس سے کمال محبت رکھتا تھا یہ سنکر عباس کو کمال صدمہ ہوا اور پوچھا کہ پھر کیا تدبیر کیجائی اُسامہ نے کہا کہ اگر ظافر کو قتل کر دوگے تو یہ بدنامی دور ہو جائے گی مقریزی وغیرہ نے یہ بھی لکھا ہی کہ ظافر نے نصر کو قریہ قلیوب جاگیر میں دیا تھا اُسامہ ایسے وقت نصر کے پاس پہونچا جبکہ وہ عباس کی پاس بیٹھا تھا نصر نے خوش ہو کر کہا کہ مجھے میرے آقا نے قریہ قلیوب جاگیر میں دیا ہی اُسامہ نی کہا یہ تو تمھارے لئے بہت تھوڑا مہر ہی یہ کلمہ عباس اور نصر دونوں کو کمال ناگوار گذرا اور عباس اس عار کو مٹانیکے لئے ظافر کے قتل کی تدبیریں کرنے لگا اور نصر کو حکم دیا کہ ظافر سے جا کر کہو کہ ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ آج حضور خادم ہی کے غریب خانہ پر ماحضر تناول فرمائیں مگر زیادہ ہجوم آدمیوں کا نہ ہو ظافر کو نصر کی خاطر بہت منظور تھی رات کو پیدل ہی صرف تھوڑے ملازموں کی ہمراہ اوسکے گھر چلے آئے گھر میں گھسنا تھا کہ مع اپنی ہمراہیوں کی قتل کر دیئے گئے (محرم ۵۴۹ھ) مگر ایک خادم صغیر نظر بچا کر بھاگ گیا جسے کسی نے نہ دیکھا اور جس سے بعد میں سارا بھید معلوم ہوا مقتولین نصر ہی کی گھر میں راتوں رات دفن کر دیئے گئے نصر نے عباس کو اس تمام کارروائی کی اطلاع دی پس صبح کو عباس ظافر کے قصر پر آیا اور خاصوں سے کہا کہ حضور سے مجھے اندر آنیکی اجازت دلوا دو

بقیہ حاشیہ ص ۲۰۱ - میں مزا آتا تھا اس قصہ کا موجد معلوم ہوتا ہی نوجوان ہم عمروں میں اکثر ایسا ارتباط دیکھا جاتا ہی کہ بغیر اس قسم کی غرض فاسد کی اون میں ایسی محبت پیدا ہو جاتی ہی کہ ایک دوسرے کی لحہ بھر کی جدائی نہایت شاق گذرتی ہی ضرور یہ کہانی اسامہ نے گڑھی اور بنی فاطمہ کی دشمنوں نے اوسکی اشاعت میں زور لگایا - قرمانی لکھتا ہی کہ چونکہ ظافر نصر سے بہت محبت کرتا تھا اور وہ اوسکی جدائی اوسکو گوارا نہ تھی اس سبب سے اکثر امیر اوس سے حسد کرنے لگے تھے اس سبب وزیر عباس کو اپنی جان اپنی بیٹے کی جان کا خوف ہوا اور ظافر کو اوسکے بیٹے کیساتھ لواطت کرنیکا الزام لگا کر قتل کرا دیا مقریزی لکھتا ہی کہ امرائے سلطنت عباس سے اس سبب سے ڈرتے اور بغض اور نفرت کرتے تھے اور اوسکی قتل کی درپے ہو گئے تھے کہ اوسنے اُسامہ بن منقذ کو اپنا مقرب بنلیا تھا جسنے عباس کو ابن السلار کی قتل پر ترغیب دی تھی اور اُس امر میں خلیفہ ظافر سے گفتگو کی تھی اُسامہ کو یہ خبر کھل گئی تو اوسنے عباس کو ملامت کی اور کہا کہ نصر کو خلیفہ سے علیحدہ رکھو لوگ تمھارے بیٹے کو بادشاہ کیساتھ عیب لگاتے ہیں بادشاہ تمھاری بیٹے سے لواطت کرتا ہی تمھیں شرم نہیں آتی اودھر خود عباس کو نصر کیطرف سے خوف ہوا کہ اسکو بادشاہ سے محبت ہی کہیں بادشاہ کی کہنے میں آ کے مجھے قتل نہ کر ڈالے جس طرح ابن السلار کو قتل

ایک نہایت ضروری معاملہ میں حضور سے رائے لینی ہے خادموں نے خوابگاہ میں اور پھر قصر میں تلاش کیا خلیفہ کا کہیں پتہ نہ ملا اور عباس سے آکر کہا کہ حضور قصر میں تشریف نہیں رکھتے عباس نے کہا تو مجھے حضور سے ملنا ضروری ہے اور اس اصرار سے منشا یہ تھا کہ کسیکو خلیفہ کے قتل کا اوسپر گمان ہی نہو اور قصر کے ہر ایسے شخص کو جو بعد میں مدعی خلافت ہو اور میرے مقرر کردہ خلیفہ سے منازعت کرے بہانہ رکھ کر قتل کر ڈالے پس جب اونسے ان نوکروں نے آگے بہت ہی الحاح کیا اور وہ حیران تھے کہ خلیفہ کو کہاں ڈھونڈیں اور اصل واقعہ کی اونکو خبر نہ تھی ناگہاں وہ خادم صغیر جو خلیفہ کو قتل ہوتے ہوئے دیکھ آیا تھا آگیا۔ اور اونکو ظافر کے قتل ہونے کی خبر دی اور عباس سے کہا کہ اپنے بیٹے سے دریافت کرو اوسے معلوم ہے کہ خلیفہ کہاں ہیں کیونکہ کل شب کو وہ اوسی کے ساتھ تشریف لے گئے تھے خادموں سے یہ سنکر عباس نے کہا کہ میں قصر دیکھنا چاہتا ہوں کہیں اونکے کنبہ والوں میں سے کسی نے اونکو ہلاک نہ کر ڈالا ہو پس قصر میں گھسکر ظافر کے دو بھائیوں جبریل اور یوسف اور نیز حسن بن حافظ کے بیٹے کو قتل کر ڈالا کہ انھوں نے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور ظافر کے بیٹے ابوالقاسم عیسیٰ کو جو اسوقت صرف ۵ سال کا تھا اپنے کندھے پر بٹھا کر باہر لایا اور فائز بنصر اللہ کے لقب سے تخت پر بٹھا دیا لوگوں نے فائز کی بیعت کر لی اور عباس قصر میں سے تمام مال و جواہر اور نفیس چیزیں نکال لیگیا صرف ناکارہ چیزیں چھوڑ دیں محل سے نکلتے ہوئے فائز اپنے چچاؤں کی لاشوں کو دیکھکر ایسا ڈرے کہ باقی تمام عمر عارضہ صرع میں مبتلا رہے۔

قضات ظافر کے عہد کے قاضی القضاۃ یہ ہیں۔ ابو الفضل یونس۔ عبدالمحسن بن محمد بن سکرم۔ ابوالمنجم بدر بن غالی۔ ابو المعالی مجلی بن جمیع الشافعی۔ مفضل ابوالقاسم جلال الدین ہبۃ اللہ بن کامل۔ اعز ابو محمد حسن بن علی بن سلامہ۔ ابوالفتح عبدالجبار بن اسمٰعیل بن عبدالقوی جو ذیحجہ سنہ ۵۴۴ھ میں معزول ہوا۔

سنہ ۵۴۹ھ — ابوالقاسم عیسیٰ فائز بنصر اللہ — سنہ ۵۵۵ھ

عباس نے ظافر کو قتل اور فائز کو خلیفہ بنا کر سمجھا تھا کہ اب میرا کام پورا ہو جائیگا مگر نتیجہ اوس کی امید کے خلاف نکلا لشکری اور سودانی اوسکے برخلاف ہو گئے یہاں تک نوبت پہونچی

کیا اوسکے حکم کی تعمیل نہ کرتے تھے قصر کی بیگمات اور خادموں کو اصل قاتل کا بھید اوس چھوٹے خادم سے لگ ہی گیا تھا بیگمات نے اپنے بال نوچکر ایک بیڑا نفافہ میں بند کرکے طلائع بن رزیک ارمنی کو پاس بھیجے جو بالائے مصر یعنی اشمونین وبہنسہ وغیرہ کا گورنر تھا اور فریاد کی اور ظافر کی قتل کا قصاص لینے میں اوس سے مدد مانگی اگرچہ اس گورنر کا علاقہ کچھ بڑا نہ تھا مگر وہ بہادر بہت تھا اور دیگر گورنروں کی نسبت قاہرہ سے قریب بہی زیادہ تھا طلایع نے بہت سی سپاہیوں اور خانہ بدوش عربوں کی جمعیت ساتھ لیکر جو سب کے سب بادشاہ کی ماتم میں سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے فوراً چڑھائی کی قریب پہونچا تو قاہرہ کے تمام امیر اور فوجی اور سوداگر عباس کو اکیلا چھوڑکر اوس سے جا ملے عباس یہ حالت دیکھکر ۱۴ ربیع الاول ۵۴۹ھ کو اپنا مال ومتاع جو بیحد و بے انتہا تھا چھوڑ چھاڑ اپنے بیٹے نصر دوست اسامہ بن منقذ اور چند اصحاب کو ساتھ لیکر ایلہ کی راہ سے شام کیطرف بھاگ گیا وہ مال وسامان جو ساتھ لیا گیا تھا اوس میں ایسی ایسی نادر اور تحفہ چیزیں تھیں جو کہیں اور نہ تھیں ساتھ ہی ظافر کے بہنوں نے عسقلان کے فرنگیوں کو بہت سا مال دیا کہ عباس کی خبر لیں پس فرنگیوں نے عباس کو راستہ میں آلیا لڑائی ہوئی عباس مارا گیا نصر پکڑا گیا اسامہ جان بچاکر شام کو بھاگ گیا عباس کا تمام مال ودولت فرنگیوں نے ہتیا لیا جس سے انکی قوت اور بھی بڑھ گئی۔

ربیع الاول ۵۴۹ھ میں طلایع بن رزیک بلاکشت وخون قاہرہ میں داخل ہوا ظافر کے غم میں تمام فوج کے لباس اور جھنڈے سیاہ تھے بیگمات کے بھیجے ہوئے بال نیزوں کی نوکوں پر لگے ہوئے تھے سب سے پہلے پاپیادہ قصر شاہی کیطرف آیا پھر اوس خادم خیر کو ساتھ لیکر جو ظافر کے قتل کے موقع پر حاضر تھا عباس کے گھر پہونچا اوسنے اوسے ظافر کے دفن کی جگہ دکھائی طلایع نے بادشاہ کی لاش وہیں سے نکلوا کر اونکی بزرگوں کے مقبرہ میں دفن کرایا جو قصر ہی میں تھا۔

۱۹ ربیع الاول ۵۴۹ھ کو طلایع کو خلعت وزارت اور خطاب ملک الصالح عطا کیا گیا [سلہ] اور وہ انتظام امور سلطنت میں مصروف ہوا۔

سلہ عباس کا رشتہ دار اوحد بن تمیم تنیس کا گورنر تھا اوسے جب معلوم ہوا کہ عباس نے ظافر کو قتل کرادیا تو ایک فوج جمع کرکے قاہرہ کا قصد کیا مگر طلایع اوس سے پہلے آپہنچا تہا پس جب طلایع وزارت پر مستقل ہوگیا تو اوسے دمیاط اور تنیس کی حکومت پر واپس بھیجدیا ۱۲۔

طلایع نے زرفدیہ بھیجکر فرنگیوں سے نصر بن عباس کو طلب کیا اونھوں نے ایک لوہے کے پنجرے میں بند کرکے قاہرہ روانہ کیا اور وہ اس حالت سے ۲۷ ربیع الاول ۵۵۰ھ کو قصر میں داخل ہوا یہاں وسکے تازیانے لگائے گئے مثلہ کیا گیا قینچی سے اوسکی بوٹیاں کاٹی گئیں پھر دایاں ہاتھ کاٹا گیا اور باب زایلہ لاکر دار پر کھینچدیا گیا اور عاشور کے روز دار پر سے اوتار کر اوس کی لاش کو پھونک دیا گیا۔

اسکے بعد طلایع نے بادشاہ کو نظربند کرلیا اور تمام سلطنت پر خود مختارانہ حکومت کرنے لگا فائز نے اسے نظربندی کے حالت میں ۱۷ رجب ۵۵۵ھ کو ۱۱ سال کی عمر میں ۶ سال ۲ ماہ کی خلافت کے بعد انتقال کیا قرمانی لکھتا ہے کہ فائز حسن الرائے والتدبیر تھا اور مرتے دم تک لوگوں کے ساتھ سیرت مشکورہ سے پیش آتا رہا۔

وزارت

فائز کے تمام عہد سلطنت میں طلایع بن رزیک ہی عہدہ وزارت پر مامور رہا مقریزی لکھتا ہے (جلد چہارم ص۸۱) کہ ابو الغارات الملک الصالح فارس المسلمین نصیر الدین طلایع بن رزیک شیعہ امامی اثنا عشری تھا ابتدا میں عراق کے ایک جماعت فقرا کے ساتھ علی بن ابیطالب کی زیارت کی غرض سے نجف آگئے روضہ مقدس کے امام اس وقت سید ابن معصوم تھے طلایع اور انکی ہمراہیوں نے زیارت کی اور رات وہیں گذاری اس شب کو ابن معصوم نے خواب میں دیکھا کہ جناب امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ آج رات کو تمھارے پاس چالیس فقیر وارد ہوئے ہیں اون میں ایک شخص ہے جسکا نام طلایع بن رزیک ہے وہ ہمارے بڑے محبوں میں سے ہیں اوس سے کہدو کہ جاؤ ہمنے اوسے مصر کا والی بنایا صبح ہوئی تو سید ابن معصوم نے منادی کرادی کہ تم لوگوں میں طلایع بن رزیک کون ہے سید ابن معصوم اوسے بلاتے ہیں طلایع حاضر ہوئے اور سلام کیا سید نے اپنا خواب بیان کیا اوسی وقت طلایع مصر کو روانہ ہوگئے مصر پہنچکر سلطنت کے ملازم ہوگئے یہاں تک منیہ بنی خصیب کے والی مقرر ہوئے جب نصر نے خلیفہ ظافر کو مار ڈالا تو بیگمات قصر نے طلایع کو بلایا جیسا لکھا جاچکا ہے چونکہ خلیفہ فائز صغیر السن تھے اس سبب سے تمام امور پر یہی حاوی ہوگئے مگر انھوں نے نہایت خوبی کیساتھ حکومت کی فائز کی وفات پر عاضد خلیفہ بنائے گئے وہ بھی کمسن تھے اونپر بھی یہی حاوی رہے آخر امر انھیں

دوبارہ تعمیر کرائی تھا اور ناحیہ بقس کو اسطرح وقف کیا کہ اوسکی دو ثلث آمدنی سادات بنی حسن و بنی حسین
کو ملا کرے اور باقی تہائی کا بجے سادات مدینہ نبویہ کو اور رملہ نجف کے بنی معصوم کو جو حضرت امیر المومنین کے
امام تھے طلایع نے وزیر ہو کر مذہب امامیہ کا اظہار کیا جو حکمران قوم کے مخالف تھا رات کو ایک جلسہ
کیا کرتے تھے جس میں اہل علم حاضر ہوتے تھے ہر جمعہ قبر نبی پر سنیں لڑتے اور خشکی و تری سے اونکے موج کشتی
کرتے رہے ہر سال مکہ مدینہ کے سادات کو اونکی تمام ضروریات کپڑے وغیرہ بھیجا کرتے تھے یہانتک کہ
بچونکے لکھنے کی تختیاں بھی بھیجتے تھے اور قلم دوات سیاہی اور عورتونکے سامان و ضروریات نیز تمام مشائخ
علویونکو بہت کچھ بھیجا کرتے تھے۔ تمام ممالک سے اہل علم اونکے پاس آیا کرتے تھے مگر کسیکو مایوس یا نا امید
پھیرتے سب سے سلوک کرتے جب وہ رات آئی جسکی صبح کو قتل ہوئے تو کہا کہ اسی شب کو امیر المومنین کے
ضربت لگی تھی پانی کی مشک منگا کر غسل کیا رات بھر عبادت کرتے رہے ایک سو بیس رکعت نماز بطریق امامیہ
پڑھی صبح کو بادشاہ کے پاس آنے کیلئے سوار ہوتے تھے کہ عمامہ گر کر بکھر گیا دروازہ کی دہلیز میں بیٹھ گئے
اور ابن الضیف کو بلوایا جو خلفا کے عمامے باندھتا تھا جب وہ عمامہ باندھنے لگا ایک شخص نے طلایع
سے کہا کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں جو ہوا اسی پر خیر گذری اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسوقت سواری
ملتوی کردیں طلایع نے کہا شگون لینا شیطانی فعل ہے مجھے جانا ضروری ہے پس سوار ہو کر روانہ ہوئے
اور پہنچتے ہی قتل کر دیئے گئے جیسا آگے بیان کیا جائیگا۔

دیگر مورخین ابن اثیر و ابن خلکان وغیرہ نے لکھا ہے کہ طلایع قوم کے ارمنی مذہب کے امامیہ اثنا عشری
فاضل سخی اہل علم و فضائل سے محبت کرنیوالے کاتب ادیب اور شاعر اعلی درجہ کے تھے اہل علم و شعرا کی بڑی
قدر کرتے تھے اونکو وظیفے دیتے اور انعام و اکرام سے مالا مال کرتے رہتے ہر کوئی بلا روک ٹوک ان سے
مل سکتا تھا ابن خلکان نے اونکے مندرجہ ذیل اشعار وفیات الاعیان میں درج کئے ہیں ؎

نکدر ایومنا الدهر من احداثه	عبراً فینا الصد و الاعراض
نسی الممات ولیس یجری ذکره	فینا فتذکرنا به الامراض
؎ مشیبک قد نضا صبغ الشباب	وحل الباز فی وکر الغراب
ومقلة الحدثان یقظی	وما ناب النوائب عنک نابی
وکیف بقاء عمرک وهو کنز	وقد انفقت منه بلا حساب

مقریزی لکھتا ہے کہ ملک الصالح طلایع بن رزیک اپنے زمانہ میں فضل و عقل و سیاست و تدبیر اپنے زمانہ
کا سب سے بڑا شخص تھا شکل میں رعب دار اور سطوت میں عظیم۔ مال بہت جمع کیا نماز کے فرض و نوافل
سب کا کمال پابند۔ بڑا پکا شیعہ۔ کتاب الاعتماد علی الرد علی اہل العناد تصنیف کی فقیہوں کو بلا کر
اس کتاب پر اوس سے مناظرہ کیا اس کتاب میں بحث امامت علی بن ابیطالب کی ہے اور اس
بارہ میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں اونکا ذکر ہے دو جلدوں میں لسکے اشعار ہر فن میں ہیں
اپنے اعتقاد کی نسبت کہتا ہے ؎

یا امة سلکت ضلالا بینا	حتی استوی اقرارها وجحودها
ملتم الی ان المعاصی لم یکن	الا بتقدیر الاله وجودها
لو صح ذا کان الاله بزعمکم	منع الشریعة ان تقام حدودها
حاشا وکلا ان یکون الهنا	ینهی عن الفحشاء ثم یریدها

اور قدریہ کی رد میں ایک قصیدہ لکھا جسکا نام الجوہریہ فی الرد علی القدریہ تھا۔
وزیر ہونے اور نصر کو قتل کرانیکے بعد طلایع نے غور کیا کہ امرا و اعیان میں سے کون کون میری
وزارت میں مزاحم ہو سکتا ہے دیکھا کہ سب سے زیادہ تاج الملوک قایماز اور ابن غالب منزلت و رفیع
پر ممتاز ہیں پس فوج کو اونکی طلب میں روانہ کیا وہ دونوں بھاگ گئے اونکے گھر لوٹ لیے گئے
اور دیگر بڑے بڑے امیروں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ان میں سے بعض امیر ہلاک ہو گئے اور بعض
دوسرے شہروں حجاز یمن وغیرہ کیطرف چلے گئے یہانتک کہ میدان بالکل خالی ہو گیا اسکے بعد
ملک الصالح نے رقیب اور حاجب قصر شاہی پر مقرر کر دیئے یعنی بادشاہ کو نظر بند کر لیا اور
خود تمام سلطنت پر خود مختارانہ حکومت کرنے لگا۔

صالح کی خود مختاری اور محل اور خلیفہ پر حاوی ہو جانا محل کی بیگمات کو ناگوار گذرا اور فائز کی
بڑی پھوپھی نے صالح کے قتل کی تدبیر کی صالح کو یہ بھید معلوم ہو گیا قصر پر آیا اور استاد الدار
اور دوسرے استادوں اور صقالبہ کو اوسکے قتل کرنیکا حکم دیا اور ان لوگوں نے اوسے مخفی
طور پر ہلاک کر دیا اسکے بعد فائز کی چھوٹی پھوپھی فائز کی سرپرست مقرر کی گئی۔
چند روز وقت سے وزیر کا اقتدار بہت بڑھ گیا اور وہ فائز پر سختی کرنے لگا اور

امیر فرنگو ولایتیں دیں شاور سعدی کو مصر سے نکالدینا چاہا مگر اوسپر وسکا بس نچلا۔

فائز کی وفات پر صالح محل کیطرف آیا اور خادمان قصر سے کہا کہ گذشتہ خلفاء کے موجودہ اولاد کو تمام پیش کرو کہ اون میں سے کیسکو خلیفہ منتخب کیا جاے فہرست پیش ہوئی تو اُسنے اُن میں سے بڑونکو چھوڑ کر ایک کمسن لڑکیکو انتخاب کیا تاکہ اوسکا اپنا غلبہ قائم رہے اوسنے ابو محمد عبد اللہ علی بن یوسف بن حافظ کو عاضد لدین اللہ کے لقب سے خلیفہ بنایا جسکی عمر اسوقت بروایت ابن اثیر ۱۳ سال اور بروایت ابن خلکان دس سال کی تھی عاضد کے والد نے خلافت نہیں پائی تھی بلکہ عباس نے اوسے قتل کر ڈالا تھا۔

۵۵۵ھ (۱۴) ابو محمد عبد اللہ علی عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ ۵۶۷ھ

کمسن عاضد کو ملک الصالح نے خلیفہ بنایا تھا اس سبب سے اوسکے اختیارات کی کوئی حد نہ تھی تمام امور مالی و ملکی پر حاوی تھا۔ صالح نے اپنی بیٹی بھی خلیفہ سے بیاہ دی تھی اور اتنا جہیز دیا تھا کہ کبھی کسی نے سنا بھی نہ تھا صالح کے اختیارات کی شدت دیکھکر بیگمات قصر اوسکی دشمن ہوگئیں اور فائز کی چھوٹی پھوپھی نے جو فائز کی سرپرست رہ چکی تھی امرائے مصر کو بہت سا مال بھیجکر صالح کے قتل پر آمادہ کیا پس یہ لوگ دہلیز قصر میں صالح کی تاک میں ٹھیرے رہے یہانتک کہ جب وزیر ۱۹ رمضان ۵۵۶ھ ۱۱۶۱ کو نکلے وقت ہانسے گذرا تو ابن الداعی نے چھریوں کے کئی زخم لگائے جن میں سے بعض سر پر بھی تھے آواز سنکر وزیر کے ہمراہی دوڑ پڑے مجروح کرنیوالونکو قتل کر ڈالا اور وزیر کو اسی بسمل حالت میں لہو بہتا ہوا اوسکے گھر لے آئے صالح اوس روز اپنے ہاتھ سے خیرات بانٹتا رہا۔ اور عاضد کو عتابی پیغام بھیجا کہ تم ہمارے قتل پر کیسے راضی ہوگئے حالانکہ میں نے ہی تمکو اوروں پر ترجیح دیکر خلیفہ بنایا تھا عاضد نے قسم کھائی کہ مجھے تو اس معاملہ کی مطلق خبر بھی نہیں میں تو اسپر ہرگز بھی راضی نہ ہوتا صالح نے کہا کہ اگر یہ امر تمہاری مرضی سے نہیں ہوا تو اپنے والد کی پھوپھی کو حوالہ کرو کہ اوس سے انتقام لیا جاوے عاضد نے اجازت دیدی اور اوسے جبراً قہراً پکڑ کر صالح کے پاس لیگئے صالح نے اوسے قتل کرادیا پھر صالح نے بادشاہ کو وصیت کی کہ میرے بعد میرا بیٹا ابو شجاع محی الدین رزیک وزیر بنایا جائے اور زخمی ہونیکے دوسرے دن انتقال کر گیا صالح ۴۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا باب زویلہ کی جامع مسجد اسی کی بنوائی ہوئی ہے۔

... رزیک کو وزیر بنایا اصلی وزارت کو
ایک سال گذرا تھا کہ صعید کے گورنر شاور نے چڑھائی کرکے رزیک کو قتل کرادیا اور صفر ۵۵۸ھ
میں خود وزیر بنگیا اور بنی رزیک کا مال و متاع شاور کے تینوں بیٹوں نے تقسیم کرلیا شاور کو وزارت
کرتے ہوئے نو ہی مہینے گذرے تھے کہ امیر ضرغام نے جو صالح کا صاحب الباب تھا بہت سی جمعیت
اکٹھی کرکے ماہ رمضان میں شاور کو قاہرہ سے نکالدیا اور خود وزیر بنگیا۔ شاور بھاگ کر ۲۳ ذیقعدہ
۵۵۸ھ کو دمشق میں نور الدین محمود کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ اگر آپ مجھے عہدہ وزارت پر بحال کرادیں
تو محاصل ملک مصر سے فوج کی تنخواہ نکالنے کے بعد جو بچیگا اوس میں سے ایک تہائی آپکی نذر کرتا ہونگا
آپ کی فوج شیرکوہ کے ساتھ مصر میں رکھونگا اور فرنگیوں کے مقابلہ میں مصری فوج سے آپ کو مدد دونگا
نور الدین نے اپنے سب سے بڑے سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ کو بن شادی اور اوس کے بھتیجے صلاح الدین
یوسف کو بہت سی فوج دیکر شاور کے ساتھ کردیا اور اسد الدین لڑتا بھڑتا ۲ رجمادی الآخر کو قاہرہ
میں داخل ہوگیا ضرغام جو اس سے دو دن پہلے ہی بھاگ گیا تھا پکڑ کر قتل کردیا گیا۔
رجب ۵۵۹ھ ہجری شاور دوبارہ وزیر بنگیا مگر شامیوں سے عہد شکنی کی اور اسد الدین کو جو شہر کے باہر
ٹھیرا ہوا تھا حکم بھیجا کہ بلاد مصر سے نکلجاؤ شام کو واپس چلے جاؤ ناچار بلبیس پر اسد الدین نے قبضہ
کرکے بلاد شرقیہ میں اپنی حکومت جمالی شاور نے فرنگیوں کو بہت سا مال دینا کرکے اپنے مدد پر بلالیا
اور فرنگیوں اور مصری فوج نے ملکر بلبیس کا تین ماہ تک محاصرہ رکھکر اسد الدین کو شام کیطرف
نکلجانے پر مجبور کیا اور ذی الحجہ ۵۵۹ھ کو بلبیس سے نکلکر دمشق میں چلا آیا۔
ربیع الاول ۵۶۲ھ میں اسد الدین نے نور الدین سے دو ہزار سپاہ لیکر مصر پر دوبارہ چڑھائی
کی اور دریائے نیل کو عبور کرکے جیزہ میں ڈیرے ڈالدیئے اور مصر کے غربی علاقہ پر تسلط
بٹھالیا شاور نے فرنگیوں کو اپنی مدد پر بلالیا ۲۵ رجمادی الآخر ۵۶۲ھ کو بابین پر جنگ ہوئی
اسد الدین کے دو ہزار آدمیوں نے فرنگیوں و مصریوں کی متفقہ افواج کو شکست دی۔
بابین پر شکست دیکر اسد الدین نے سکندریہ فتح کرلیا اور صلاح الدین کو وہاں کا گورنر بناکر ماہ
صیام صعید میں گذرا پھر فرنگیوں اور مصریوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا یہاں یہ عہدنامہ
ہوا کہ فرنگی اور مصری پچاس ہزار دینار شیرکوہ کو دیں فرنگی مصر سے نکلجائیں اور کسی قسم

پر قبضہ نہ رکھیں تو شیر کوہ بھی مصر سے نکل جائیگا جب یہ عہدنامہ لکھا گیا تو ۱۵ شوال سنہ ۵۶۲ھ کو شیر کوہ مصر کے مفتوحہ علاقے مصریوں کے حوالہ کرکے دمشق کیطرف روانہ ہوگیا۔

مگر شیر کوہ کے جانیکے بعد فرنگیوں نے شاور سے ایک خفیہ عہدنامہ لکھوا لیا تھا کہ قاہرہ میں فرنگیوں کا ریذیڈنٹ رہا کریگا اور بعض شہروں میں انکا فوجی قبضہ رہے اور ایک لاکھ دینار سالانہ فرنگیوں کو مصر سے خراج ملتا رہے اس قرارداد کے بعد فرنگی بھی اپنے مشہور سواروں کی ایک .. جماعت مصر میں چھوڑ کر اپنے ساحل شام کے علاقہ میں واپس چلے آئے سنہ ۵۶۴ھ تک یہی حالت رہی۔

شاور نے سنہ ۵۶۲ھ میں فرنگیوں کو قاہرہ کی شحنگی حوالہ کردی تھی اور شہر کے دروازے انکے سپرد کردیے تھے اور انکے نامی سرداروں اور شجاعوں کی جماعت مسلمانوں کو ستاتی اور تنگ کرتی رہتی تھی مسلمان کان نہ ہلا سکتے تھے صفر سنہ ۵۶۴ھ میں مری (Amory) فرنگیوں کے بیت المقدس کے بادشاہ نے مصر پر چڑھائی کی اور بلبیس فتح کرکے شہر کو لوٹ لیا اور باشندوں کو قتل و اسیر کیا اور ۱۰ صفر کو قاہرہ کا محاصرہ کرلیا اہل قاہرہ بلبیس میں فرنگیوں کے ظلم کے حالات سن چکے تھے قاہرہ کے بچانے میں جان توڑ کوشش کی اور خلیفہ عاضد نے نور الدین کو مدد کیلئے بلایا اور لکھا کہ ہمیں فرنگیوں کے پنجہ سے چھڑاؤ۔ ادھر شاور نے فرنگیوں کو بروایت ابن اثیر دس لاکھ اور بروایت ابن خلدون بیس لاکھ دینار اور بیس ہزار من انگریزی غلہ دینا کرکے صلح پر راضی کرلیا۔

نور الدین کو جب عاضد کے خط پہنچے تو اوسنے فوراً شیر کوہ کے ساتھ صلاح الدین اور بہت سے مشہور امیروں کو کردیا اور ۲ ہزار فوج اور بہت سا مال اور سامان دیکر ربیع الاول سنہ ۵۶۴ھ میں مصر سے فرنگیوں کے نکالنے کے واسطے روانہ کردیا شیر کوہ مصر کے قریب پہنچا تو شہر کے باہر کے فرنگی بھاگ گئے اور جو قاہرہ کے دروازوں پر تعینات تھے اون سے جنگ ہوئی شیر کوہ نے اونکو شکست دی اور اونکی چھاونی کو لوٹ لیا اور قاہرہ کے باہر اپنی چھاونی ڈالدی اور شاور کو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ کر عاضد کے پاس بھیجدیا کیونکہ بادشاہ شاور کی حرکتوں سے ناراض تھا اور اوسنے شیر کوہ سے اوسکا سر طلب کیا تھا یہ ۱۷ ربیع الثانی کا واقعہ ہے اب اسد الدین قصر شاہی میں داخل ہوا بادشاہ نے خلعت وزارت اور خطاب ملک المنصور امیر الجیوش عطا فرمایا اسد الدین نے نصیحت اور خیر خواہی کا حلف اوٹھایا۔

اسد الدین نے وزیر بنکر گورنریوں پر اپنے معتمدین کو مقرر کیا اور اپنی فوج کے لیے جاگیریں مقرر کردیں

اور جلیس بن عبد القوی داعی الدعاۃ قاضی القضاۃ کو اونکی عہدہ پر بحال رکھا۔

اسد الدین ۵ ماہ ۵ یوم عاضد کی وزارت کرکے ۲۲ جمادی الآخر سنہ ۵۶۴ھ کو انتقال کر گیا اور عاضد نے اوسکے بھتیجے صلاح الدین کو ملک الناصر خطاب دیکر وزیر بنالیا صلاح الدین نے داد و دہش کر کے لوگونکو اپنا بنالیا اور عاضد کو کمزور کرنے کی غرض سے روز روز اوس سے رقمیں منگا کر مفلس کر دیا یہانتک کہ خلیفہ بیچارے کے پاس ایک گھوڑا رہ گیا تھا وہ بھی منگا لیا جسکے سبب عاضد کی سواری بھی بند ہوگئی بیچارے محل میں مجبور پڑے رہتے تھے صرف خطبہ میں نام رہ گیا وہ بھی اسطرح کہ خلیفہ کے بعد نور الدین کا نام لیا جاتا تھا صلاح الدین تمام امور سلطنت پر خود حاوی ہو گیا اور عاضد کو امور سلطنت میں دخل دینے سے بالکل روک دیا جمادی الآخر سنہ ۵۶۶ھ میں مصر کی دار المعونۃ کو منہدم کر کے مدرسہ شافعیہ اور دار العدل کو مدرسہ مالکیہ بنادیا قضاۃ شیعہ کو معزول کر کے تمام ملک میں شافعی قاضی مقرر کیئے عاضد کی قاضی القضاۃ کامل کو معزول کر کے صدر الدین عبد الملک بن درباس کو تمام ملک مصر کا قاضی القضاۃ بنایا اس وقت سے ملک مصر سے مذہب شیعہ مختفی ہو کر نسیاً منسیا ہو گیا اور مذہب مالکی و شافعی نے زور پکڑا۔

صلاح الدین کے دوست تطاول سے تنگ آکر خواجہ سرا موتمن الخلافۃ نے جو خلیفہ کے قصر میں حکومت و اختیار کلی رکھتا تھا اور تمام ملازمین قصر کا سردار تھا مصریونکی ایک جماعت کو متفق کر کے فرنگیوں کو لکھا کہ صلاح کے مقابلہ میں آکر مصریونکی مدد کریں مگر وہ خط پکڑا گیا اور صلاح الدین نے دھوکہ دیکر موتمن الخلافۃ کو قتل کرادیا اور قصر خلافت کے تمام ملازمونکو معزول کر کے اپنے ملازم مقرر کر دیئے۔ اور موتمن الدولہ کی جگہ اپنے معتمد خواجہ سرا بہاء الدین قراقوش کو محل کا داروغہ مقرر کر کے حکم دیا کہ کوئی چھوٹا بڑا قراقوش کی اجازت بغیر قصر کے اندر نجانے پائے۔

موتمن الدولہ کے طرفدار پچاس ہزار حبشیوں نے جمع ہو کر دونوں قصروں کے درمیان صلاح الدین کی فوج سے جنگ کی مگر شکست کھائی بہت سے قتل ہوئے تھوڑے باقی بچے وہ بھی بھاگ گئے۔

صفر سنہ ۵۶۵ھ میں فرنگیوں نے دمیاط کا محاصرہ کر لیا نور الدین نے یہ دیکھکر کہ صلاح الدین قاہرہ چھوڑ کر جا نہیں سکتا مصر کی طرف فوج روانہ کرنی شروع کر دی اور خود فرنگیوں کے شام کے علاقہ پر حملہ

واپس چلے گئے۔

سنہ ۵۶۶ھ میں صلاح الدین نے فرنگیوں کے علاقجات عسقلان رملہ او غزہ کو لوٹ لیا اور ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ میں ایلہ فتح کرلیا۔

محرم سنہ ۵۶۷ھ کے دوسرے جمعہ کو صلاح الدین نے عاضد لدین اللہ کا خطبہ مصر سے موقوف کر کے عباسی خلیفہ کا خطبہ پڑھ دیا ان دنوں عاضد چونکہ مرض شدید میں مبتلا تھے اونکی اعزہ و احبہ میں سے کسی نے یہ وحشت ناک خبر اونکے کانوں تک پہونچنے نہ دی یہانتک کہ خلیفہ مستضئ اسی بیخبری میں عاشورہ کے دن انتقال کر گئے قرمانی لکھتا ہے کہ عاضد شدید التشیع تھا اور سب صحابہ میں مبالغہ کرتے تھے۔

قرمانی اخبار الدول میں لکھتا ہے کہ جب فاطمی مصر میں داخل ہوئے تو بعض علما سے انھوں نے کہا کہ ہمارے اولاد کیواسطے جو حکمران ہونگے القاب مقرر کر دو پس گیارہ القاب لکھے گئے آخر کا لقب عاضد رکھا پس مصر میں گیارہ ہی حکمران ہوئے نہ کم نہ زیادہ اور تعجب یہ ہے کہ عاضد کے معنی قاطع کے ہیں اور وہی اونکی سلطنت کا قاطع ہوا۔

عاضد کی وفات پر صلاح الدین نے اوسکے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اسکے اہل و عیال کو ایک گوشہ میں قید کر دیا لونڈی غلاموں میں سے بعض کو بیچ ڈالا بعض کو آزاد کر دیا اور بعض کو کسی کو بخش دیا قصر کو اوسکے ساکنوں سے خالی کرالیا جو قید کیے گئے وہ قید ہی میں مر گئے۔

صلاح الدین کہا کرتا تھا کہ میں نے عاضد سے زیادہ کسی کو سخی اور کریم نہیں دیکھا نیز وہ عاضد کی نرم مزاجی اور طبیعت پر خیر کے غالب ہونے اور رعایا سے بہت محبت کرنیکی تعریف کیا کرتا تھا۔

عاضد کی وفات پر سلطنت فاطمیہ کا ستارہ جو ممالک افریقیہ و مصر پر دو سو ستر برس سے چمک رہا تھا بالکل غروب ہو گیا۔

شاہان مصر کے خزانے میں ایسی ایسی عجیب غریب چیزیں تھیں جو کبھی دیکھی یا سنی نہیں گئیں دنیا اونسے خالی ہے ایسے ایسے جواہر جو کسی دوسرے کو میسر نہیں ان میں ایک یاقوت تھا جسکا وزن ۱۷ درہم یا ۱۷ مثقال تھا اور ایک موتی کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اور ایک زمرد کی تختی جو طول میں چار انگشت تھی اور ایک مالا میں پڑی ہوئی تھی غرض ہر قسم کے جواہر یاقوت زمرد وغیرہ کثرت سے تھے سونے کا زیور چاندی سونے کے برتن طاس آفتابے پتیلیاں رکابیاں خوان فیلسوز آبخورے

کھر اون وغیرہ سب سونے کے طرح طرح کی خوشبوئیں اور لباس اور ایک لاکھ[1] بیس ہزار کے قریب کتابیں جو صلاح الدین نے اپنے کاتب قاضی فاضل عبد الرحیم بیسانی کو دیدیں ان کتابوں میں بعضی ایسی نادر اور نفیس تھیں کہ جنکا مثل نہیں اسی سامان میں ایک طبل بھی تھا جو بڑی احتیاط سے رکھا ہوا تھا اوسے دیکھکر لوگوں نے خیال کیا کہ یہ صرف بجانیکے لیئے ہوگا اور عاضد کی ہنسی اڑائی اوسے ایک آدمی لیگیا بجایا تو اوسکی ریح صادر ہوئی لوگ اوسپر ہنسنے لگے دوسرے نے بجایا اوسکو بھی یہی پیش آیا جس کسی نے بجایا یہی پھل پایا ایک نے جلکر اوسی پھینک دیا اور وہ ٹوٹ گیا یہ طبل اصل میں قولنج دفع کرنے کے لیئے تھا جب انکو یہ بھید معلوم ہوا تو اوس کے توڑنے پر کمال پشیمان ہوئے۔

ابن ابی طی کہتا ہی کہ معز لدین اللہ نے ایک مکان تیار کرا کر اوسکا نام دار الکسوۃ رکھا تھا جسمیں ہر قسم کے کپڑے اور لباس رہا کرتے تھے جو لوگونکو جاڑے گرمی میں مردوں اور انکی عورتوں بچوں اور متعلقین کو حسب مراتب تقسیم کیے جاتے تھے یہ حال نسلاً بعد نسل جاری رہا عمامہ سے لیکر پاجامہ اور منڈیل تک سب چیزیں پہننے کی ملتی تھیں سب کپڑے نفیس اور عمدہ ہوتے تھے اور ساتھ ہی

[1] مقریزی لکھتا ہے کہ یہ کتب خانے مختلف علوم وفنون کے کتابوں کے تھے یہ سب قصر کبیر میں تھی خلیفہ مستنصر کی تنگی کے زمانے میں جو کتابیں نکالی گئیں اون میں دو ہزار چار سو تو صرف قرآن شریف تھے جو نہایت اعلیٰ درجہ کے لکھے ہوئے تھے اور جنپر سونے چاندی وغیرہ کا کام کیا ہوا تھا یہ سب ترکوں نے اپنی اپنی واجبات میں تھوڑے تھوڑے قیمت پر لیلیئے صندوق کے صندوق اعلیٰ درجہ کے قلمونکے بھرے ہوئے تھے۔ جو ابن مقلہ اور ابن البواب کی بنائی ہوئی تھیں تمام مذہبونکے فقہ۔ نحو۔ لغت۔ حدیث۔ تواریخ۔ سیر الملوک۔ نجامت۔ روحانیات اور کیمیا ہر قسم کی معدود کتابیں قرآن شریف جو سب سے اونچی جگہ رکھے جاتے تھے اور ابن مقلہ اور ابن البواب کے لکھے ہوئے قطعے وغیرہ ابن ابی طی صلاح الدین کے قصر پر غالب ہونیکے حالات لکھنے کے بعد لکھتا ہی کہ منجملہ اون چیزوں کے جو بیچی گئیں کتابوں کا خزانہ تھا جو دنیا کی عجائبات سے تھا اور کہتے ہیں کہ تمام بلاد اسلام میں قصر قاہرہ کے کتب خانہ سے بڑا کتبخانہ کہیں نہ تھا عجیب بات ہی کہ اوس میں بارہ سو نسخے تو صرف تاریخ طبری کے تھے اوس میں ۱۶ لاکھ کتابیں تھیں جس میں سے اکثر

نفیس چیزیں کھانے پینے کی دیجاتی تھیں ۱۰ لاکھ دینار سے زیادہ کا کپڑا گرمی جاڑہ میں تقسیم ہوتا تھا اور یہی کیفیت انقراض سلطنت تک قایم رہی۔

قاضی الفاضل ۵۶۷ھ کے واقعات میں لکھتا ہی کہ جب بنی فاطمہ کے آخری بادشاہ عاضد کا انتقال ہوگیا اور صلاح الدین کے کارندہ قراقوش نے قصر شاہی کے خزائن خاصہ کو کھولا تو اس گی وقت میں سو صندوق لباس فاخرہ و مرصع و موشی کے نکلے اور قیمتی گنٹھے اور بیش بہا ذخیرے اور جواہر نفیسہ وغیرہ۔ جواہر اس کثرت سے تھا کہ اوس زمانہ کا ایک جوہری بیان کرتا ہی جو اس موقع پر موجود تھا کہ مستنصر کے عہد میں قحط کے زمانہ میں جوہریوں کو بلایا گیا اور قصر شاہی کے خزانوں میں سے ایک صندوق لایا گیا اور اوس میں سے سات مُد ناپ کر زمرد نکالا گیا جسکی قیمت کم سے کم ۳ لاکھ دینار ہوگی جوہریوں سے پوچھا گیا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی جوہریوں نے جواب دیا کہ قیمت تو ہم اوس چیز کی جانتے ہیں جسکا مثل موجود ہو اسکی قیمت کیونکر بتا سکتے ہیں جسکا مثل ہی نہیں یہاں فخر العرب بن حمدان اور ابن سنان اور ابن کدینہ اور بعض اور مخالفین خلیفہ بیٹھے ہوئے تھے ابن ابی کدینہ نے وہ زمرد صرف ۵ سو دینار میں فخر العرب کو دیدیا۔ ایک جواہر کا کنٹھا نکلا جو کم سے کم اسی ہزار دینار کا ہوگا اوسکے دو ہزار دینار لگائے گئے اوس گنٹھے کی ڈوری ٹوٹ گئی ان مخالفین نے ایک ایک دانہ اُچک لیا گویا کہ کنٹھا تھا ہی نہیں ۱۶۸ مد اعلیٰ درجہ کے موتی جو صلیبی نے نذر بھیجے تھے وہ بھی ان لوگوں نے ہتیا لیئے اور بارہ سو سونے چاندی کی انگوٹھیاں مرصع بجواہر جن میں سے تین مربع انگوٹھیاں سونے کی بادشاہ کو واپس دی گئیں ایک پر زمرد اور دو پر یاقوت سمانی و رمانی جڑا ہوا تھا یہ بعد میں صرف ۱۲ ہزار دینار کو بیچی گئیں ایک تھیلا لایا گیا جس میں ۲۴ مد کے قریب جواہر تھے جوہریوں سے اوسکی قیمت پوچھی گئی انھوں نے کہا انکی قیمت نہیں لگائی جا سکتی بادشاہوں کے سوا ایسے جواہر کوئی نہیں خریدتا مگر اوسکے صرف

بقیہ حاشیہ ص ۱۱۲ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ اکثر کتابیں ایسی تھیں کہ جنکی متعدد نسخے تھے مسبحی لکھتا ہی کہ عزیز باللہ کے سامنے ایکدفعہ خلیل بن احمد کی کتاب العین کا ذکر آیا عزیز نے مہتمم کتبخانہ سے کہا اوسنے اس کتاب کے کچھ اوپر تیس نسخے لا حاضر کیے جس میں سے ایک مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اسی طرح ایک موقع پر مہتمم کتبخانہ نے عزیز کے سامنے بیس سے زیادہ تاریخ طبری کی جلدیں نکال لایا جن میں ایک مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ۱۲

... جو ہیرا بہ المعروف بہ نجار عز الملک مستنصر کے پاس آیا اور کہا کہ یہ جواہر حضور کے
دادا جان نے ۷ لاکھ دینار کو خریدے تھے اور سستے سمجھتے تھے۔

بلوری وغیرہ کے برتنوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دن چند صندوق ان برتنوں کے نکالے گئے اونمیں سے
ایک کو کھولا کوئی ۲۲۰ دینار کا کوئی ۳۶۰ دینار کا کوئی ۲۱۰ دینار کا کوئی سو دینار کا بکا۔ یہ اعلیٰ
درجہ کے سونے سے مینا کیئے ہوئے کوزے رکابیاں وغیرہ تھیں بہت سی سونیکی نقشی مینیاں
مینا کی ہوئی۔ سو سے زیادہ فاذہر کے پیالے جن میں سے اکثر پر ہارون رشید وغیرہ کا نام لکھا
ہوا تھا کئی صندوق چھریوں کے جنپر سونے چاندی کا کام بنا ہوا تھا اور مختلف قسم کے جواہر سے مرصع
تھیں بہت سے صندوق دواتوں سے بھرے ہوئے مربع۔ مدور۔ چھوٹی بڑی سونے چاندی کی
اور صندل عود۔ آبنوس اور ہاتھی دانت کی جنپر سونے چاندی کا کام کیا ہوا تھا اور مرصع بجواہر
تھیں اور اس صنعت کی بنی ہوئی کہ علاوہ جواہر کے ایک ایک ہزار دینار کی ہوگی۔ سونے چاندی
کے مشربوں سے بھرے ہوئے صندوق جو نہایت اعلیٰ صنعت کے کام سے بنے ہوئے تھے۔ متعدد
چینی کے بڑے بڑے مٹکے کافور قیصوری کے بھرے ہوئے متعدد دیمانے عنبر شحری کے بیشمار نافے
مشک تبتی کے اور بہت سا عود۔ علاوہ اوسکے اور بیشمار اور بیش بہا چیزیں جن کی فہرست
مقریزی نے دی ہے منجملہ انکے ایک سونیکا مور مرصع بجواہر نفیسہ تھا جسکی آنکھیں یاقوت احمر
کی تھیں اور پر بالکل مور کے پروں جیسے زجاج مینا اور سونے سے بنائے تھے اور ایک سونے
کا مرغ جسکا تاج بڑا سا یاقوت احمر کا تھا۔ آنکھیں یاقوت کی اور تمام درد جواہر سے مرصع تھا۔ ایک
ہرن جو نفیس درد جواہر سے مرصع تھا اور اوسکا سفید پیٹ بلور اور عمدہ موتیوں سے بنایا گیا تھا
اور ایک سونے کا کھجور کا درخت جو جواہر اور موتیوں سے مکلل تھا سونے کے گملے میں رکھا ہوا تھا
اور اوسکے شگوفے اور کچی پکی کھجوریں اپنے اصلی رنگ و وضع میں مختلف جواہرات کی بنائی گئی
تھیں ایسے جواہرات کہ جنکی کوئی قیمت نہ لگا سکتا تھا ایک کافور کا تربوز جسکا وزن ۱۶
ہزار مثقال تھا ستر ستر مثقال کے یاقوت ارزق کے قطعے اور اسی اسی درہم کے زمرد کے ٹکڑے
یہ سب اسباب مستنصر کے عہد میں خلیفہ کے مخالفین نے لے لیا۔

قاہرہ | مصر کے خلفائے بنی فاطمہ کا دار السلطنت قاہرہ تھا جسکے گردے کی دلاغ بل جو ہر قائد نے

۲۴ رجمادی الثانی ۳۵۹ھ مطابق ۴ ۱ رمئی ۹۶۹ء کو ڈالی تھی اور المعز کے پہنچنے سے پہلے
فصیل تیار ہوگئی تھی ہر طرف عالیشان عمارتیں آناً فاناً تیار ہوگئیں جن سے شہر نہایت خوبصورت
معلوم ہونے لگا شہر میں سڑکیں اور بازار کثرت سے تھے سڑکیں جو شہر کے مضافات کیطرف
جاتی تھیں ہرات کہلاتی تھیں اور بازار جو شہر کے اندر ختم ہوجاتے تھے اخطاط کے نام سے
مشہور تھے خلیفہ کا خاص محل جو ۱۲ قبہ دار عمارتوں پر مشتمل تھا قاہرہ کے مشرقی حصہ میں
واقع تھا اور قصر الکبیر الشرقی کے نام سے مشہور تھا اسکو قصر المعزی بھی کہتے تھے اس محل کی
دس دروازے تھے اسپر منتخب اور چیدہ سپاہیونکا پہرا رہتا تھا جو ۵ سو پیدل اور ۵ سو سوار
ہوتے تھے ساکنان محل کی ضروریات بہم پہونچانیکے واسطے ۱۲ ہزار خدمتگار مقرر تھے ایک
سرنگ سے دوسرے عالیشان محل کا راستہ تھا جو شہر کے مغربی حصّہ میں دریائے نیل پر واقع تھا
اور قصر الغربی یا قصر البحر کے نام سے مشہور تھا شہر کے اندر اور باہر خلیفہ کے اور بھی بہت سے
مکان اور تفریح محل تھے جنکو اس زمانہ کی سب سے اعلی کاریگروں اور صناعوں نے کمال
آراستہ و پیراستہ کیا تھا امیروں کے محل اگرچہ وسعت میں شاہی محلوں سے کمتر تھے مگر شان
اور شوکت میں اونکی ہمسری کرتے تھے امیر اور دولتمند باشندوں کے مکانات کی گرد خوبصورت
باغ لگے ہوئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس گئے گذرے آخر زمانہ میں بھی یعنی پندرہویں
اور سولہویں صدی مسیحی میں فرنگستانی سیاح ان باغات کی کثرت اور مکانات کی شان
اور شوکت کو دیکھکر ورطہ حیرت میں غرق ہوئے ہیں چاروں جامع مسجدیں (یعنی جامع الازہر
جامع المعز۔ جامع النور۔ اور جامع الحاکم) خصوصاً بہت بڑی اور خوبصورت تھیں فاطمیونکے
عہد میں قاہرہ کی خاص عمارت ایک امام باڑہ[1] تھا جسے حسینیہ کہتے تھے اس میں ایام عاشورہ
میں مجالس عزائے امام حسین علیہ السلام برپا ہوا کرتی تھیں مردوں اور عورتوں دونوں
کیواسطے شہر کے ہر حصہ میں بہت سے خوبصورت عالیشان حمام بنے ہوئے تھے عورتوں کی
حماموں کی بیرونی آرائش کچھ اسطرح کی ہوتی تھی کہ مردونکے حماموں سے باسانی شناخت ہوسکتی

---

[1] جو عمارتیں ہندوستان میں امام باڑوں کے نام سے مشہور ہیں مصر میں مشہد کہلاتی ہیں
انکے عہد میں ساحل شام کے تمام شہروں میں مشہد بنے ہوئے تھے ۱۲

[illegible] اور کاشتکاروں کی دنیاوی پیداواریں سے
بھرپور تھے شہر کے گرد مضبوط اور مستحکم فصیل تھی جن میں کئی دروازے تھے جس میں سے بعض
مشہور دروازونکے نام یہ تھے باب النصر جو نیل کیطرف کھلتا تھا باب الفتوح۔ باب القنطرہ
باب الزویلہ اور باب الخلیج جو جیزہ کیطرف کھلتا تھا
متمول لوگونکی بڑی دل لگی یہ تھی کہ بازوں اور شکروں سے پرندونکا اور ہرنوں و چکارونکا
عموماً شکاری کتوں سے شکار کرتے تھے اور دریا کے کنارہ کے رہنے والے فلاحین اکثر
دریائی گھوڑے شکار کیا کرتے تھے۔
سلطنت کی انتظامی صیغے اور محکمے عباسیوں کیطرح تھے اگرچہ بعض عہدونکے نام مختلف تھے۔
دونوں کے انتظام حکومت میں بڑا نمایاں فرق یہ تھا کہ مصر میں امیرالجیوش کا بڑا اقتدار ہوتا تھا
وہ کمانڈر انچیف اور وزیر دونوں کا کام کرتا تھا اور جسکو فاطمی خاندان کے کمزور بادشاہوں کے
عہد میں ایسا اختیار حاصل تھا کہ بادشاہ کا وجود کالعدم تھا مگر پہلے دس بادشاہوں کے عہد میں
وہ صرف اپنا منصبی کام ہی کرتا تھا فاطمیونکا زوال مستنصر کے عہد سے شروع ہوا اور
سازشوں اور دھڑابندیوں نے تدبر سلطنت کی جگہ لی ایمانداری خوش تدبیری اور خوش اخلاقی
کی کوئی قدر نہ رہی ملکی ملازمت یا سرکاری نوکری عزت و حرمت کا ذریعہ ہو گئی عالموں کی
جگہ جاسوسوں اور بدمعاشوں نے سنبھالی اور دیانتداروں آزادوں اور نمک حلالوں
کی خوشامدیوں اور طفیلیوں نے۔ بادشاہوں نے اپنے حکومت کیلئے لوگوں میں تفرقہ
ڈالنے اور اون کے جدا جدا جتھے پیدا کرنے کی پالیسی اختیار کی مگر اس پالیسی کا وبال
انھیں کی گردنوں پر ایسا پڑا کہ پھر نہ اوٹھ سکے
پہلے فاطمی بادشاہ قدیم بطلیموسیوں کی طرح [illegible] علم اور [illegible]
انھوں نے کالج کتب خانے اور دارالحکمت [illegible]
مہیا کیا کالجوں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے پروفیسر مقرر تھے [illegible][1]

---

[1] بنجامن آف ٹڈیلہ لکھتا ہے کہ فاطمیونکے عہد میں صرف اسکندریہ میں [illegible]
اوسنے بیس سے زیادہ کالج دیکھے قاہرہ میں بیشمار کالج تھے [illegible]

[illegible] فائدہ اوٹھا سکتا تھا [illegible] کا سامان بھی مفت ملتا تھا خلیفہ اکثر علمی مجلس کرتے جن میں ان دار العلوموں کے پروفیسر یعنی ہر علم کے جدا جدا عالم منطقی - ریاضی دان فقیہ طبیب اپنے اپنے خلع[1] پہنے ہوئے حاضر ہوتے تھے دو لاکھ ستاون ہزار دینار سالانہ جو احتیاط سے لگائے ہوئے ٹیکس سے وصول ہوتے تھے کالجوں کی سالانہ آمدنی تھی - یہ آمدنی پروفیسروں اور عہدہ داروں کی تنخواہوں ضروریات تعلیم کے مہیا کرنے اور سائنس سے متعلق دیگر اشیا کے بہم پہونچانے میں صرف ہوتی تھی ان تعلیم گاہوں میں انسانی علم کے ہر شاخ کی تعلیم ہوتی تھی علم ہیئت کو ترقی دینے کی غرض سے مختلف مقامات میں رصد گاہیں بنائی گئیں اور علم ادب اور سائنس کے بڑے بڑے ماہر اور کامل اوستاد ایشیا اور سپین سے بلائے گئے کہ فاطمی بادشاہوں کے عہد حکومت کو دنیا میں مثل ستارہ کے چمکا دیں -

بنی فاطمہ کی کوئی تاریخ کامل نہیں خیال کیجا سکتی جب تک کسی قدر بیان اوس عجیب و غریب محکمہ دعوت کا نہ کیا جائے جو اونھوں نے قایم کیا تھا کیونکہ اپنے رعایا میں عام طور پر علم پھیلانے کی خواہش میں اونھوں نے اوس پولیٹیکل فائدے کو جو غیر فرقوں کے لوگونکو اپنے فرقہ کا مرید بنا لینے سے مترتب ہو سکتا تھا نظر انداز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷ کتابیں تھیں جو نہایت خوشخط لکھی ہوئی تھیں طالب علم آزادی سے اون کا استعمال کر سکتے تھے اسی طرح سے قیروان - فارس اور شمالی افریقیہ کے بڑے بڑے شہروں میں علم کی ترقی اور رعایا کی تعلیم کے لیے عالیشان مدرسے اور کالج تھے اور اونکے قیمتی کتب خانوں میں بہت سی بیش بہا کتابیں تھیں اس بات کی ثبوت میں کہ عرب یونانی اور رومی مصنفوں کی تصنیفات سے ہرگز بیخبر نہ تھے یہی بیان کر دینا کافی ہے کہ فاس کے بڑے کتب خانہ میں لائیوی کی تصنیف کا کامل نسخہ عربی زبان میں موجود تھا - ۱۲ (امیر علی)

[1] انگریزی یونیورسیٹیوں میں جو گون گریجوایٹوں کو دیئے جاتے ہیں وہ اب تک ویسی طرز کے ہیں جیسے کہ عربی خلع (چوغہ) ہوا کرتے تھے ۱۲ (امیر علی)

بڑا ہے دار الحکمت سے متعلق دار المجالس (گرانڈ لاج) تھا جس میں اسماعیلی مذہب کے مخفی اور باطنی اصول سے واقف ہونیکے خواہشمندوں کو اس مذہب کے عقائد کی تعلیم دیجاتی تھی ہفتہ میں دو دفعہ دوشنبہ اور چہارشنبہ کو دار المجالس کا سب سے اعلیٰ افسر جو داعی الدعاۃ کہلاتا تھا اور جو عموماً بادشاہ کا وزیر یا قاضی القضاۃ ہوا کرتا تھا جلسہ منعقد کرتا تھا اس جلسہ میں مرد اور عورت دونوں سفید لباس پہنے ہوئے شریک ہوتے عورتیں مردوں سے جدا بیٹھتی تھیں ان جلسوں کو مجالس الحکمۃ کہتے تھے تعلیمی کارروائی شروع کرنیسے پہلے داعی الدعاۃ امام یعنی خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور جو لکچر نے ممبروں کو سنانا ہوتا پہلے اوسے پڑھکر سناتا تھا خلیفہ اوسکی پشت پر دستخط کر دیتا تھا۔ لکچر کے بعد مرید یا شاگرد داعی الدعاۃ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بادشاہ کے دستخط کو تعظیماً ماتھے سے لگاتے تھے مقریزی نے جو اس دار المجالس کی تعلیم کے مختلف درجوں کا ذکر لکھا ہے گویا فرامیشن (فری میسن) تعلیم کا بیش بہا نقشہ کھینچ دیا ہے اصل بھی یہی ہے کہ عیسائی دنیا میں تمام قسم کی دار المجالس (فرامیشن وغیرہ) بعد میں قاہرہ ہی کے دیکھا دیکھی بنائے گئے ہیں۔

دار الحکمت کی پولیٹیکل شان تو اوسکے بانیوں کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی مگر اوسکا علم و سائنس کا شوق مصر کے شہروں کو منور کرتا رہا یہانتک کہ پچھلے مملوکوں کے افراتفری کے زمانہ میں اوسکا بھی خاتمہ ہوگیا مگر اوسکی باطنی تعلیم کا اثر باوجود امتداد زمانہ کے اب تک برابر چلا آتا ہے اور مختلف مذہب و ملت کے ممالک میں اور ایسے مختلف لوگوں میں جن کی خو خصلت میں زمین و آسمان کا فرق ہے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔

ذاکر حسین۔ ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء

تمت بالخیر

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

نام		قیمت
امراء شیعہ حصہ دوم	الحمد للہ کہ یہ دوسرا حصہ بھی چھپ گیا جو تین برس سے الشمس کیساتھ شایع ہوتا تھا اسمیں خلفائے فاطمیین کا پورا حال ہے جو صفحہ ۲۲۰ پر تمام ہے	عہ/
امراء شیعہ حصہ اول	کے نسخے بھی بہت کم رہ گئے ہیں	۸/
	اب موقع ہے کہ مومنین دونوں حصوں کو ایک ساتھ طلب کریں ورنہ پھر ملنا مشکل ہوگا	
النار الموقدہ لمن احرق بیت السیدہ	اس امر سے انکار کیا جا رہا ہے کہ خلیفہ دوم نے جناب سیدہ کا دولتخانہ جلایا کتب تواریخ عربی و انگریزی سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے	۵/
فلسفہ شہادت	ایک عالم جرمنی کی تحقیقات ہے مع شرح	۴/
تحقیق صوم عاشورہ	خود نام سے غرض رسالہ ظاہر ہے	۴/
رسالہ وضو	حجت قاطعہ ہے اہلحدیث کے مخالف قرآن ہونے پر	۸/
عقل و تہذیب اہلحدیث	جس سے انکے مذہب کی حقیقت ظاہر ہے	۴/
تاریخ الاذان	جس سے معلوم ہو کہ خلفائے اہلسنت نے اذان میں کیا کیا	۶/
تصحیح تاریخ	جس سے فن تاریخ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے	۱۲/
رسالہ التقیہ	جسکا دوسرا نام فتح الرحمن ہے اس میں قرآن و حدیث و کتب رجال سے تقیہ کی ضرورت اور عام طور سے اہلسنت کی یہاں کذب کا جواز ظاہر ہے	۳/
مناظرہ مامون رشید	جو ۴۰ علمائے اہلسنت سے ہوا	۲/
تحقیق آیہ انفسنا	جس میں پوری بحث ہے	۲/
حد السارق	جلد ۳ جو صفحہ [illegible] پر ختم ہے (۱۲/) جلد ۴ (عہ) ان دونوں جلدوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریف قرآن کی متعلق اہلسنت کے کیا عقائد ہیں۔	
قول کریم	تحریف قرآن میں اس سے بہتر کوئی	عہ/
کشف الظلمات	حصہ دوم (۱۲/) حصہ سوم جو صفحہ ۳۵۰ پر ختم ہے آیات بینات حصہ [illegible] کا جواب اس تحقیق اور متانت سے دیا گیا ہے کہ قابل دید ہے	۶/
	اسکے تین حصے شایع ہو چکے حصہ اول دوبارہ زیر طبع ہے قیمت پیشگی	۸/
تنقید بخاری	اسکے ہر ہر حرف کی تنقید کیگئی ہے حصہ اول (۱۲/) حصہ دوم (۴/) حصہ سوم (عہ/)	

المشتہر منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

خلفای فاطمیین

خریداری کرده وقف مدرسه سپهسالار شد

زمان تولیت حضرت ... محمد حسین ...

... متولی وقف مدرسه سپهسالار

... ۱۳۴۲

مسلسل ... ۱۲ ... ۲ ... ۴

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ

سلسلہ تاریخ اسلام ۵

خلفائے فاطمیین

امرائے شیعہ کا دوسرا حصہ جسمین اون خلفائے بنی فاطمہؑ کے حالات درج کئے گئے ہین جو ملک مصر مین خلیفہ ہوے اور اپنے عدل و انصاف سے زمین کو آباد کیا عربی فارسی - انگریزی - اردو کی معتبر تاریخون سے یہ حصہ ترتیب دیا گیا ہے اور ایسے حالات لکھے گئے ہین کہ کمتر لوگون کی اوس پر نظر پڑی ہو -

جناب کمالات انتساب ماسٹر شیخ ذاکر حسین صاحب جعفر مالک دفتر اتالیق انگریزی دہلی دام عزہ نے حسب فرمایش دفتر اصلاح اسکو مرتب کیا

جزاہ اللہ خیر الجزا -

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں اظہر حسین نے شایع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد یہ دوسرا حصہ ہے تاریخ امرائے شیعہ کا۔ سلاطین بنی فاطمہ کے حالات ہیں۔ جو ممالک افریقیہ ومصر وشام میں دوسو ستر سال تک نہایت عدل وانصاف سے حکمرانی کرتے۔ خلق خدا کو اپنی داد ودہش سے مالامال کرتے۔ اور شریعت غرا کو رواج دیتے رہے۔ جو علوم وفنون کے دلدادہ تھے جنھوں نے صنعت وحرفت وتجارت کو فروغ دیکر ترقی وتمدن کا ایک دوسرا نیل بہاکر مصر کو مصر بنادیا۔ وہی بنی فاطمہ جنکے علوم وتعلیم نے سفیانیوں۔ مروانیوں اور عباسیوں کی خودرائیوں اور دہریت کے طوفان سے مذہب کی گرتی ہوئی چھت کو علوم اہلبیتؑ کی اڑوار لگاکر سنبھالا۔ خدا ورسول کا رستہ بتایا۔ دین ودنیا دونوں کا فائدہ پہنچایا۔ باوجود مرور دہور مصر وافریقیہ میں محبان آل رسول کا وجود ابتک اُنھیں کے طفیل پایا جاتا ہے۔ علاوہ اُنکی بیشمار یادگاروں کے قاہرہ معزیہ اور جامع ازہر اور اُسکے دارالعلوم نے اُنکے نام نامی کو غیر فانی کردیا۔

وہی بنی فاطمہ جو خود بھی نہایت لائق وفائق عالم وفاضل ہوتے تھے اور اراکین وعمال بھی عموماً ایسے ہی مقرر کرتے تھے۔ وہ بنی فاطمہ جنکی خوخصلت۔ عادات واطوار فضائل وشمائل صحیح پتہ دیتے تھے کہ گو اُنکے دشمن اُنپر کتنی ہی تہمتیں لگائیں کتنے ہی بہتان کام میں لائیں اُن کا خمیر ضرور کسی خاص مٹی سے ہے جسکی سرشت

وہ بنی فاطمہ جو شریعت کے کمال پابند تھے۔ جنھوں نے شراب و غنا کی قطعاً منادی کر دی تھی گانے بجانے والوں سے توبہ کرائی تھی یا اُنکو جلاوطن کر دیا تھا۔ شراب سازی کے تمام لوازمات ملک سے مفقود کر دیے تھے۔ جو نہ مثل بنی امیہ و بنی عباس کے شراب و غنا کو حلال کرنیوالے تھے نہ پھوپھیوں بیٹیوں کو اپنے لیے مباح کرتے تھے نہ کبھی سوتیلی ماں سے نکاح کرتے۔ نہ شراب کی مجلسیں آراستہ کر کے نامحرموں کے ساتھ اپنی پھوپھیوں بہنوں کو بے حجاب بلا کر مثل اونٹ اونٹنی نے غٹ پٹ کراتے نہ جدید جدید عمارتیں بنا کر مخلوق خدا کو خانہ کعبہ کے حج سے روکتے۔ نہ کنیزوں سے مجامعت کر کے حالت جنابت میں اُنکو اپنا مردانہ لباس پہنا کر مسجد میں نماز جماعت پڑھانے بھیجتے۔ نہ شراب کا حوض کر کے اُس میں غوطے لگاتے۔ نہ امر بالمعروف سے روکتے نہ بندر کو آراستہ کر کے اُسکے آگے کورنش بجالانے کا حکم دیتے۔ نہ اُنکے دل ایسے سخت تھے۔ کہ نیکی و بدی کو محسوس نہ کر سکتے [1]۔

---

[1] یزید کا اپنی پھوپھی کو اپنے اوپر مباح کرنا اور حلت خمر میں اُس کا یہ شعر ــ فان حرمت یوماً علی دین احمد ــ فخذھا علی دین مسیح ابن مریم ــ تاریخوں میں مذکور ہے۔ کامل ابن اثیر میں ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب سے کہا کہ نہ اعمال خیر کرنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے نہ اعمال بد کرنے سے رنج ہوتا ہے۔ اور ایکدن خطبہ میں کہا کہ جو کوئی مجھے تقوی الٰہی یعنی خدا سے ڈرنے کا حکم دے گا اُسکی گردن اُڑا دونگا۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے ایام حج میں بام کعبہ پر مجلس شراب آراستہ کی اور ایکدن اپنی دختر جمیلہ کو محل میں دیکھکر اُس سے چمٹگیا اور اُسکا ازالہ بکارت کر ڈالا۔

حیوۃ الحیوان میں ہے کہ ولید بن یزید شرب خمر لہو و لعب گانے بجانے میں بسر کرتا تھا۔ اسنے ایک رات کو حالت سکر میں ایک کنیز سے مقاربت کی موذن نے نماز صبح پڑھانے کیلئے اطلاع دی۔ اُسی کنیز کو حالت سکر و جنابت میں اپنا لباس پہنا کر جماعت پڑھانے کے واسطے بھیجدیا۔ ایک حوض شراب کا بھر رکھا تھا جب چاہتا اپنے کو اُس حوض میں ڈالدیتا اور اتنی پیتا کہ ہاتھ پاؤں میں لرزہ پیدا ہو جاتا۔

[illegible]

کی یہ حالت تھی کہ دربار میں درہم و دینار کے بھرے ہوئے صندوق رکھے ہیں مفلسوں کو

اجازت ہے خود مٹھیاں بھر بھر کر لیجا رہے ہیں۔ بادشاہ کے بیٹے کے ختنوں کی تاریخ مقرر

ہوئی ہے عامل کو حکم پہنچا کہ تمھارے ملک میں جتنے لڑکے ختنوں کے قابل ہوں۔

بقیہ نوٹ ۱۶۵ حسن بن صباح سلطان ملک شاہ سلجوقی کے اعتراضی خط کے جواب میں لکھتا

ہے کہ "ہارون رشید کی دو بہنیں تھیں بڑی عباسہ چھوٹی محسنہ۔ دونوں کو بہت چاہتا تھا جب مجلس

شراب گرم ہوتی اُس میں اپنے خاص ندیموں کو مثل جعفر برمکی کے بلاتا اور اپنی بہنوں کو بھی با حجاب

اُس مجلس میں شریک کرتا یہاں تک کہ محسنہ سے خود اور عباسہ سے جعفر غٹ پٹ ہو گیا۔ لطیفہ مشہور

ہے کہ بعد وفات ہارون کے اُسکے بیٹے امین نے اپنی پھوپھی محسنہ سے مباشرت کی اُسکو خیال

تھا کہ بکر ہوگی مگر بکر نہ پایا۔ پوچھا اے پھوپھی تم تو بکر تھیں یہ کیا معاملہ ہے محسنہ نے جواب دیا کہ تمھارے

باپ نے کسکو بکر چھوڑا ہے جو میں بکر ہوتی" ابو فراس حمدان جو مشاہیر شعرا سے ہے سلاطین اسمٰعیلیہ

کی مدح میں خلفائے عباسیہ پر تعریض کرتا ہے سہ مافی دیارھم للخمر معتصر + ولا بیوتھم للسوء

معتصم۔ ولا تبیت لھم خنثی ینادھم۔ ولا یری لھم قرد لہ حشم + منکم علیۃ

ام منھم وکان لکم + شیخ المغنیین ابراھیم ام لھم + انوار الربیع میں ہے کہ خنثی

مراد ہے ندیم متوکل سے۔ اور قرد اُس بندر سے مراد ہے جو زبیدہ زوجہ ہارون نے پال رکھا تھا

اُسکے لئے جاہ و خدم اور خیل و حشم مقرر کیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اُسکے آگے کورنش بجالایا کریں

علیہ۔ مہدی کی بیٹی کا نام ہے کہ رشید کو اُسپر صبر نہ آتا تھا اور علیہ اور اپنی دونوں بہنوں اور جعفر

یحیی برمکی کو ایک مجلس شراب میں جمع کیا کرتا تھا۔ پس یہ حال ہوا تھا کہ وہ مثل اونٹوں کے بعض بعض

پر چڑھ جاتے تھے رشید کے مرنیکے بعد امین نے اپنی پھوپھی سے مجامعت کی تو تعجب سے پوچھا تو کنواری کیوں

نہیں ہے جواب دیا کہ تیرے باپ نے کسکو کنواری چھوڑا ہے۔ رشید کا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنے

کیلئے فتوی وغیرہ اور ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ابو یوسف کا اُس سے نکاح کر لینے کیلئے فتوی دینا۔

تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں مفصل درج ہے۔ حیوۃ الحیوان ج ا صفحہ ۵۹ اور ج ۲ صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے

[illegible]